فاوسٹ
مصنف: یوحان ولفگنگ فان گوئٹے
مترجم: بشیشور پرشاد منور لکھنوی
مکس ملر بھون۔ نئی دہلی

جرمن زبان کا شہرۂ آفاق ناٹک

فاؤسٹ

حصہ اول — جلد دوم

مصنّف

یوحان ولفگنگ فان گوئٹے

مُترجم

بشیشور پرشاد، مُنوّر، لکھنوی

مکس مُلّر بھون

نئی دہلی (بھارت)

فاوسٹ

(حصہ اول، جلد دوم)

جرمن فلاسفر اور شاعر اعظم

گوئٹے

کا

شاہکار ناٹک

مترجم

بشیشور پرشاد منور لکھنوی

ناشر

مکس ملّر بھون

نئی دہلی (بھارت)

پہلا ایڈیشن : ۱۹۶۹

تعداد اشاعت : ۲۵۰

مطبع

آئی - ایم - ایچ - پریس پرائیویٹ لمیٹیڈ

فوارہ چاندنی چوک ، دہلی-۶

انتساب

فاؤسٹ و احترام کے پرخلوص جذبات کے ساتھہ

فاؤسٹ کے عظیم مصنف

اور

جرمن زبان کے شہرۂ آفاق نیز زندہ جاوید شاعر

فلاسفر اور تمثیل نگار

یوحان وولفگنگ فان گوئٹے

کی

عرش آشیاں روح کے نام
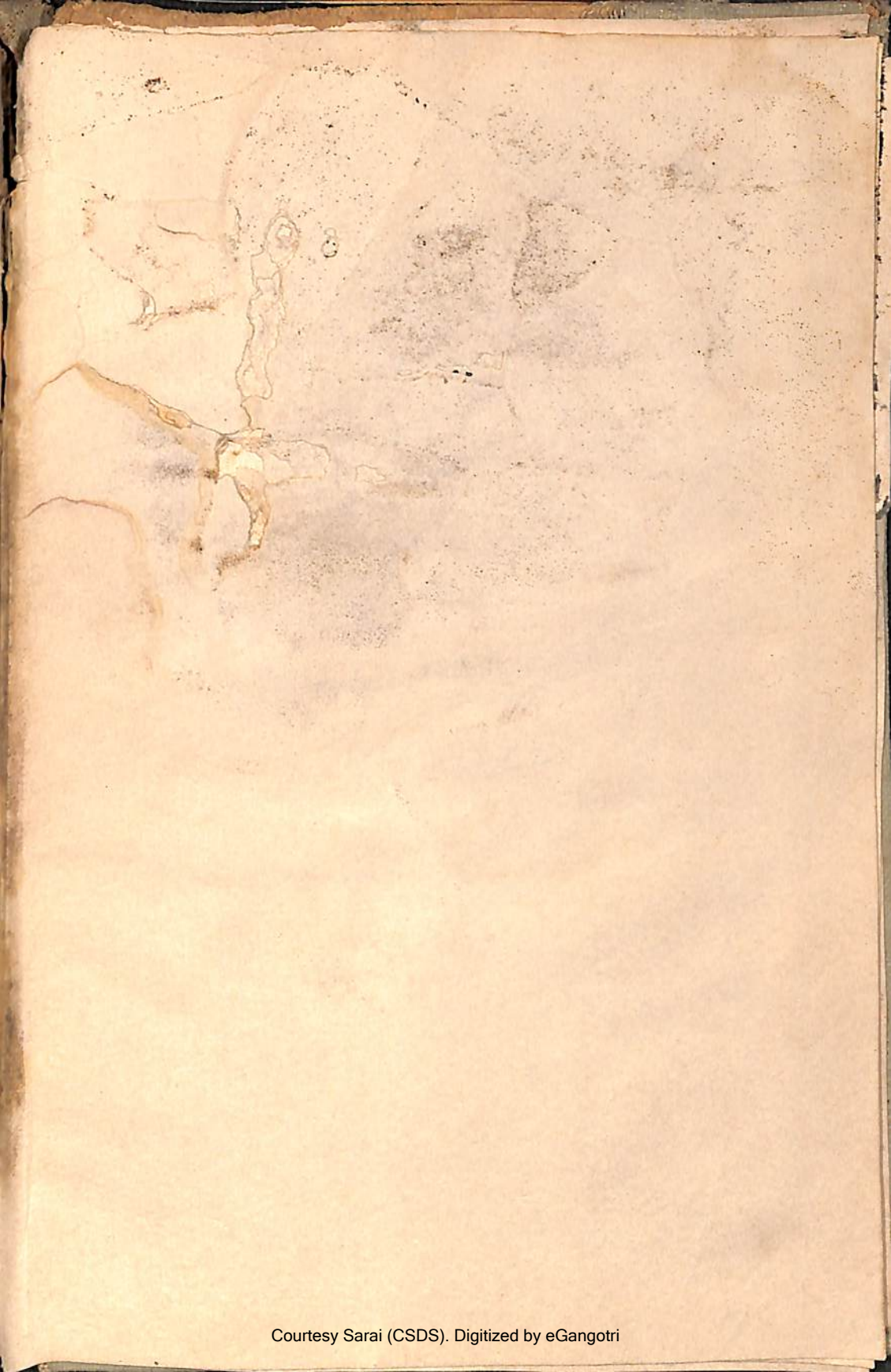
صدیوں رہے گا جس پہ ادب دوستوں کو ناز

ہم نے ادب دیا ہے وہ اردو زبان کو

منور لکھنوی

فاؤسٹ

(حصه اول ، جلد دوم)

[سڑک کا نظارہ]

(سڑک سے فاؤسٹ گذر رہا ہے اور مارگیرٹ اسکے قریب جا رہی ہے۔ فاؤسٹ کہتا ہے)

اے نیک و حسین صاحب زادی! ہوں آپ کی الفت کا بھوکا
کہئے تو سہارا دے کے چلوں میں آپ کو اپنے بازو کا

مارگیرٹ ۔

صاحبزادی مجھے نہ کہئے مجھ سے للله دور رہئے
بیجا ہے مجھے حسین کہنا ناظورہ و نازنین کہنا

درکار نہیں کوئی سہارا
تنہا ہے سفر مجھے گوارا

(ہاتھ چھڑا کر چلی جاتی ہے۔ فاؤسٹ کہتا ہے)

لڑکی ہے یہ رشک حور کوئی ہے اک یہ شبیہ نور کوئی
ایسی زہرہ مثال بے شک گذری ہی نہیں نظر سے اب تک
شائستہ بھی، پاک باز بھی ہے دل سوز بھی، دلنواز بھی ہے
تیکھی چتون یہ، الله الله ! ابھرا جوبن یہ، الله الله !
اف اسکی ادا وہ، بانکپن وہ ! الله رے کم سے کم سخن وہ!
ہے کشور حسن کی وہ رانی! اف رے جادو بھری جوانی!

ھیں ھونٹ یہ لال لال کیسے ! گورے گورے ھیں گال کیسے !
ھیں جوش شباب کی علامت بھولوں گا انھیں نہ تا قیامت
نیچی نظریں ھیں تیر گویا ھے انسے چھدا ھوا کلیجا
سوفار یہ چبھ گئے ھیں دل میں پیوست ھیں میرے آب و گل میں
چھوٹی چھوٹی سی ھے جو چوٹی سینے پہ وہ بن کے سانپ لوٹی !

جانے کس رو میں بہہ گیا ھوں
میں اس میں الجھ کے رہ گیا ھوں !

(شیطان آتا ھے اور فاؤسٹ اس سے کہتا ھے)

عشق کا اب آزار ھے مجھ کو
یہ لڑکی درکار ھے مجھ کو

شیطان ۔
آپ کو ناحق فکر ھے یہ کس لڑکی کا ذکر ھے یہ

فاؤسٹ ۔
برنگ برق جہندہ ادھر سے گذری ھے
ابھی ابھی تو وہ میری نظر سے گذری ھے

شیطان ۔
اچھا اچھا ، میں خوب سمجھا کیوں آپ کو ھے یہ شوق اس کا
ھر دم انجام پر نگہ تھی درکار معافی گنہ تھی
خائف اعمال کے ثمر سے آئی ھے وہ پادری کے گھر سے
کرسی پہ وہ اپنی جلوہ گر تھی ھر شکل سے جنت نظر تھی
چپکے سے میں جب ادھر سے گذرا جلوہ اسکا نظر سے گذرا
فوراً مجھ کو ھوا یہ معلوم صورت سیرت سے ھے وہ معصوم
جانے کیوں ھے غم تلافی کس بات کی چاھئے معافی

ہے دامن شوق چاک میرا
قابو نہیں اس پہ خاک میرا

فاؤسٹ ۔

ہے یہ ظاہر اسکی قیل و قال سے کم نہیں سن اسکا چودہ سال سے

شیطان ۔

دل کے رسیا، چھیل چھبیلے! آپ بھی ہیں انسان رنگیلے!
پھول جو کوئی کھل جاتا ہے آپ کا دل کیوں ھل جاتا ہے؟
کیوں یہ سمجھ لیتے ہیں آخر ہے وہ شگفتہ آپ کی خاطر
اس سے رشتہ جوڑ لیا بس ھاتھ بڑھا کر توڑ لیا بس
طرز یہ کیا ہے، طور یہ کیا ہے؟
کام کہیں ایسے چلتا ہے؟

فاؤسٹ ۔

گفتگو ایسی ہے ناحق کسلئے؟ بس بس، اے سرکار! رہنے دیجئے
ناصح مشفق کی صورت کیوں یہ پند؟ گفتگو ھرگز نہیں یہ سود مند
بس کہے دیتا ہوں اتنا آپ سے ہے یہی میرا تقاضا آپ سے
ماہ رو، دوشیزۂ نوخیز وہ شوخ، چنچل وہ، شرارت بیز وہ
شب کو آئے گی نہ میرے پاس اگر مجھ کو کردے گی سپرد یاس اگر
ہو نہ جائے گی جو مجھ سے ہم کنار ھجر میں رکھے گی مجھ کو بے قرار
وقت جب بارہ بجے کا آئے گا ساتھ میرا آپ کا چھٹ جائے گا
جاگ کر قسمت مری سو جائے گی
دوستی حرف غلط ہو جائے گی

شیطان ۔

کس لئے اضطراب یہ بیکار؟ دیکھئے تیل اور تیل کی دھار

کس لئے گفتگو ہے یہ دل سوز؟ دیجئے آپ مجھ کو چودہ روز
تاکہ اسکی تلاش جاری ہو کچھ تو درمان بے قراری ہو
بات میری یہ مانئے سرکار
مہلت اتنی ہے کم سے کم درکار

فاؤسٹ -
سات گھنٹے بھی اگر صبر کا یارا ہوتا
نہ مجھے آپ کا احسان گوارا ہوتا
ڈھنگ سے وضع محبت جو نباھی جاتی
وہ خوش اندام مرے دام میں آھی جاتی
اپنی گفتار سے قائل میں اسے کر دیتا
کیا ضرورت تھی جو شیطاں کی مدد میں لیتا

شیطان -
اف یہ شیروں کے سے تیور آپ کے
جیسے بالکل فرانسیسی بن گئے
کس لئے ہے دل میں اتنا اضطراب؟
کس لئے آخر ہے اتنا پیچ و تاب؟
آپ نے کچھ غور فرمایا بھی ہے؟
آپ کو اس کا خیال آیا بھی ہے؟
وہ اگر قابو میں فوراً آ گئی
آپ کی صحبت جو اس کو بھا گئی
آپ کو کیا خاک آئے گا مزہ
کرکرا ہو جائے گا سارا مزہ
لطف تو جب ہے رہے کچھ چھیڑ چھاڑ
کچھ بناوٹ کي ادا ہو، کچھ بگاڑ

سلسلہ تحفے تحائف کا چلے
التفات خاص کا سکہ چلے
کچھ کھلونے اور کچھ گڑیاں ہوں پیش
دل کے بہلانے کے سب ساماں ہوں پیش
کام کی صورت نظر آجائے گی
ایک دن وہ راہ پر آجائے گی
آپ کے دل کی خوشی ہو جائے گی
ایک دن وہ آپ کی ہو جائے گی
قاعدہ ایطالیہ (۱) کا ہے یہی
اسکے افسانوں میں ہوتا ہے یہی

فاؤسٹ۔

اسقدر طول امل بیکار ہے
اس کی دوری اب تو دل پر بار ہے
لگ رہی ہے میرے دل میں آگ سی
آگ یہ پھنکارتی ہے ناگ سی

شیطان۔

چھوڑیئے بات چیت اول جلول دل لگی کی یہ گفتگو ہے فضول
بات ہوتی نہیں مری کچی پیش کرتا ہوں کیفیت سچی
آپ کی دال گل نہیں سکتی کوئی بھی چال چل نہیں سکتی
اسقدر جلد اسکا ہاتھ آنا اس پہ قابو جناب کا پانا
سخت صبر آزما ہے، مشکل ہے اسکی امید، امید باطل ہے
ہے جو دل میں خیال داروگیر قلعہ اس سے نہ ہوگا یہ تسخیر

---

(۱) ملک اطالیہ جسے انگریزی میں اٹلی کہتے ہیں۔

اسکا سوچیں گے کوئی حیلہ اور　　کام میں لائیں گے وسیلہ اور

فاؤسٹ ۔

چیز ہی اس کی لائیے کوئی　　شکل تسکیں دکھائیے کوئی
کچھ اسی سے بہم ہو صورت خیر　　دیکھ لوں اسکی خوابگاہ کی سیر
اس سے میں دامن نظر بھر لوں　　دل کو رومال ہی سے خوش کر لوں
چیز اک دلپسند ھاتھ آئے　　اسکا دستانہ کوئی مل جائے
کچھ تو درمان ناصبوری ہو
کچھ تو دل کی مراد پوری ہو

شیطان ۔

آپ کرتے ھیں ضد اگر' سرکار!　　ھے اگر آپ کا یہی اصرار
شام کے وقت آپکو میں حضور　　اسکے کمرے میں لے چلوں گا ضرور
جس سے ہو جائے آپ کی تسکین　　اور ھو جائے ھر طرح سے یقین
آگ جذبات کی بجھانے کو　　آپ کی تشنگی مٹانے کو
تا بہ امکاں کروں گا ھر تدبیر
فکر اسی کی رھے گی دامن گیر

فاؤسٹ ۔

کیا خوش قسمت ھوں اتنا میں؟　　اس کو دیکھ سکوں گا کیا میں؟
کیا دل میرا شاداں ھو گا؟　　اسکے وصل کا ساماں ھو گا؟

شیطان ۔

آپ کو مسرور فرمائے گی وہ　　ایک ھم سائی کے گھر جائے گی وہ
ایک چڑیا بھی نہیں ہوگی جہاں　　بس اکیلے آپ ھی ھوں گے وھاں
یہ فضا خود سازگار آجائے گی　　گلشن دل میں بہار آجائے گی
وقت شیریں آپ کا گذرے جہاں　　راس آجائے وہ خلوت کا سماں

آپ اسکے وصل سے ہوں شاد کام　　نوش فرمائیں مئے عشرت کے جام
اسکی صحبت سے ملے ایسا مزہ　　بھول جائیں دین و دنیا کا مزہ
شعلہ جوالہ ہو اسکے حسن کا　　حلقہ زن ہالہ ہو اسکے حسن کا
لطف صحبت اس قرینے سے رہے　　گرم سینہ اسکے سینے سے رہے
اس سے ہو اسطرح قربت آپ کی　　سیر ہو جائے طبیعت آپ کی
عشرت فردا تصور میں رہے　　شوق کی دنیا تصور میں رہے
خواب آیندہ نظر آنے لگے　　مستقل پہلو کو گرمانے لگے

زور پر سودا طبیعت کا رہے
ساز یوں جنبش میں خلوت کا رہے

مارگیرٹ ۔

دل کی حسرت اب نکلنا چاہئے　　اس کی جانب ہم کو چلنا چاہئے

شیطان ۔

کیوں یہ گھبراہٹ ہے؟ کچھ مہلت تو دینا چاہئے
کام اتنی جلد بازی سے نہ لینا چاہئے

فاؤسٹ ۔

پیش ہو اسکو چیز کچھ ایسی　　بیش از بیش ہو قیمت جس کی
آپ ہی لا دیں ایسا تحفہ　　بڑھیا سے ہو بڑھیا تحفہ

(یہ کہکر فاؤسٹ چلا جاتا ہے اور شیطان کہتا ہے)

تحفوں کی ابھی سے فکر کیا ہے
تحفوں کا ابھی سے ذکر کیا ہے

اس میں تو نہیں ہے شک ہی کوئی
ہو جائے گی اس پہ جیت اسکی

سودا کر لے گا بے گماں نقد
لے آئے گا اس کو یہ تہہ عقد

بے پردہ ہے مجھ پہ سر مکتوم
ہیں کتنے مقام مجھ کو معلوم

کب سے اور کسقدر نجانے
جن میں مستور ہیں خزانے

تقدیر ہے نامراد ان کی
تازہ کرنا ہے یاد ان کی

دل ان کی تلاش میں لگا کر
الٹوں پلٹوں گا ان کو جا کر

[شام کا وقت]

(منظر: ایک چھوٹا سا کمرہ۔ مارگیرٹ اس میں بیٹھی ہوئی زلفیں سنوارتی ہے اور کہہ رہی ہے)

آخر کار پتہ اسکا لگے گا کیسے
روک کر مجھ کو سر راہ جھنجھوڑا کسنے

کون صاحب تھے، ملی جن سے مجھے دعوت شوق
کون صاحب تھے، دبا جونہ سکے شدت شوق

جرأت انگیز تھا انداز، دلیرانہ تھا
جسکا عنوان تھا جسارت، یہ وہ افسانہ تھا

ان کے چہرے سے نجابت کا پتہ چلتا تھا
ان کے سہرے سے شرافت کا پتہ چلتا تھا

مجھ کو تو صاف بتاتا ہے وطیرہ ان کا
ہے شریفوں کے گھرانے سے علاقہ ان کا

ذات سے انکی اٹھا کوئی بکھیڑا بھی نہیں
بے تکے پن سے انھوں نے کبھی چھیڑا بھی نہیں

(یہ کہکر مارگیرٹ چلی جاتی ہے - دوسری طرف سے فاؤسٹ کو ہمراہ لئے ہوئے شیطان آتا ہے اور کہتا ہے)

بڑی خامشی سے، بغیر اضطراب
چلے آئیے چپکے چپکے جناب

فاؤسٹ (قدرے تامل کے بعد)۔

بہر خدا زیادہ پریشاں نہ کیجئے
مجھکو تو میرے حال پہ اب چھوڑ دیجئے

شیطان (ادھر ادھر جھانک کر)۔

کہاں سے لائے گی کوئی، یہ عالم دلنوازی کا
نہیں ہر چھوکری میں یہ سلیقہ پاک بازی کا

فاؤسٹ (جھکی جھکی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہے)۔

مرحبا، اے تیرگی ھلکی حریم ناز کی!
سامنے آنکھوں کے جھانکی ہے عجب انداز کی
آفریں اے درد شیرین محبت، آفریں!
آفریں اے روح آئین محبت، آفریں!
شبنم امید کا جسکو سہارا ھو نصیب
اسکے بل پر اسطرح مرمر کے جینا ھو نصیب
کیف سا ہے کیف اک، چاروں طرف چھایا ھوا
خامشی کا ہے مزہ، ہے لطف اطمینان کا

عالم عشرت میں بھی معجز نما ہیں برکتیں
ہیں مہیا قید خانے میں بھی کتنی راحتیں

(پلنگ کی طرف بڑھتا ہے اور ایک چرمی کرسی پر بیٹھ کر کہتا ہے)

عجب شے تو ہے، اے آرام کرسی! — بڑی ہے واقعی توقیر تیری
مئے عشرت سے ہیں جو لوگ سرشار — بلائے غم کے ہیں جتنے گرفتار
ترے آغوش میں سب کی جگہ ہے — تری ہی سمت دنیا کی نگہ ہے
مجھے بھی گود میں اپنی بٹھا لے — بچا لے دور گردوں سے بچا لے
ترا آغوش ہے اک تخت اسلاف — برنگ شیشۂ بے گرد، شفاف
نہیں معلوم کتنی بار بچے — رہے ہیں جمع گردا گرد اس کے
بڑا امکان ہے اس بات کا بھی — کہ وہ محبوبۂ طناز میری
مسیحا جب ہوئے ہوں جلوہ افروز — جب آیا ہو وہ روز راحت اندوز
سراسر پیکر حسن عقیدت — ہمیشہ مظہر حسن حقیقت
ہتھیلی اپنے جد کی چومنے کو — خوشی سے سرو صورت جھومنے کو
لئے معصوم ادائیں بچپنے کی — یہاں آئی ہو وہ تصویر نیکی
نظر افروز ہے، اے نازنین تو! — مہہ کامل سے بڑھکر ہے حسین تو!
ہوا میں روح تیری جلوہ گر ہے — معطر میرے دل پر بیشتر ہے
یہ مجھ پر برکتیں برسا رہی ہے — مرے چاروں طرف منڈلا رہی ہے
مرے حق میں چراغ رہنما ہے — تجلی خیز اس کی ہر ادا ہے
عجب ہے جلوہ ریزی کا طریقہ — سلیقہ سا ہے اس میں کچھ سلیقہ
ہے تو اک خانہ داری کا فرشتہ — ترا ساز محبت سے ہے رشتہ
نسائیت کو تیری ذات پر ناز — نہایت مفتخر، حد درجہ ممتاز
ہے مہر مادری کا جوش اس میں — ہے اسکا حلقۂ آغوش اس میں
مصفا میز پر چادر بچھانا — تہ پا ریت پر بستر لگانا

سکھاتی ہے یہ باتیں روح تجھ کو نظر آتی ہے تو محبوب مجھ کو
مقدس دیویوں سے ہاتھ تیرے ہیں یمن و خیر و برکت ساتھ تیرے
بھرا ہے پیار ان ہاتھوں میں کتنا نظارہ ہے مسرت خیز ان کا
سراپا گلستاں ہے ذات تیری بڑی رنگین ہے ہر بات تیری

اسی سے گھر یہ فردوس بریں ہے
فضا اس کی نہایت دلنشیں ہے

(مسہری کا پردہ اٹھا کر)

ذرا دیکھوں تو کیا ہے اسکے اندر تعجب خیز ہے بے حد یہ منظر
مسرت بھی ہے، کچھ ہیبت بھی طاری مرے دل میں ہے بے حد بے قراری
تقاضا بس یہی جذبات کا ہے یہاں آ کر یہی دل چاہتا ہے
کہ بس بیٹھا رہوں پھروں یہیں میں کروں نظارہٗ خلد بریں میں
دکھا کر میٹھے میٹھے خواب تو نے لٹا کر یہ در نایاب تو نے
چڑھایا میری محبوبہ کو پروان جلا دی آکے تربیت سے ہر آن
فرشتہ خصلتی اس کی بڑھائی اس آئینے پہ رونق اور آئی
یہیں بچپن میں وہ کرتی تھی آرام بڑی نازک طبیعت تھی وہ گلفام
رگ ہستی میں رہتی تھی حرارت لہو بن بن کے بہتی تھی حرارت
یہیں تو نے اسے عفت عطا کی یہیں تو نے اسے عصمت عطا کی
چڑھایا دل پہ ایسا رنگ و روغن بنایا اسکو بے حد پاک دامن

کچھ ایسا نقش چہرے سے ابھارا
تھا جس سے حسن یزداں آشکارا

(پھر خود سے مخاطب ہوتا ہے)

بتا، کیسے نکل آیا ادھر تو؟ بتا کسدرجہ اتنا بے خبر تو؟

نہایت برہمی ہے مجھ میں پیدا ‌ ‌ مرے دل میں ہے اک ہیجان برپا
یہاں تو کسلئے آیا ہے آخر؟ ‌ ‌ ترا دل کیوں یہ گھبرایا ہے آخر؟
دبا ہے کس لئے بار الم سے؟ ‌ ‌ ہے کیوں افسردہ اتنا فرط غم سے؟
بہت بد بخت اے فاؤسٹ، ہے تو ‌ ‌ نہیں میں جانتا خود اپنی خوبو
عجب آب و ہوا ہوتی ہے محسوس ‌ ‌ طلسماتی فضا ہوتی ہے محسوس
ابھی تک دل مرا کھویا ہوا تھا ‌ ‌ مسرت کی ہوس میں مبتلا تھا
مگر اب سر میں ہے سودائے الفت ‌ ‌ رواں ہے دل میں اک دریائے الفت
وہ الفت جو صداقت سے بھری ہے ‌ ‌ روش جس کی حقیقت پروری ہے
روانی سی ہے اس میں کچھ روانی ‌ ‌ گھلا دیتا ہے دل کو بن کے پانی
ہیں کیا ہم؟ کھیل اک موج نفس کا! ‌ ‌ اسی کا پڑ گیا ہے ہم کو چسکا
اسی سے صورت پایندگی ہے ‌ ‌ کھلونا اک ہماری زندگی ہے
اگر اس وقت آ پہونچے ادھر وہ ‌ ‌ نہایت ٹھاٹھ سے ہو جلوہ گر وہ
کہاں کی راہ لے گا رینگ کر تو؟ ‌ ‌ کہاں ڈھونڈے گا پھر، جائے مفر تو؟
بھڑکتی ہے ترے دل میں جو یہ آگ ‌ ‌ رہے گی اسکو تجھ سے تا بہ کے لاگ؟
نجانے کیفر کردار کیا ہو ‌ ‌ تری شکل مآل کار کیا ہو
دکھائے کیا تری تقصیر تجھ کو ‌ ‌ ملے کیا جرم کی تعزیر مجھ کو
نظر آتا ہے گو لمبا تڑنگا ‌ ‌ گراں ہے گرچہ اتنا ڈیل تیرا
جب اس سے ہونگی آنکھیں چار تیری ‌ ‌ نظر ہو جائے گی بیکار تیری
نہ اسکے سامنے کچھ کہہ سکے گا ‌ ‌ ہوا ہو جائے گا سودا یہ تیرا
لگے گا داغ ناکامی جبیں پر ‌ ‌ گرے گا اسکے پائے نازنیں پر
کچھ اسکے آگے یوں گھگھیائے گا تو ‌ ‌ خود اپنے حال پر شرمائے گا تو

نگوں سر، نیت ناپاک ہو گی
میسر آبرو کیا خاک ہو گی؟

شیطان ۔

ہو اب جلدی ، ادھر وہ آرہی ہے قیامت سی قیامت ڈھا رہی ہے

فاؤسٹ ۔

جایئے جایئے ' برائے خدا
اب کبھی میں یہاں نہ آؤں گا

شیطان ۔

نہیں بیکار ہی کچھ آپ کی خدمت میں آیا ہوں
کہیں سے جاکے یہ صندوقچہ میں مار لایا ہوں

بہت بھاری نظر آتا ہے وہ ، سرکار! وزنی ہے
مقدر سازگار اس کا ، بڑی تقدیر اس کی ہے

یہ الماری جو ہے اس میں ابھی رکھدیجئے اسکو
اس الماری کے اندر ہی مقفل کیجئے اسکو

جو دیکھے گا اسے اڑ جائیں گے ہوش و حواس اسکے
کبھی آئی نہ ہوگی کوئی ایسی چیز پاس اسکے

یہ چیزیں آپ ہی کے واسطے میں صرف لایا تھا
یہی مقصود تھا پیش نظر ، میرا یہ منشا تھا

کوئی نوخیز ہوگی اور ' ڈورے جس پہ ڈالیں گے
رجھا کر جسکو اپنی سمت آپ اپنا بنا لیں گے

یہ چیزیں جسقدر ہیں سب اسی کے کام آئیں گی
کسی ڈھب سے یہ اسکو آپ کے قابو میں لائیں گی

مگر خیر، اس سے کیا، ہیں کھیل جتنے سب برابر ہیں
کسی کے بھی، کہیں کے بھی ہوں' بچے سب برابر ہیں

فاؤسٹ -

اسکو رکھوں یا نہ رکھوں، کیا کروں، حیراں ہوں میں

عقل جسکی ہوگئی ہے خبط، وہ انساں ہوں میں

شیطان -

اب کیا کہوں میں آپ کے اس اضطراب کو

کیا اس میں واقعی ہے تعجب جناب کو

کیا ان جواہرات کے خواہاں ہیں آپ بھی

کیا ان کی الجھنوں میں پریشاں ہیں آپ بھی

گرویدگی یہ آپ کی ان پر نہیں درست

ہاں یہ رویۂ دل مضطر نہیں درست

لیکن اگر ہے آپ کو سودا یہ واقعی

دل میں خلش فزا ہے تمنا یہ واقعی

اک میرا مشورہ ہے اسے آپ مان لیں

اس کے حصول کے جو ہیں اسرار جان لیں

لالچ سے راہ عشق میں سودا نہ کیجئے

دنیائے نور میں اسے رسوا نہ کیجئے

میرے سپرد کام نہ بے کار ہو کوئی

کلفت نہ میری جان کا آزار ہو کوئی

کم ظرف اتنے آپ ہیں، مجھ کو یقیں نہیں

دامن پہ آپکے جو یہ دھبہ کہیں نہیں

اب میں نہ سر کھجاؤں جو اپنا تو کیا کروں

دیں عقل و ہوش ساتھ نہ میرا تو کیا کروں

کیونکر ملوں نہ ہاتھ اگر کچھ نہ بن پڑے

پھر کیا کروں جو عیب و ہنر کچھ نہ بن پڑے

(یہ کہہ کر شیطان صندوقچے کو الماری میں بند کر کے قفل لگا دیتا ہے
اور فاؤسٹ سے مخاطب ہوتا ہے)

بس یہاں سے آپ چل دیں اب ، جناب!
ٹھہرنا بالکل ہے بے مطلب ، جناب!
آپ میری بات کا مانیں یقیں
جو میں کہتا ہوں ، غلط ہرگز نہیں
میرے سانچے میں وہ ڈھل ہی جائے گی
موم کی صورت پگھل ہی جائے گی
آپ کی آنکھیں ہیں پھیلی اس طرح
ہال میں لکچر کے جائیں جس طرح
آب و گل کی کائنات بے کراں
اور ما بعد الطبعیاتی جہاں
رونما ہو آپکے دربار میں
جلوہ گر ہو آپ کی سرکار میں
زندگی ان میں ہو، بیداری بھی ہو
سادگی بھی ان میں، پرکاری بھی ہو
راستہ آپ اپنا لیں گے یا نہیں؟
کیا ارادہ ہے؟ چلیں گے یا نہیں؟

(دونوں چلے جاتے ہیں اور مارگیرٹ ہاتھ میں ایک لیمپ لئے
ہوئے آکر کہتی ہے)

اف رے اس کمرے کی گرمی، الاماں!
اللہ اللہ! ہے گھٹن کتنی یہاں!

(پھر کھڑکی کھول کر باھر کی طرف دیکھتی ھے اور کہتی ھے)

جتنی گرمی ھے اسکے اندر اتنی گرمی نہیں ھے باھر
کچھ حال عجب ھے میرے جی کا شاید طالب ھے یہ کسی کا
اے کاش آجائیں جلد اماں ھوں صورت زلف میں پریشاں
صورت میری عجیب سی ھے ھاتھوں پیروں میں سنسنی ھے
الجھن مرے دل میں کیوں ھے ایسی؟ ھوں میں بھی تو بیوقوف کیسی!

(مارگیرٹ کپڑے اتارتی اور گاتی جاتی ھے)

ٹرائے(۱) میں تھا شاھنشہ ایک بے حد سچا، بے حد نیک
توڑ رھا تھا جب وہ دم طاری نزع کا تھا عالم
اس کے دل کی رانی نے رسم وفا کی بانی نے
اسکو یوں مسرور کیا سونے کا اک جام دیا
جام تھا اسکا کوئی چیز جان سے بھی تھا بڑھکے عزیز
بھر کے مئے اندوہ ربا ھر دعوت میں پیتا تھا
جب وہ جام یہ کرتا نوش ھو جاتے تھے غائب ھوش
پلکیں گر سی جاتی تھیں آنکھیں پھر سی جاتی تھیں
آتی تھی مرحومہ یاد ھو جاتا تھا وہ ناشاد
وقت آیا جب مرنے کا اس دنیا سے گذرنے کا
کر ڈالی اس نے گنتی اپنے سارے شہروں کی
سونپے گو وارث کو جام لیکن اس میں رھا ناکام
اس نے سب کی دعوت کی دھوم سے ان کی ضیافت کی
دور تھے وہ یا تھے نزدیک سب بانکے تھے اس میں شریک

---

(۱) Troy

شہر میں تھی جو نہر رواں　　اک دن وہ غلطاں پیچاں
اس کے کنارے جا پہونچا　　دل کے سہارے جا پہونچا
بیٹھ گیا پھر گدی پر　　دیدنی تھا یہ کروفر
عمر رسیدہ مرد نحیف　　خستہ بے حد زار و نحیف
برسوں سے جینے والا　　تھا بے حد پینے والا
نوش کیا جب آخری جام　　پیش نظر آیا انجام
جام مقدس جام تھا یہ　　مستی کا انعام تھا یہ
جیوں ہی جام وہ نوش کیا　　بیچ ندی کے پھینک دیا
اس کے سامنے جام شراب　　ہو گیا دم بھر میں غرقاب
پہلے بھنور میں چکرایا　　موج ہوا سے ٹکرایا
ڈوب گیا پھر پانی میں　　ڈال گیا حیرانی میں
دیکھ کے ڈوبنے کا منظر　　سکتہ طاری تھا اس پر
آنکھیں کچھ پتھرا سی گئیں　　بے ہوشی میں آ سی گئیں
چشم زدن میں کچھ نہ رہا　　اسکے بدن میں کچھ نہ رہا

اس دنیا سے منہ موڑا
ڈوبتے ڈوبتے دم توڑا

(اتنا کہہ کر مارگیرٹ الماری کھولتی اور زیور کی صندوقچی پر نظر ڈالتے ہوئے کہتی ہے)

آئیں! صندوقچی یہاں یہ کہاں؟　　دیکھ کر اسکو کیوں نہ ہوں حیراں؟
قفل اس میں لگا گئی تھی میں　　خود محافظ بنی تھی اس کی میں
خیر، کتنی یہ خوبصورت ہے　　آئینہ اک یہ بے کدورت ہے
ہے یہ بے حد حسین، یہ طے ہے　　اسکے اندر نہ جانے کیا شے ہے
چیز یہ ملکیت کسی کی ہے　　شاید اماں کے پاس گروی ہے

کچھ عجب آن بان ہے اس کی ساتھ اسکے ہے اسکی کنجی بھی
لاؤ، دیکھوں تو کھول کر اس کو چاہئے دعوت نظر اس کو
میرے اللہ! چیز ہے یہ کیا؟ ڈھنگ ہے کچھ عجیب ہی اس کا!
واقعی چیز ہے یہ کچھ ایسی میں نے جو آج تک نہیں دیکھی
ہے یہ زیور بڑا گراں قیمت ہے یہ حسن و جمال کی زینت
مال برتر ہے، جنس فائق ہے یہ تو بس بیگموں کے لائق ہے
آئے جب بھی کوئی بڑا تیوہار اس سے اپنا کیا کریں وہ سنگار
میں گلے میں اسے پہنتی ہوں غیرت صد عروس بنتی ہوں
کسقدر ہے یہ باعث تزئین زیب دیتا بھی ہے مجھے کہ نہیں

مال کس کا ہے یہ، خدا جانے
اس کے مالک کو کوئی کیا جانے

(گلے میں مالا اور کانوں میں بالیاں پہن کر آئینے کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے)

کاش ہوتیں یہ بالیاں میری کاش ہوتیں یہ جان جاں میری
انھیں جب آدمی پہنتا ہے نور سا نور ان سے چھنتا ہے
اس کی ہے آن بان ہی کچھ اور نکل آتی ہے شان ہی کچھ اور
حسن چہرے پہ جب بکھرتا ہے روپ کچھ اور بھی نکھرتا ہے
ہائے میرا یہ حسن، ہائے جمال ہے جوانی مرے لئے جنجال
کس کو میں روپ یہ دکھاؤں، آہ! کس کا دل اس سے میں رجھاؤں، آہ!
داد حسن و شباب کس سے ملے نگہ اضطراب کس سے ملے
گو ہیں اپنی جگہ یہ چیزیں خوب دل و جاں سے ہیں مجھ کو یہ مرغوب
پوچھتا ہی نہیں کوئی ان کو دیکھتا ہی نہیں کبھی ان کو

لوگ کچھ ان کو دلنشیں پا کر   داد دے دیتے ھیں ترس کھا کر
اف یہ دنیا ھے لالچی کتنی   ھے پرستار گمرھی کتنی
جان دیتی ھے دولت و زر پر   بھوت اسکا سوار ھے سر پر
بد نصیبی سی بد نصیبی ھے
ھائے کیا چیز یہ غریبی ھے

[گشت]

(فاؤسٹ اپنے خیالات میں غرق شیطان کے ساتھ ٹہل رھا ھے)

شیطان ۔

لعنت ایسی الفت پر   زوف ھے ایسی چاھت پر
جس کو کوئی ٹھکرا دے   ھو نہ مخاطب بھی جس سے
لعنت عاشق کے غم پر   لعنت نار جہنم پر
اس سے بدتر چیز کوئی   کاش زمانے میں ھوتی
جس پہ نہ میں ھرگز مرتا   لعنت کی بارش کرتا
ھو کر آزردہ رنجور
جس سے میں رھتا کوسوں دور

فاؤسٹ ۔

خیریت تو ھے مرے سرکار، آخر کیا ھوا ؟
کیوں نظر آتا ھے چہرہ اسقدر اترا ھوا ؟
آج تک حالت نظر آئی نہیں ایسی کبھی
شکل و ھیئت یہ، ان آنکھوں نے نہیں دیکھی کبھی

شیطان ۔

جی چاھتا یہی ھے پڑ جاؤں اسکے پالے
ھو جاؤں کیوں نہ آخر شیطان کے حوالے

مشکل تو ہے یہ لیکن شیطان خود ہی میں ہوں
ہے جسکو لاگ مجھ سے وہ جان خود ہی میں ہوں

فاؤسٹ ۔
منھ میں آتا ہے جو، بکتے ہی چلے جاتے ہیں
آپ تو کچھ مجھے پاگل سے نظر آتے ہیں
خوب ہے آپ میں انداز یہ دیوانوں کا
ہوش سے، عقل سے، ادراک سے بیگانوں کا

شیطان ۔
ذرا سوچیں تو ہے کتنی عجب بات
کہ ہیں جو پادری صاحب نکو ذات
ہوں دور از آگہی لالچ کے مارے
اڑنچھو ہوں وہ زیور لے کے سارے
جو لایا تھا گریٹشن کے لئے میں
بہت حیران ہوں اس بات سے میں
ہوا ظاہر جب اسکی ماں پہ یہ حال
ہوا سبزہ صفت دل اسکا پامال
ہوئی اس واقعہ سے سخت حیران
تھی دل ہی دل میں مارے ڈر کے لرزاں
حواس اسکے تھے غائب، گم تھی ادراک
ازل سے کچھ نہایت تیز تھی ناک
درندوں کی سی خو پائی تھی اس نے
تھا کیا راز، اسکی بو پائی تھی اس نے
عبادت کی کتابیں پڑھتے پڑھتے
ہوئی حساس اتنی بڑھتے بڑھتے

لگا لیتی پتہ سب سونگھنے سے
نکل آتا تھا مطلب سونگھنے سے
صفت ہر چیز کی پہچان لیتی
وہ فوراً سونگھنے سے جان لیتی
کہ ہے ناپاک کیا شے اور کیا پاک
مدد کرتی تھی اس کی حس و ادراک
کھلا یہ سونگھنے سے زیوروں کے
کہ ہیں محروم یکسر برکتوں سے
گریٹشن سے کہا اس نے کہ بیٹی
نہیں تاثیر اچھی زیوروں کی
کہوں مال حرام ان کو نہ کیونکر
مری نظروں میں ہیں اسفل یہ زیور
سکڑ جاتی ہے ان سے روح انساں
بنا دیتے ہیں یہ ہستی کو زنداں
تعفن سے بھری دیتے ہیں بو یہ
رگوں سے چوس لیتے ہیں لہو یہ
نہ کیوں کردیں انہیں ہم نذر مریم
کہ ہیں وہ مادر خلاق عالم
رہے گا ان کا فضل و لطف ہم پر
رہیں گی ہر نفس مائل کرم پر
من وسلویٰ عطا فرمائیں گی وہ
ہزاروں نعمتیں برسائیں گی وہ

یہ سن کر ہنس پڑی وہ نازک اندام
وہ ناظورہ تھا جسکا گریٹشن نام

نہ پوچھے کوئی کیا تھا حال اسکا
خیال اسکا تھا ہے یہ مال اسکا

وہ بولی بحث یہ بھاتی نہیں کچھ
سمجھ میں بات یہ آتی نہیں کچھ

مری نظروں میں ہے نعمت یہ تحفہ
جو لایا ہے گراں قیمت یہ تحفہ

نہیں وہ دور ذات کبریا سے
نہیں زنہار روگرداں خدا سے

تسلی جب ہوئی اس سے نہ جی کو
بلایا ماں نے فوراً پادری کو

سنا جب پادری نے حال سارا
تھی اس پر شکل پنہاں آشکارا

غنیمت واقعہ اس نے یہ سمجھا
کہاں ملتا اسے موقع پھر ایسا

وہ ہوکر دل ہی دل میں شاد بولا
معاً اس نے در تقریر کھولا

خیال اچھا ہے یہ، اے نیک خاتون!
سمجھ میں آگیا سب نفس مضمون (۱)

جو ضبط نفس کا ہوتا ہے قائل
جو ضبط نفس پر رہتا ہے مائل

---

(۱) فارسی ترکیب میں نون کا یہ اعلان ضرورت شعری کے تحت روا رکھا گیا ہے۔

اسے ملتا ہے اجر نیک دائم
خدا رکھتا ہے اس کی ٹیک دائم
بہت مضبوط راہ بندگی ہے
بہت معدہ کلیسا کا قوی ہے
ہزاروں دیگ ہضم اسنے کئے ہیں
ہیں جتنی نعمتیں اسکے لئے ہیں
عزیزو! کیا نہیں تم کو یہ معلوم؟
نہیں تم پر کھلا یہ سر مکتوم؟
کلیسا کے لئے جائز ہے سب کچھ
کلیسا کے لئے فائز ہے سب کچھ
نہیں اسکے لئے ناحق کوئی بات
ہے سب مال حرام اسکی ہی سوغات
نہیں لگتی ذرا بھی دیر، دم میں
ہر اک شے ہضم ہے اسکے شکم میں
حق و ناحق، بجا، بے جا، یہ سب کچھ
بد و احسن، برا، اچھا، یہ سب کچھ
ڈکار آنے کا اس میں ذکر کیا ہے
روا و ناروا کی فکر کیا ہے

فاوسٹ -

اوروں میں بھی یہی صفت ہے یکساں ان سب کی حالت ہے
حال یہی ہے سلطانوں کا ہیبت خیز جہاں بانوں کا
اور یہودی بھی ہیں ایسے بھول گئے تم ان کو کیسے؟

شیطان ۔

پھر اس نے بڑی بے نیازی کے ساتھ　　بڑھایا بہت سوچ کر اپنا ہاتھ
اٹھا کر ہڑپ اس نے مالا کیا　　دلاویز کنگن پہ قبضہ کیا
انہیں جیب میں اسطرح بھر لیا　　انہیں اپنے قبضے میں یوں کر لیا
بھری ٹوکری سے "طبیعت پسند"　　اٹھا لے کوئی جیسے اخروٹ چند
قدم جب وہاں سے اٹھانے لگا　　انہیں چھوڑ کر جب وہ جانے لگا
خدا کی عنایات و افضال کا　　بہ فرط یقیں ان سے وعدہ کیا

وہ سن کر یہ وعدہ ہوئی شادماں
دل اسکا کھلا صورت گلستاں

فاؤسٹ ۔

گریٹشن کا بھی حال تو کچھ بتائیں　　جو بیتی ہو اس پر وہ مجھ کو سنائیں

شیطان ۔

دل اسکا بیقرار ہے سیماب کی طرح
اب مضطرب ہے ماہی بے آب کی طرح
داماں صبر و ضبط بہت اسکا تنگ ہے
حیراں ہے، مثل آئینہ ششدر ہے، دنگ ہے
آتا نہیں سمجھ میں کہ دل چاہتا ہے کیا
ارمان کیا ہے، شوق ہے کیا، مدعا ہے کیا
کیا کردنی ہے اسکی، اسے کچھ خبر نہیں
عقدہ ہے گیسوؤں کا یہ اسکی نظر نہیں
دن رات زیوروں کے قلق سے نڈھال ہے
اپنا بھی اسکو ہوش نہیں، غیر حال ہے
آیا تھا زیوروں کو جو لے کر، وہ خوب تھا
شمشاد خو، وہ رشک صنوبر، وہ خوب تھا

رهتی هے اسکی یاد میں بے تاب روز و شب
آنکھوں میں آنسوؤں کا هے سیلاب روز و شب

فاؤسٹ ۔

هائے وہ اسکا پریشاں هونا شمع ساں سوختہ ساماں هونا
جس سے مجھکو بھی پریشانی هے کس قیامت کی یہ حیرانی هے
دل مرا غم سے کڑھا جاتا هے مجھ پہ نقشہ یہ غضب ڈھاتا هے
جائیں اب آپ یہاں سے جائیں زیور اسکے لئے پھر لے آئیں

لائے تھے آپ جو زیور پہلے
قدر و قیمت میں تھے معمولی سے

شیطان ۔

واہ کیا خوب حکم فرمایا؟ واہ کیا آپ نے غضب ڈھایا؟
آپ نے، زیوروں کا لے آنا کھیل سمجھا هے کوئی بچوں کا؟

فاؤسٹ ۔

جو میں کہتا هوں اسے سن لیجئے بے تکی باتیں نہ هرگز کیجئے
اس کی همسائی کو چکمہ دیجئے کچھ تعلق اس سے پیدا کیجئے
جایئے، جلدی سے حضرت جایئے زیور اس سے آپ سب لے آیئے
چشم بددور، آپ تو شیطان هیں هیں گرامی منزلت، ذی شان هیں

کسلئے بنتے هیں مٹھیا پھوس آپ؟
کیوں مجھے کرتے هیں یوں مایوس آپ؟

شیطان ۔

هوں اک غلام آپ کا ادنیٰ، حضور میں
تعمیل حکم اب تو کروں گا ضرور میں

(یہ سن کر فاوسٹ چلا جاتا ہے اور شیطان کہتا ہے)

یہ سادہ منش عاشق، ہوتے ہیں ترے اُلو

دیکھا نہیں انکا سا دنیا میں کوئی بدھو

کچھ بس جو چلے ان کا، دال انکی جو گل جائے

خوشنودی دلبر کی صورت جو نکل آئے

گردوں کے بھی سینے میں آثار وہ پیدا ہوں

خورشید، قمر، انجم سب پھول کے کپا ہوں

[ہمسائی کا گھر]

(مرتھا تنہائی میں کہتی ہے)

مرے خاوند کو خدا بخشے فضل بے حد سے ہر خطا بخشے

اسکا برتاؤ مجھ سے ٹھیک نہ تھا وہ مرے حال میں شریک نہ تھا

سیر گلزار و دشت کرتا تھا اک زمانے میں گشت کرتا تھا

آدمی تھا بڑا ہی سیلانی ہر زہ گردی میں تھا وہ لاثانی

رشتۂ ارتباط توڑ دیا مجھکو بیوہ بنا کے چھوڑ دیا

دن اکیلے گذارتی ہوں میں ہر طرح دل کو مارتی ہوں میں

دی سزا کیوں یہ بے خطا مجھ کو اک اسی کا تھا آسرا مجھ کو

اسکو بے حد میں پیار کرتی تھی

اس پہ سب کچھ نثار کرتی تھی

(آب دیدہ ہوکر)

ہدف مرگ ہو گیا ہو گا موت کی نیند سو گیا ہو گا

میرے اللہ! کیا کروں اب میں؟ کیا کروں، آہ کیا کروں اب میں؟

مجھ میں تو تاب ردوکد بھی نہیں اسکے مرنے کی کچھ سند بھی نہیں

کیسے تصدیق موت کی ہوگی
کیسے توثیق موت کی ہوگی

(مارگیرٹ آتی ہے اور پکار کر کہتی ہے)

مرتھا، مرتھا! کہاں گئی تو؟
ملتی ہی نہیں کہیں تری بو!

مرتھا۔

گریٹشن مری! بول، کیا کہہ رہی ہے؟
لب گفتگو کھول، کیا کہہ رہی ہے؟

مارگیرٹ۔

تھرتھری پیدا ہے میرے جسم میں   کپکپی پیدا ہے میرے جسم میں
آب نوسی قسم کا صندوقچہ   بے بہا پھر اک نیا صندوقچہ
میری الماری میں ہے رکھا ہوا   پیش ہے پھر اک انوکھا ماجرا

اور ہیں زیور بھی اس میں بے حساب
کیا کہوں، کتنی ہے ان میں آب و تاب

مرتھا۔

اپنے ہونٹوں کو اب سئے رہیو   اپنی ماں سے نہ بات یہ کہیو
ورنہ وہ پادری کو بلوا کر   نذر کر دے گی ان کو سب زیور

مارگیرٹ۔

درس دینا یہ بعد میں مجھ کو   اک نظر آکے ان کو دیکھ تو لو

(مرتھا زیوروں کو کپڑے سے صاف کرتی ہے اور کہتی ہے)

تیری قسمت نے یاوری کی ہے
تیری تقدیر کتنی اچھی ہے

مال خالق نے تجھ کو بخشا ہے!
خوش نصیب آج کون اتنا ہے!

مارگیرٹ -
میں اپنے جسم کو ان سے سجا نہیں سکتی
پہن کے ان کو کہیں، آہ! جا نہیں سکتی
سڑک پہ جاؤں، کروں قصد یا کلیسا کا
کسی کو بھی تو یہ زیور دکھا نہیں سکتی

مرتھا -
جب بھی پہننا ہو زیور
میرے گھر آجایا کر

سامنے رکھ کر آئینہ
تاب و تب کا گنجینہ

جب تو سج کر ڈھلے گی
خوب طبیعت بہلے گی

میرا جی بھی خوش ہو گا
تیرا جی بھی خوش ہو گا

جانا ہو جب دعوت میں
دلداروں کی صحبت میں

زیب تن یہ زیور ہو
حسن بدن یہ زیور ہو

استعمال ہو صبح و مسا
پھر تو کھلے بندوں اسکا

کر ناز و انداز سے تو
پہلے مالا زیب گلو

بنکر مثل چمن گل پوش
بالیاں پھر ہوں زیب گوش

بعد کو ساج سجے کچھ اور
زیبائش کے خوب ہوں طور

پڑ نہ سکے گی یوں یکسر
تیری ماں کی تجھ پہ نظر

اور نظر جو پڑ بھی گئی
آنکھ جو تجھ سے لڑ بھی گئی

اسکا وہم مٹا دیں گے
کوئی بات بنا دیں گے

مارگیرٹ۔

یہ صندوقچہ کون لایا ہے آخر؟ تماشا یہ کس نے دکھایا ہے آخر؟
مناسب نہیں ہیں یہ باتیں کسی کی یہ باتیں کسی کی یہ گھاتیں کسی کی

(کوئی آکر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور مارگیرٹ کہتی ہے)

اب نہیں جان کی اماں یا رب
آ گئی ہو کہیں نہ ماں یا رب

مرتھا (دروازے سے جھانک کر کہتی ہے)۔

اسطرف تشریف کیوں یہ لائے ہیں؟
کون صاحب اجنبی سے آئے ہیں؟

(شیطان کا داخل ہوکر کہنا)

آپ دونوں مجھے معاف کریں شک نہ کوئی مرے خلاف کریں
مثل باد رواں میں آ نکلا بے تکلف یہاں میں آ نکلا

ہے یہ دونوں سے التجا میری
درگذر کیجئیے خطا میری

(مارگیرٹ کو سامنے دیکھ کر شیطان ادب کے ساتھ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے)

آپ ہی خاتون ہیں وہ مہ جبین!
آپ ہی شاید ہیں مرتھا شورٹ لین (۱)!

مرتھا -

جی ہے مرتھا میرا نام آپ کو مجھ سے کیا ہے کام؟
آپ یہاں لائے تشریف کیسے کی ہے یہ تکلیف؟

شیطان (آہستہ سے)۔

اچھا تو مرتھا آپ ہیں عصمت سراپا آپ ہیں
خوب آپ سے ملنا ہوا بشاش دل میرا ہوا
مہماں جو ہیں یہ آپ کی سیرت میں ہیں کتنی بھلی
ہمت سے، بے باکی سے یوں میں آ گیا درانہ یوں

ممکن ہوا تو دن ڈھلے
میں پھر ملوں گا آپ سے

مرتھا (مارگیرٹ سے، بآواز بلند)۔

میں ان کی نفاستوں پہ قرباں ہیں یہ کیسے شریف انسان

تو ان کی نظر میں نیک خو ہے
تو ان کی نظر میں خوب رو ہے

مارگیرٹ (شیطان سے)۔

میں تو بے حد غریب لڑکی ہوں ایک حرماں نصیب لڑکی ہوں
یہ تو بس آپ کی عنایت ہے مجھ پہ لطف و کرم نہایت ہے

(۱) Mertha Schwerdtlein

کتنا اونچا دیا ھے مجھ کو مقام　لے رھے ھیں مبالغہ سے کام

آپ کو ھے بہت خیال مرا
نہیں زیور مگر یہ سال مرا

شیطان ۔

زیوروں پر نہیں موقوف یہ آرائش کچھ
زیوروں ھی سے نہیں جسم کی زیبائش کچھ

ان کے چہرے سے ٹپکتی ھے شرافت کتنی
ان کی نظروں سے جھلکتی ھے نفاست کتنی

آپ نے مجھ کو ٹھہرنے کی اجازت بخشی
کی عطا مجھ کو یہ توقیر، یہ عزت بخشی

میں بہت آپکے احسان سے شرمندہ ھوں
میں فقط آپ کے الطاف کا جوینده ھوں

مرتھا ۔

کیسے آپ نے کی تکلیف ؟　کیسے لائے یہاں تشریف ؟

شیطان ۔

کاش میں اچھی خبر لاتا کوئی　دلنشیں پیغام پہونچاتا کوئی
ھے مرے لب پر تو پیغام الم　آپ ٹھہرائیں نہ مجھ کو متہم
کر گئے کوچ، آہ، شوھر آپ کے!　چل بسے ناگاہ شوھر آپ کے!

آپ کو کرتے تھے وقت نزع یاد
وائے ان کی یہ وفات نامراد!

مرتھا ۔

کیا مرا شوھر جہاں سے چل بسا؟　پھول کیا یہ گلستاں سے چل بسا؟

صدق دل سے مجھ پہ وہ قربان تھا   روح تھا میری وہ، میری جان تھا
اب مرا کوئی سہارا ہی نہیں   جان سے اب کوئی پیارا ہی نہیں
مجھ پہ توڑا موت نے کیسا ستم
جان لیوا ہو رہا ہے اسکا غم

مارگیرٹ۔
اے مری غم گسار ہمسائی! تا کجا اب یہ ناشکیبائی؟
اب تو جی کو سنبھالنا ہوگا   سہہ کے اس دکھ کو ٹالنا ہوگا

شیطان۔
بجا ہے آپ کی یہ بے کسی و رنجوری
سنا تو لوں میں خبر دلخراش یہ پوری

مارگیرٹ۔
بہت ناشاد ہوں، غمگیں ہوں ان کی بیوگی سے میں
لگاؤں گی، لگاؤں گی نہ دل اپنا کسی سے میں
خبر سن لوں اگر میں اپنے جان جاں کے مرنے کی
نہیں معلوم کیا ہو جائے غم سے کیفیت میری

شیطان۔
ہر کلفت کے بعد ہے راحت
ہر راحت کے پیچھے ہے غم
ہر ماتم کے بعد ہے شادی
ہر شادی کے بعد ہے ماتم

مرتھا۔
یہ بھی تو بتائیں بہرخدا   کیا نزع میں انکا عالم تھا؟

شیطان ۔

پیڈوا (۱) کی سر زمین میں، آہ، وہ حرماں نصیب
دفن ہیں انٹونی اقدس (۲) کی تربت کے قریب
یہ جگہ اطہر ہے بے حد، ہے یہ پاکیزہ مقام
ہیں بڑے آرام سے وہ مائل خواب دوام

مرتھا ۔

دلشکن یہ صورت انجام ہے
کیا کوئی پیغام میرے نام ہے؟

شیطان ۔

دھر سے جب منھ موڑ گئے وہ ایک وصیت چھوڑ گئے وہ
اس میں جو مسطور کیا ہے مطلب جو مذکور کیا ہے
اس کی بے حد اھمیت ہے یہ اک نسخہ با عظمت ہے
اس میں یہ پیغام دیا ہے آپ سے یہ ارشاد کیا ہے
تین سو ان کے حق میں نمازیں آپ کسی سے بھی پڑھوا دیں
اور نہیں کچھ لایا ہوں میں
خالی ھاتھ ہی آیا ہوں میں

مرتھا ۔

کیا کہا؟ کیا ایک حبہ بھی نہیں؟
کم سے کم چاندی کا سکہ بھی نہیں؟
ایک انگوٹھی بھی نہیں چھوڑی ہے کیا؟
اے خدا میرے! ہے یہ کیا ماجرا؟

Antony (۲) Pedva (۱)

خواہ کتنا ھی کوئی نادار ھو
اس سے قسمت کتنی ھی بیزار ھو
خواہ فاقے سے بسر کرنا پڑے
فقر میں چاھے گذر کرنا پڑے
اسقدر پھر بھی کما لیتے ھیں وہ
کچھ نہ کچھ لیکن بچا لیتے ھیں وہ
کچھ سروکار انکو پھر اس سے نہیں
اس رقم کو ھاتھ سے چھوتے نہیں

شیطان ۔

ھوا جاتا ھے سینہ چاک میرا آپ کے غم سے
جگر پر چوٹ سی لگتی ھے پیہم شور ماتم سے
نہیں برباد بے مصرف کیا نقد گراں اپنا
نہ بھولے سے بنایا اسکو مال رائگاں اپنا
ھمیشہ اپنی ناکامی پہ وہ آنسو بہاتے تھے
پریشانی کے باعث کب وہ سر اوپر اٹھاتے تھے
بہت بے رحمی تقدیر سے ناشاد رہتے تھے
برنگ بو ھمیشہ خانماں برباد رہتے تھے

مارگیرٹ ۔

لوگوں کی مصیبت کا نہیں کوئی ٹھکانا
بیدردی تقدیر کا مارا ھے زمانا
میں انکی کشائش کی دعا دل سے کروں گی
احسان خداوند ادا دل سے کروں گی

شیطان ۔

میری پیاری صاحب زادی
تم تو ہو اب قابل شادی
صورت کچھ ایسی ہو جائے
عقد تمھارا بھی ہو جائے

مارگیرٹ ۔

مجھ سے باتیں نہ کیجئے ایسی آپ کرتے ہیں گفتگو کیسی ؟
کون پیلے کرے گا ہاتھ مرے؟ کون شادی کرے گا ساتھ مرے؟

شیطان ۔

شوہر اگر نہیں ہے تو پھر آشنا سہی
شادی نہیں تو ربط دگر کا مزا سہی
ہو تم سی نازنیں کا میسر اگر وصال
سمجھو کہ ہے خدا کی عنایت شریک حال
صد حیف، اگر یہ نعمت عظمیٰ نہیں نصیب
پہلو میں تم اگر ہو تو پھر کیا نہیں نصیب؟

مارگیرٹ ۔

یہ تعلق مجھے منظور نہیں یہ مری قوم کا دستور نہیں

شیطان ۔

دستور کا ذکر کس لئے ہے؟ دستور کی فکر کس لئے ہے؟
کرنا چاہے جو کوئی کچھ کام کرتا نہیں کچھ بھی فکر انجام
منہ کب ہمت سے موڑتا ہے
اپنی ہی سی کر کے چھوڑتا ہے

مرتھا ۔

اور میری دلدہی فرمایئے
اور کوئی بات بھی فرمایئے

شیطان ۔

میرے پیش نظر تھا منظر مرگ　　میں کھڑا تھا قریب بستر مرگ
دل سے یوں خار غم نہیں نکلا　　ان کا گھورے پہ دم نہیں نکلا
جان انھوں نے سڑی پیال پہ دی　　کیفیت یہ تھی آخری ان کی
مرتے دم تک رہے وہ عیسائی　　ان کا ایماں رہا کلیسائی

تھا اسی دھرم میں یقیں ان کو
صدق دل سے تھا پاس دیں ان کو

دل تھا پہلو میں شکل برق طپاں　　دم آخر زباں پہ تھا یہ بیاں
ہوں گا میں اور کیا کسی سے نفور　　ہوں خود اپنی ہی زندگی سے نفور
آہ، کیسا ستم یہ خود پہ کیا　　اپنی بیوی کو میں نے چھوڑ دیا
کاروبار اپنا کر دیا برباد　　ڈال لی سر پر خود ہی یہ افتاد
مضطرب اب اسی خیال سے ہوں　　زار جذبات پائمال سے ہوں
لٹے لیتا ہے غم یہ جان مری　　ہیں فزوں کاہشیں ہر آن مری

کاش ساری خطائیں وہ میری
زندگی میں معاف کر دیتی

مرتھا (رو رو کر)۔

اپنے ڈھب کا تھا وہ بس ایک آدمی
تھا مرا شوہر بڑا نیک آدمی
اس کی جانب سے مرا دل اب ہے صاف
میں نے اس کی ہر خطا کر دی معاف

بارش الطاف باری ہو گئی
اس کو حاصل رستگاری ہو گئی

شیطان ۔

دم آخر انھوں نے یہ بھی کہا عاصیوں میں ہوں گرچہ میں رسوا
واقف اس بھید ہے صرف خدا میری بیوی کا تھا قصور سوا
وہ تو مجھ سے زیادہ مجرم تھی
سر زنش اسکی بھی تو لازم تھی

مرتھا ۔

مرتے دم بھی اتنا جھوٹ جھوٹ، اور وہ بھی ایسا جھوٹ
منھ سے نکالی ایسی بات جو تھی بالکل جھوٹی بات
آخر دم بھی اس سے ساز
آ نہ سکا وہ جھوٹ سے باز

شیطان ۔

تاڑ گیا تھا میں خود بھی بات تو کچھ ایسی ہی تھی
نزع میں بھی تھی یہ گفتار باتیں جھوٹ کا تھیں طومار
کب تفریح میسر تھی اس کی نہ مہلت دم بھر تھی
فرصت کب ملتی تھی مجھے بچے پیدا کرنے سے
ذکر ہے کیا اک روٹی کا سب کچھ ساماں کرتا تھا
ہر شے لانا پڑتی تھی پھر بھی وہ مجھ سے لڑتی تھی
کر دیتی تھی ناھنجار دو لقمے کھانا دشوار
غم یہ سہنا مشکل تھا
چین سے رہنا مشکل تھا

مرتھا ۔

مل گئی خاک میں اے وائے محبت میری
بن گئی خواب فراموش رفاقت تیری

کر دیا خون مرے جوش وفا داری کا
اور الزام مجھی پر ہے خطا کاری کا
مری دن رات کی محنت کا کوئی ذکر نہیں
مری مشکل کا، مصیبت کا کوئی ذکر نہیں

شیطان ۔

رہتے تھے گو وہ ناشاد
پھر بھی تمھیں کرتے تھے یاد
یوں تو شاکی رہتے تھے
پھر بھی یہی وہ کہتے تھے
مالٹا (۱) سے جب کوچ کیا
چلنے کا جب نام لیا
بچوں کا تھا خیال اتنا
مانگی ان کے حق میں دعا
میری دعاؤں میں تھا خضوع
میری دعاؤں میں تھا خشوع
باب فضل خدا تھا باز
ترکی کا جب ایک جہاز
فوراً ایک ھی لمحے میں
آ گیا اپنے قبضے میں
اس میں خزانہ شاہی تھا
یہ بھی لطف الٰہی تھا
جو تھے جری جرار وہاں
جو تھے سپہ سالار وہاں
جو پتلے تھے شجاعت کے
جان پہ اپنی کھیلے تھے
سب کو ھوئے تقسیم انعام
سب کے ھاتھ آئے اکرام

میرا بھی تھا حق جیسا
مجھ کو عطا انعام ھوا

مرتھا ۔

اور کچھ احوال ھو اسکا بیان
اور کیا انعام کی ہے داستاں؟
کس جگہ زیر زمیں وہ دفن ہے؟
دفن ہے؟ ھاں، کیا کہیں وہ دفن ہے؟

(۱) Malta

شیطان ۔

هواؤں نے کیا جانے جادو کیا کہاں سے کہاں انکو پہونچا دیا
رواں تھے غریب الوطن کی طرح تھے آوارہ بوئے چمن کی طرح
ہوئے جب وہ نیپلز(۱) میں محو گشت تھے جب مائل سیر گلزار و دشت
ہوا ایک دوشیزہ سے انکا راز یہ دوشیزہ تھی ایک تصویر ناز
ادا اسکی ایک ایک تھی دل ربا حسینوں میں تھا نام اسکا بڑا
کچھ ایسا ہوا قدرتاً بندوبست حسینہ وہ اُن کی بنی سر پرست
دل و جاں سے ان پر وہ رہتی نثار محبت سے رہتی تھی وہ ہم کنار
پرستار ان کی تہہ دل سے تھی وفادار ان کی تہہ دل سے تھی
تھا سینے میں اک جذبہ انتخاب یہ حسن سلوک اسکا تھا لاجواب

محبت تھی حضرت سے اتنی اسے
نہ بھولے دم آخری بھی اسے

مرتھا ۔

سمجھتی ہوں میں تو لفنگا اسے جسارت سے کہتی ہوں شہدا اسے
تھی چوروں کی مانند آوارگی کہ پھر بیوی بچوں کی سدھ بھی نہ لی
مصیبت کے دن اس پہ آئے کبھی کھڑی تھی بس اک روز آفت نئی

برا حال اپنا، ہمارا کیا
نہ آوارگی سے کنارا کیا

شیطان ۔

اس رنج اس ملال میں وہ کوچ کر گئے
اتنی مصیبتوں کے تھے مارے کہ مر گئے

---

(۱) Naples

ہوتا بجائے آپ کے اس حال میں جو میں
پھنستا عذاب روح کے اس جال میں جو میں
کرتا میں ان کی موت کا غم ایک سال تک
رہتا اسیر دام الم ایک سال تک
ملتا نہ ان کے بعد اگر آسرا کوئی
کرتا تلاش چاہنے والا نیا کوئی

مرتھا ۔

ہے اللہ کو علم اس کا جیسا میرا شوہر تھا
اب کوئی نہیں دلدار اسکا ملنا ہے دشوار
گو بے دال کا بودم تھا لیکن پیار مجسم تھا
صرف اتنا تھا اس میں عیب اس کی خطا تھی یہ لاریب
تھا اپنے اس خبط میں فرد رہتا تھا آوارہ گرد
تھا بالکل وہ چپرغٹو غیر کی عورت پر لٹو
تھا تو پرائی مے سے کام ہاتھ اسکا تھا پرایا جام
شغل جوئے کا تھا ہر آن
پانسے پر دیتا تھا جان

شیطان ۔

بہت خوب آپ فرماتی ہیں ارشاد کہوں گا میں تو اس پر آفریں باد
بڑی دلچسپ باتیں آپ کی ہیں بہت مشہور گھاتیں آپ کی ہیں
یہ جو ہے آپ میں بھی سفلہ کوشی اگر کرتے وہ اس سے چشم پوشی
تو دونوں میں نمٹ جاتی بہ صد لطف گھڑی ایک ایک کٹ جاتی بہ صد لطف
اگر در پیش ہو یہ صورت حال نہ ہو اک دوسرے کا شوق پامال
تو میرا بھی یہی جی چاہتا ہے یقینی ، ہاں یقینی چاہتا ہے

میں جذب شوق کی تکمیل کرلوں
انگوٹھی آپ سے تبدیل کرلوں

مرتھا ۔

گفتگو کیا ہے یہ اناپ شناپ دل لگی مجھ سے کر رہے ہیں آپ ؟

شیطان (الگ ہٹ کر خود سے) ۔

بات کا پہلو بدلنا چاہئے
بس یہاں سے اب تو چلنا چاہئے
بات اگر شیطان کی یہ مان لے
جان لے منشا جو اس کا، جان لے
اس کو شادی اپنی کرنا ہی پڑے
میرے شیشے میں اترنا ہی پڑے

(پھر گریٹشن سے مخاطب ہو کر)

کلفت کیا ہے، ملال کیا ہے ؟ اب آپ کے دل کا حال کیا ہے ؟

مارگیرٹ ۔

کیا کروں مجھ میں سمجھ اتنی نہیں آپ کیا کہتے ہیں، میں کچھ بھی نہیں

شیطان (الگ ہٹ کر، چپکے سے) ۔

ہیں باتیں اس کی پیچ و خم سے خالی یہ لڑکی ہے نہایت بھولی بھالی

(پھر مرتھا اور مارگیرٹ سے کہتا ہے)

اب اجازت مجھے ، خدا حافظ اذن رخصت مجھے ، خدا حافظ

مرتھا ۔

مہرباں ' مجھ پر کرم فرمایئے مجھ کو یہ بھی تو بتاتے جایئے
کوئی دے سکتا ہے کیا ایسی مدد ؟ جس سے اس کی مجھ کو مل جائے سند

اب کہاں ہے آہ، وہ شوہر مرا ؟ وہ مرا خاوند، تاج سر مرا !
کس جگہ اب دفن ہے وہ مہرباں کوچ اسکا کب ہوا؟ کیسے ؟ کہاں ؟
ضابطے کی میں تو قائل ہوں مدام میری نظروں میں ہے اسکا احترام
مطمئن ہو جاوں مل جائے اگر اس کے مرجانے کی سرکاری خبر

جب خبر چھپ جائے یہ اخبار میں
کچھ سکوں آجائے قلب زار میں

شیطان ۔

اے محترمہ! آپ جو کہتی ہیں، بجا ہے
اس حکم کی تعمیل میں حجت مجھے کیا ہے
دو آدمی دے دیں جو شہادت تو ہے کافی
تصدیق کی بن جائے یہ صورت تو ہے کافی
اک دوست مرا اور بھی ہے نیک خصائل
وہ مرد خوش اطوار شرافت کا ہے قائل
آمادہ گواہی پہ کروں گا اسے فی الفور
کردوں گا اسے پیش عدالت بھی بہر طور

ہوں حاضر خدمت صفت باد رواں میں
کہئے تو اسے دوڑ کے لے آؤں یہاں میں

مرتھا ۔

ان کو لے آیئے ضرور یہاں دل سے مانوں گی آپ کا احساں

شیطان ۔

یہ دوشیزہ بھی کیا لائیں گی تشریف ؟
کریں گی میری خاطر یہ بھی تکلیف ؟

وہ میرا دوست بھی ہے خوب انسان
نہیں ایسا کوئی محبوب انسان
بڑی رغبت دیار غیر سے ہے
دل اس کا سیر ان کی سیر سے ہے
وہ خاتونیں جو عالی خانداں ہیں
ہیں کچی عمر جن کی، نوجواں ہیں
جو والا منزلت ہیں، محتشم ہیں
نظر میں اس کی بے حد محترم ہیں
ادب کے ساتھ پیش آتا ہے ان سے
بہت مایوس ہو جاتا ہے ان سے
بڑی شائستگی سے بولتا ہے
زباں سے اپنی موتی رولتا ہے

مارگیرٹ ۔

کیسے ان کے پاس بیٹھا جائے گا؟ مجھ کو تو ان سے حجاب آجائے گا!

شیطان ۔

آپ کی ایسی صاحبزادی ختم ہے جن پر نیک نہادی
ایسی کچھ ہمت رکھتی ہیں ایسی کچھ جرأت رکھتی ہیں
پاک سرشت ایسی ہوتی ہیں عصمت کی پتلی ہوتی ہیں
ہیں شاہان اعظم جتنے آنکھ ملا سکتی ہے ان سے

مرتھا ۔

بس آج شام کو اس غم کدے کے پچھواڑے
ہم ان کا باغ ہی میں انتظار دیکھیں گے

[سڑک کا منظر]

(فاؤسٹ اور شیطان نمودار ہوتے ہیں اور فاؤسٹ کہتا ہے)

یوں نہ باتوں میں لائیے مجھ کو آپ جلدی بتائیے مجھ کو
شکل کچھ اسکی دیدنی بھی ہے کوئی صورت امید کی بھی ہے

دل یہ مسرور بالیقیں ہوگا
دیر کا کام تو نہیں ہوگا ؟

شیطان ۔

گرما گرمی اب بھی وہی ہے، کیوں نہ ہو پیارے، کیا کہنا !
آپ کا کام تو بن کے رہے گا، مانئے آپ مرا کہنا
تھوڑی دیر تو صبر ذرا ہو، کیوں اتنی بے زاری ہے ؟
کہتے ہیں سب جسکو گریٹشن، آپ کی بے حد پیاری ہے
آج ہی شام کو مرتھا کے گھر سات بجے وہ آئے گی
آپ کے پہلو کی وہ زینت دم بھر میں ہو جائے گی
اس بڑھیا سے بڑھ کر قحبہ کوئی بمشکل ہی ہوگی
میرا تو دعویٰ ہے ایسی اور کہاں کٹنی ہوگی

فاؤسٹ ۔

ہوگا نیک انجام ہمارا
بن جائے گا کام ہمارا

شیطان ۔

اس کے عوض میں کچھ تو ہمیں بھی اے میرے ہمدم کرنا پڑے گا
یہ نقش وہ ہے جس میں یقیناً اک رنگ دلکش بھرنا پڑے گا

فاؤسٹ ۔

ایک طرف سے لینا ہوگا ایک طرف سے دینا ہوگا

قول یه اک مشہور جہاں ہے　　یه تو اک دستور جہاں ہے

شیطان ۔

حلفاً صرف یہی کہنا ہے　　اور اس په قائم رہنا ہے

پڈوا (۱) کے اس ویرانے میں　　ہول بھرے اس کاشانے میں

اینٹھا، بررا، ننگا، بچا
دفن ہے قبر میں خاوند اسکا

فاؤسٹ ۔

نکتے نکتے سے آپ ہیں آگاہ　　کسقدر عقلمند ہیں واللہ

اب تو کرنا پڑےگا ہم کو سفر　　نہیں اسکے بغیر جائے مفر

شیطان ۔

خارج از عقل آہ اتنے ہیں　　آپ بھی سادہ لوح کتنے ہیں!

اتنے لمبے سفر کا ہے کیا کام　　نہیں تشویش کا کوئی بھی مقام

راہ تصدیق صرف لینا ہے　　حلفیه اک بیان دینا ہے

اور سب گفتگو تملق ہے　　اس سے کیا آپ کو تعلق ہے

فاؤسٹ ۔

جو یه ڈھونگ آپ نے رچایا ہے　　تو پھر امید کا صفایا ہے

کچھ بھی اس سے نه ھاتھ آئے گا　　حوصله دل کا ٹوٹ جائے گا

شیطان ۔

واہ رے آپکا تقدس، واہ!　　آپ تو ہیں کوئی ولی اللہ!

کس لئے آج پیچ و تاب اتنا؟　　کس لئے آج اضطراب اتنا؟

آج کیوں ہے یه زھد فرمائی؟　　کبھی جھوٹی قسم نہیں کھائی؟

کبھی تصدیق ھوسکے نه جو بات　　بات بس کی نہیں ہے جسکو ثبات

Padva (۱)

تان کر سینہ اور شکن بہ جبیں کبھی کھائی کوئی قسم ھی نہیں ؟
نہیں آئی زباں پہ کیا سوگند حلف کے وقت کیا زبان تھی بند ؟
کبھی نام خدا لیا ہوگا ؟ ذکر دنیا کبھی کیا ہوگا ؟
باب انساں میں کچھ کہا ھی نہیں؟ کبھی یہ تذکرہ رہا ھی نہیں؟
عالم آب و گل کے بارے میں ہر دماغ اور دل کے بارے میں
آپ نے کچھ کبھی کہا ھی نہیں ؟ ورد لب ذکر یہ رہا ھی نہیں؟
باب نفرت میں لب نہیں کھولے ؟ باب الفت میں کچھ نہیں بولے؟
داد عشق و وفا تو دی ہوگی ؟ کوئی غصے کی بات کی ہوگی؟
جو کہیں کوئی دیدہ ور دیکھے چشم تحقیق سے اگر دیکھے
پول ساری جناب کی کھل جائے گرد کبر و غرور کی دھل جائے
کام لے کر خلوص کامل سے پوچھئے آپ اپنے ھی دل سے
اور ایمان سے بتایئے آپ بات سچی زباں پہ لایئے آپ

کیا کسی شے کا بھی ہے علم اتنا ؟
جتنا ہے مرگ شویرڈٹ لیں (۱) کا

فاؤسٹ ۔

ہر اک بات آپ کی ہوتی ہے جھوٹی کوئی حد بھی ہے سوفسطائیت (۲) کی

شیطان ۔

کوئی ڈالے اگر نظر گہری کھوٹ ہو جائے آئینہ دل کی
دین و ایماں کے بن کے دعوے دار ہو کے اک زاھد درست شعار
کیا نہ پھسلائیں گے گریٹشن کو؟ کیا نہ اپنائیں گے گریٹشن کو؟

اس سے الفت نہیں جتائیں گے؟
اس پہ قربان کیا نہ جائیں گے؟

---

(۱) Schwerdtline (۲) یعنی دھیان میں یقین رکھنا ۔

فاؤسٹ ۔

دل کے ارمان میں نکالوں گا اس پہ ڈورے ضرور ڈالوں گا
مجھ سے سرزد قصور یہ ہوگا خوصلہ ہاں ضرور یہ ہوگا

شیطان ۔

ماشاءاللہ! کیوں نہیں ہوگا حوصلہ ہاں یہ بالیقین ہوگا
خوب مہر و وفا کا پیماں ہے تن بھی قرباں ہے، من بھی قرباں ہے

اس پہ مٹ جائیں گے دل و جاں سے
آپ تو بات کے دھنی ہوں گے؟

فاؤسٹ ۔

گفتگو کیا ہے یہ ناحق واہیات میں تو پوری ہی کروں گا اپنی بات
جو کہوں گا، کر دکھاؤں گا وہی قول میں میرے ہے بے حد پختگی
کشمکش دل میں جو یہ جاری رہی کیفیت مجھ پر جو یہ طاری رہی
غم کا یہ سیلاب اگر آتا رہا دل کا شعلہ آگ برساتا رہا
ڈھونڈنا بیکار اگر ثابت ہوا اس کشاکش کا رکھوں گا نام کیا
ہو گیا ثابت ارادہ خام اگر میں ہوا اس سعی میں ناکام اگر
چھان ڈالوں گا میں ساری کائنات ناپ ڈالوں گا بساط شش جہات
ڈال کر فکر و تجسس کی کمند ڈھونڈھ ہی لاؤں گا اک لفظ بلند
اس میں ہوں گی بے پنہ گہرائیاں اس میں ہوں گی بے کراں پہنائیاں
فوق اوج آسماں پر ہو جسے برتری کوہ گراں پر ہو جسے
ہو رہا ہے دل جو میرا شعلہ تاب اٹھ رہا ہے یہ جو پیہم التہاب
اک طرف اسکو ازل سے ساز ہے ایک جانب وہ ابد پرواز ہے
اسکو لامحدود اگر دے دوں قرار ہو جو وہ میری نظر میں بے کنار

خون کیا اس سے جگر ایماں کا ہے
کیا طلسمی جھوٹ اک شیطاں کا ہے

شیطان ۔
میں نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک کہا بال بھر فرق ہو نہیں سکتا
فاؤسٹ ۔
جو میں کہہ رہا ہوں وہ سن لیجئے
مرے پھیپھڑوں پر کرم کیجئے
کہاں تک مناسب ہے لفظی یہ جنگ
مرا قافیہ کس لئے اس سے تنگ
یہ فرمائیں منظور خاطر ہے کیا
اسی دھن میں کیا دن گذر جائے گا
زباں آپ کے منہ میں بس ایک ہے
گراں کسقدر آپ کی ٹیک ہے
کرے آپ کو خاک قائل کوئی
نہیں آپ سا اور قابل کوئی
بس اب بحث کا مجھ کو یارا نہیں
زیادہ یہ بک بک گوارا نہیں
اسی میں مفر ہے اسی میں سکوں
جو کچھ آپ فرمایئے مان لوں

[باغ کا منظر]

(مارگیرٹ اور فاؤسٹ بغل در بغل مرتھا اور شیطان کے ساتھ چہل قدمی کر رہے ہیں ۔ مارگیرٹ کہتی ہے)
آپ بھی ہیں کسقدر اخلاص کیش
دلدہی سے میرے ساتھ آتے ہیں پیش
آپ کا برتاو ہے واللہ خوب
وصف ادنیٰ سا ہے تالیف قلوب

اور پھر ہے برد باری کسقدر
خلق اتنا، انکساری اسقدر
آپ کی ہوں ' گرچہ نامحرم ہوں میں
پانی پانی صورت شبنم ہوں میں
آپ کا برتاو بے حد نرم ہے
دل مرا بے حد غریق شرم ہے
یہ چلن مشہور سیاحوں کا ہے
خوب یہ دستور سیاحوں کا ہے
اُن کو اس حکمت میں حاصل ہے کمال
تاڑ لیتے ہیں عمل سے دل کا حال
دل مرا معصوم سا معصوم ہے
یہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے
تجربہ سا تجربہ ہے آپ کو
عمر بھر کا تجربہ ہے آپ کو
آپ نے دنیا کو دیکھا ہے بہت
آپ نے دنیا کو سمجھا ہے بہت
آپ کے آگے زباں کھولوں تو کیا
اتنا یارا ہی کہاں، بولوں تو کیا
آپ کا دل مضمحل ہو جائے گا
میری باتوں میں مزہ کیا آئے گا

فاؤسٹ۔
تمھاری ایک نظر خوشگوار ہے کتنی
تمھاری ایک نظر بادہ خوار ہے کتنی

بھری ہے کیف میں ایک ایک بات ، کیا کہنا!
ہر ایک لفظ ہے آب حیات، کیا کہنا!
بھری ہے عقل سے جو بات بھی تمھاری ہے
تمام دھر کی دانائیوں پہ بھاری ہے

(یہ کہہ کر مارگیرٹ کے ھاتھ کو چوم لیتا ہے اور مارگیرٹ کہتی ہے)

بس بس رہنے بھی دیجئے آپ — تکلیف اتنی نہ کیجئے آپ
کتنا ٹچا ہے ھاتھ میرا — کب اہل ہے آپ کے لبوں کا
بے فائدہ اسکو چومنا ہے — بھدا ہے یہ ھاتھ، کھردرا ہے
گھر میں کوئی نہیں سہارا — کرنا پڑتا ہے کام سارا
ہر کام کرے مرے سوا کون؟ — ھاتھ آکے بٹائے دوسرا کون؟
مرتی رہتی ھوں یوں ھی گھر پر
رہتی ھیں سوار ماں بھی سر پر

(آگے بڑھکر دونوں کسی طرف چلے جاتے ھیں اور مرتھا کہتی ہے)

اس حال میں آتے ھیں نظر آپ زیادہ
کرتے ھیں بہر نوع سفر آپ زیادہ

(شیطان جواب دیتا ہے)

فرض اپنا یہ ہے، یہ پیشہ ہے
پاس اسکا ھمیں ھمیشہ ہے
در بدر اس سے چھانتے ھیں خاک
ہے بہت حال اپنا دھشت ناک
اور دن رات رہ نوردی میں
اکثر اوقات دشت گردی میں

چند ایسے مقام آتے ہیں
روح و دل کانپ کانپ جاتے ہیں
اف رے، اکثر وہ دم پہ بن جانا
اُف، وہ رگھاے تن کا تن جانا
جاں گسل سا تھا جاں گسل یہ سفر
نہ ٹھہرنے کی تھی مجال مگر

مرتھا ۔

گو ہے جوانی دیوانی اور سراسر نادانی
انساں گو خوش رہتا ہے اپنی ہوا میں بہتا ہے
مستی میں لہراتا ہے پیہم جھونکے کھاتا ہے
جیسے کٹا کنکوا ہو ڈگ مگ، ڈگ مگ اڑتا ہو
لیکن اک دن آتا ہے جب بوڑھا ہو جاتا ہے
گھڑیاں وہ سخت آجاتی ہیں حشر سا حشر اک ڈھاتی ہیں
ہاتھ اسکے کیا آتا ہے بن بیاہا رہ جاتا ہے
مرتے دم تک بھی اسکی حالت رہتی ہے بگڑی
فائدہ اس سے حاصل کیا کیا ہو کسی کا اس سے بھلا
کنوارا رہنا ٹھیک نہیں کوفت یہ سہنا ٹھیک نہیں

بیاہ سے پرہیز اتنا ہے
آخر یہ تک ہی کیا ہے؟

شیطان ۔

ذکر شادی کا سامنے میرے میں تو ڈرتا ہوں نام سے اسکے
چاک ہوتا ہے دامنِ ادراک ہے تصور ہی اسکا دہشت ناک

مرتھا ۔

نہ دو ٹوک یوں فیصلہ کیجئے
ذرا اور بھی غور کر لیجئے

(یہ کہہ کر مرتھا آگے بڑھتی ہے اور مارگیرٹ کہتی ہے)

سچ ہے، سچ ہے، سچ یہ حضور   آنکھ سے اوجھل، دل سے دور
کتنی میٹھی باتیں ہیں   باتوں میں سو گھاتیں ہیں
آپ کے تو ہیں دوست ہزار   آپ کے تو ہیں لاکھوں یار
آپ کی عقل کا کیا کہنا   مجھ کو آپ سے نسبت کیا

میں تو عقل کی کچی ہوں
آپ کے سامنے کیا ٹھہروں

فاؤسٹ ۔

ایک بھی میں غلط بات کہتا نہیں
جان من ، جو کہو اس پہ لاؤں یقیں
اک حقیقت ہے یہ مان لو، مان لو
کیا ہے یہ صورت حال پہچان لو
عقل کہتے ہیں جس شے کو سب خاص و عام
ہے رعونت بس اک دوسرا اسکا نام

ہے چھچھورا پن اس میں، تنک ظرف ہے
جس کے معنی نہیں کچھ ، یہ وہ حرف ہے

مارگیرٹ ۔

کیا فرمایا آپ نے ؟ حضرت !
کیجئے اس نکتے کی وضاحت

فاؤسٹ (دل هی دل میں) ۔

بے گناهی ، سادگی کا اف رے انداز حسیں!
آہ اپنی قدر و قیمت سے یہ خود واقف نہیں
قدرت فیاض اک مورت ہے سہر و انس کی
بخشتی ہے انکسار و عجز کی دولت یہی

مارگیرٹ ۔

چھوٹی سی گرهستی ہے یہ کہنے کو هماری
ہے بوجھ بہت اسکا مگر وزن میں بھاری
دل اس سے پریشاں سحر و شام بہت ہے
کس طرح بتاؤں میں، اسے کام بہت ہے
نوکر بھی نہیں هاتھ بٹانے کو میسر
میں منتظم کار هوں ، اندر هوکہ باهر
حیران کئے ہے یہ پریشان کئے ہے
جو کام مرے گھر کا ہے میرے هی لئے ہے
دم دم پہ کھپاتی هوں سر اپنا اسی دھن میں
رهتی هوں اسیر رگ سودا ، اسی دھن میں
اوپر سے وہ اماں کی هر اک بات میں تاکید
تاکید سی تاکید وہ تہدید سی تہدید
تکلیف تو پیسے کی نہیں همکو ذرا بھی
چاهیں تو بخوبی بسر اوقات هو اپنی
چھوڑا ہے بہت والد ماجد نے اثاثہ
املاک یہ کافی ہے، یہ اسباب ہے خاصہ (۱)

(۱) یہ قافیہ صوتی لحاظ سے اختیار کیا گیا ہے۔

مرتھا ۔

نہ دو ٹوک یوں فیصلہ کیجئے
ذرا اور بھی غور کر لیجئے

(یہ کہہ کر مرتھا آگے بڑھتی ہے اور مارگیرٹ کہتی ہے)

سچ ہے، سچ ہے، سچ یہ حضور　　آنکھ سے اوجھل، دل سے دور
کتنی میٹھی باتیں ہیں　　باتوں میں سو گھاتیں ہیں
آپ کے تو ہیں دوست ہزار　　آپ کے تو ہیں لاکھوں یار
آپ کی عقل کا کیا کہنا　　مجھ کو آپ سے نسبت کیا

میں تو عقل کی کچی ہوں
آپ کے سامنے کیا ٹھہروں

فاؤسٹ ۔

ایک بھی میں غلط بات کہتا نہیں
جان من ، جو کہو اس پہ لاؤں یقیں
اک حقیقت ہے یہ مان لو، مان لو
کیا ہے یہ صورت حال پہچان لو
عقل کہتے ہیں جس شے کو سب خاص و عام
ہے رعونت بس اک دوسرا اسکا نام
ہے چھچھورا پن اس میں، تنک ظرف ہے
جس کے معنی نہیں کچھ ، یہ وہ حرف ہے

مارگیرٹ ۔

کیا فرمایا آپ نے ؟ حضرت !
کیجئے اس نکتے کی وضاحت

فاؤسٹ (دل ھی دل میں) ۔

بے گناھی ، سادگی کا اف رے انداز حسیں!
آہ اپنی قدر و قیمت سے یہ خود واقف نہیں
قدرت فیاض اک مورت ھے مہر و انس کی
بخشتی ھے انکسار و عجز کی دولت یہی

مارگیرٹ ۔

چھوٹی سی گرھستی ھے یہ کہنے کو ھماری
ھے بوجھ بہت اسکا مگر وزن میں بھاری
دل اس سے پریشاں سحر و شام بہت ھے
کس طرح بتاؤں میں، اسے کام بہت ھے
نوکر بھی نہیں ھاتھ بٹانے کو میسر
میں منتظم کار ھوں، اندر ھوکہ باھر
حیران کئے ھے یہ پریشان کئے ھے
جو کام مرے گھر کا ھے میرے ھی لئے ھے
دم دم پہ کھپاتی ھوں سر اپنا اسی دھن میں
رھتی ھوں اسیر رگ سودا، اسی دھن میں
اوپر سے وہ اماں کی ھر اک بات میں تاکید
تاکید سی تاکید وہ تہدید سی تہدید
تکلیف تو پیسے کی نہیں ھمکو ذرا بھی
چاھیں تو بخوبی بسر اوقات ھو اپنی
چھوڑا ھے بہت والد ماجد نے اثاثہ
املاک یہ کافی ھے، یہ اسباب ھے خاصہ (۱)

---

(۱) یہ قافیہ صوتی لحاظ سے اختیار کیا گیا ھے۔

اک باغ کشادہ سا ہے اور ایک مکاں ہے
ہاں اسکی بڑی قدر ہے، قیمت میں گراں ہے

دونوں نظر آتے ہیں یہ ویران سے ویران
سنسان سے سنسان ہیں، سنسان سے سنسان

بھائی ہے مرا لشکر شاہی میں سپاہی
چھوٹی جو بہن تھی وہ عدم کو ہوئی راہی

کرتی تھی شرارت سے بہت مجھکو پریشان
دم ناک میں اس سے تھا کچھ اتنی تھی وہ شیطان

ہر طور، ہر انداز تھا کمبخت کا پیارا
مجھ کو بخوشی اس کی شرارت تھی گوارا

فاؤسٹ۔

میرا خیال ہے وہ تم سی ضرور ہوگی
تم سی ضرور ہوگی، صورت میں حور ہوگی!

مارگیرٹ۔

میں نے ہی اسے پوسا پالا قالب میں محبت کے ڈھالا
وہ دل سے مجھ پر قرباں تھی اک جنس وفا کی خواہاں تھی
دنیا سے گذرے جب ابا وہ ان کے بعد ہوئی پیدا
بیمار پڑیں اماں ایسی امید نہ کچھ بچنے کی رہی
آزار پھر ان کا دور ہوا جو عارضہ تھا کافور ہوا
پھر بھی کمزور کچھ اتنی تھیں دودھ اسکو نہیں دے سکتی تھیں
پھر پرورش اس کی میں نے کی دودھ اور پانی کی نعمت دی
اس سے مجھے الفت سچی تھی اب تو وہ مری ہی بچی تھی

یوں ہنستے کھیلتے عمر بڑھی میری گودوں پروان چڑھی
وہ میرے نام پہ مرتی تھی
اف! کتنی محبت کرتی تھی

فاؤسٹ ۔
دیکھ کے اسکی شکل و شباہت ہوتی ہو گی کتنی مسرت

مارگیرٹ ۔
کام اس کی پرورش، پرداخت کا
اکثر اکثر تھا بہت صبر آزما
آہ اس کے لیٹنے کا پالنا
وہ مری ننھی کا ننھا پالنا!
شب کو رہتا تھا مرے بستر کے پاس
لیٹتی تھی اس میں بے خوف و ہراس
جب کبھی بے چین ہو جاتی تھی وہ
اضطراب دل میں کھو جاتی تھی وہ
آنکھ کھل جاتی تھی میری یک بیک
پھر پلک سے مل نہ سکتی تھی پلک
چیختی تھی اسقدر، سوتی نہ تھی
جب کسی صورت سے چپ ہوتی نہ تھی
اسکو ہر صورت سے بہلاتی تھی میں
اٹھ کے کمرے بھر میں ٹہلاتی تھی میں
آہ! پھر وہ صبح دم اٹھنا مرا
روز کا رہتا تھا یہ دھندا مرا
جان اسکے واسطے کھوتی تھی میں
جسقدر کپڑے تھے سب دھوتی تھی میں

پھر جلانے بیٹھ جاتی تھی میں آگ
بس چھڑا رہتا یہی ہر روز راگ
جانب بازار پھر جاتی تھی میں
گھر کا سب سودا سلف لاتی تھی میں
تھا یہی ہر روز کا بس مشغلہ
زندگی کا یہ بھی تھا اک مرحلہ
ٹوٹ بھی جاتا تھا اس سے دل کبھی
چھوٹ بھی جاتا تھا اس سے دل کبھی
اب ہے غمگیں دل مرا اسکے بغیر
لطف خواب و خور ہی کیا اسکے بغیر

(دونوں آگے بڑھ جاتے ہیں)

مرتھا ۔

ہم عورتوں کی جان کو لاکھوں عذاب ہیں
دیکھو جہاں کہیں بھی بحال خراب ہیں
ظالم اکل کھروں کو، میں کنواروں کو کیا کہوں
کم واقعی ہے جسقدر ان کو برا کہوں
سنتے نہیں کسی کی، یہ ہوتے ہیں سنگ دل
دیکھا نہیں کہیں کوئی انکا سا تنگ دل

شیطان ۔

آپ کی سی ہو اگر عورت کوئی
دے جو کنواروں کو یونہیں دعوت کوئی
دم زدن میں مت بدل جائے مری
یہ تمام اینٹھن نکل جائے مری

مرتھا ۔

اچھا ، اب یہ بتایئے آپ ھاں، ھم سے نہ کچھ چھپایئے آپ

محتاط ذرا نہ مجھ سے رھئیے جو بات ھو صاف صاف کہئیے

باغ دل کی کلی کھلی بھی؟ اب تک کوئی خوبرو ملی بھی؟

جا کر کہیں مرغ دل پھنسا بھی ؟

دیکھی کہیں شکل مدعا بھی ؟

شیطان ۔

ایسا ہے دستور جہاں میں قول ہے یہ مشہور جہاں میں

اچھی جورو ، اچھا چولھا ان دونوں کا کیا ھی کہنا

قدر و قیمت میں برتر ھیں موتی، سونے سے بڑھکر ھیں

مرتھا ۔

کیا کسی پر بھی کبھی آیا نہیں ؟ دل برنگ موج لہرایا نہیں ؟

شیطان ۔

جہاں کہیں بھی گیا شوق و انہماک کے ساتھ

قدم لئے گئے میرے بڑے تپاک کے ساتھ

بڑے خلوص سے ، سہر و وفا سے پیش آئے

جو لوگ آئے وہ بنکر نیاز کیش آئے

مرتھا ۔

میں یہ پوچھتی ھوں، بتائیں ابھی

لگایا ہے دل بھی کسی سے کبھی؟

شیطان ۔

دل لگائے عورتوں سے، کون دیوانہ ہے وہ ؟

عقل و دانش سے مری نظروں میں بیگانہ ہے وہ!

مرتھا ۔

کیا سزاوار توجہ گفتگو میری نہیں؟

بات جو کہتی ہوں میں اسکو سمجھتے ہی نہیں؟

شیطان ۔

معاف کیجئے، ہے بات تو کچھ ایسی ہی

مری سمجھ میں یہ آتا ہے، مہرباں! پھر بھی

کہ میرے حال پہ ہے آپ کا کرم بے حد

وفا و مہر کا بھرتی ہیں آپ دم بے حد

فاؤسٹ (مارگیرٹ سے)۔

جان حسن، سراپا نور! اے میری ننھی سی حور!

جب میں داخل باغ ہوا تم نے سوچا سمجھا کیا؟

کون ہوں میں، یہ جانا بھی؟

تم نے مجھے پہچانا بھی؟

مارگیرٹ ۔

آپ نے کیا مجھے نہیں دیکھا؟ شرم سے سر خمیدہ تھا میرا

فاؤسٹ ۔

میں جنس محبت کا خریدا رہوں، پیاری!

میں تم سے معافی کا طلبگار ہوں، پیاری!

مجبور تھا میں دل کے تقاضوں سے، جو روکا

گرجا سے جب آتی تھیں تمھیں راہ میں ٹوکا

مارگیرٹ ۔

بہت اس روز میں گھبرا گئی تھی غضب کی مجھ پہ وحشت چھا گئی تھی

یہ مرے ساتھ پہلا واقعہ تھا نہایت روح فرسا واقعہ تھا

نہ پیش آئی تھی یہ افتاد پہلے
ہوا تھا دل نہ یوں برباد پہلے
کبھی ایسا نہیں کوئی کیا کام
کرے جس سے مجھے ہر شخص بدنام
مرے سر تہمتیں لاکھوں لگائے
ہزاروں بے نقط مجھ کو سنائے
میں اپنے دل میں خود یہ سوچتی تھی
کہ میرے ہی چلن میں کچھ کمی تھی
کوئی تو نا مناسب بات ہوگی
سراپا عیب میری ذات ہوگی
چلن میں آ گیا ہوگا کوئی فرق
شرارت سے بنی ہوں گی کبھی برق
ہوئی ہوگی کوئی مجھ سے ڈھٹائی
سمجھ میں آئی ہوگی کچھ برائی
سمجھ کر کوئی عورت ایسی ویسی
طبیعت مجھ پہ آئی ہوگی کیسی
نہ ورنہ چھیڑتے مجھ کو کبھی آپ
نہ میرے ساتھ کرتے دل لگی آپ
تعجب کی مگر ہے بات یہ بھی
ہوئی میں آپ سے مانوس خود بھی
غضب تھا، غیظ تھا، غصہ تھا بے حد
مجھے اس بات کا صدمہ تھا بے حد

ترس کیا سوچ کر بیکار کھایا
نہ غصہ آپ پر کیوں مجھ کو آیا؟

فاؤسٹ ۔
جان و دل سے میں قرباں تم ہو میری جان جاں

مارگیرٹ ۔
ذرا ٹھہریئے تو خدا کے لئے
عنایت ضرور آپ یہ کیجئے
(ایک پھول توڑ کر اس کی پنکھڑیاں نوچ نوچ کر الگ کرتی ہے)

فاؤسٹ ۔
جان من یہ جرأت ہے کیا؟
کیا اس کا گلدان بنے گا؟

مارگیرٹ ۔
یہ تو صاحب اک نرالا کھیل ہے

فاؤسٹ ۔

کھیل یہ کس ڈھب کا ہے، کیا کھیل ہے ؟

مارگیرٹ ۔

بڑھائیے گا نہ بیکار بے کلی میری
اڑائیے گا نہ بہرخدا ہنسی میری

(پنکھڑیاں الگ کرتی جاتی ہے اور زیر لب کہتی جاتی ہے)

مجھ پہ ہے دل سے وہ قرباں؟
اس کو نہیں میرا ارماں؟

فاؤسٹ ۔

جگمگاتی ہے اس کی پیشانی! ہائے وہ اس کی شکل نورانی!

مارگیرٹ ۔

مجھ پہ ہے وہ دل سے قرباں ؟
اس کو نہیں میرا ارماں ؟
مجھ پہ ہے دل سے وہ قرباں ؟
اسکو نہیں میرا ارماں ؟

(پھول کی پنکھڑیوں کو برابر الگ کرتی جاتی ہے۔ اتنے میں اسکا بھولا بھالا چہرہ خوشی سے دمک اٹھتا ہے اور وہ پھر کہتی ہے)

مجھ پہ ہے وہ دل سے قرباں!!

فاؤسٹ ۔

جان من یہ پھول فرخ فال ہے اس کو جرم عشق کا اقبال ہے
واقعی اس کی نرالی شان ہے دیوتاوں کا یہ اک بردان ہے
ہاں تمھیں وہ چاھتا ہے واقعی اس کا دل تم پر فدا ہے واقعی

اسکا مطلب بھی سمجھتی ہو ضرور تم میں اتنی عقل ہے، اتنا شعور
ہاں تمھیں وہ چاھتا ہے واقعی اس کا دل تم پر فدا ہے واقعی
(یہ کہہ کر فاؤسٹ مارگیرٹ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور مارگیرٹ کہتی ہے)

مجھے تو غش سا آیا جا رہا ہے
مرا دل سنسنایا جا رہا ہے

فاؤسٹ ۔

غش کا نام نہ لب پر لانا رکھو اپنے دل کو توانا
ان ہاتھوں کا، ان آنکھوں کا سن لو تم وہ پریم سندیسا
ہونٹوں سے گفتار ہے مشکل لفظوں سے اظہار ہے مشکل
یہ تسلیم و رضا کی لذت اور یہ خالص موج مسرت
وصف میں اپنے لاثانی ہے قائم دائم لافانی ہے
ختم اگر یہ ہوجائے گی ہاتھ کی دولت کھوجائے گی
خون تمنا ہوجائے گا خشک یہ دریا ہوجائے گا
یاس کا عالم طاری ہوگا جینا ہم پر بھاری ہوگا
یہ تسلیم و رضا کی لذت اور یہ خالص موج مسرت
ہرگز ختم نہیں ہو سکتی لا فانی ہے اس کی ہستی
لا فانی ہے ہستی اس کی لا فانی ہے ہستی اس کی

خاتمہ اسکا ناممکن ہے
ہو یہ عنقا، ناممکن ہے

(مارگیرٹ پہلے فاؤسٹ کا ہاتھ دباتی ہے پھر اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگ جاتی ہے ۔ فاؤسٹ تھوڑی دیر خیالات میں غرق کھڑا رہتا ہے اور پھر مارگیرٹ کے تعاقب میں دوڑ جاتا ہے)

مرتھا -

فکر کی بات ہوئی جاتی ہے دیکھئے رات ہوئی جاتی ہے

شیطان -

اچھا اب ہم جاتے ہیں
پائے شوق اٹھاتے ہیں

مرتھا -

روکتی آپ کو ابھی میں اور نہیں اچھے یہاں کے لیکن طور
یہ محلہ خراب ہے بے حد اس پہ حاوی عذاب ہے بے حد
کچھ عجب ہیں یہاں کے باشندے کام کوئی نہیں سوا اس کے
رات دن ہے تلاش ہمسایہ نہیں ان سے کوئی بھی کم مایہ
کوئی کتنی ہی احتیاط کرے دل کا کتنا ہی انضباط کرے
ان کے فقروں سے بچ نہیں سکتا ان کے طعنوں سے بچ نہیں سکتا
یہ تو لیکن بتائیے حضرت لب کو جنبش میں لائیے حضرت

ہے کہاں پر وہ پھول کا جوڑا ؟
دیجئے کچھ پتہ نشاں اس کا

شیطان -

مثل مرغان فصل گل پراں ابھی وہ راہ میں گئے ہیں دواں

مرتھا -

مجھکو اس بات کا ہے خوب پتہ ہے وہ جس چھوکری پہ گرویدہ
جان اس پر نثار کرتا ہے اس کو وہ دل سے پیار کرتا ہے

شیطان -

چھوکری بھی تو اس پہ ہے لٹو عشق میں اس کے ہے چپرغٹو
یہی دنیا کا ہے ازل سے رواج ہے کچھ ایسا ہی آدمی کا مزاج

[باغ کا بنگلہ]

(مارگیرٹ جلدی سے دوڑ کر بنگلے کے اندر چلی جاتی ہے اور دروازے کی پشت پر چھپ رہتی ہے۔ وہ ہونٹوں پر انگلی رکھے ہوئے دروازے کی دراز سے باہر کی طرف جھانکتی ہے اور کہتی ہے)

وہ حضرت ادھر ہی چلے آ رہے ہیں
کرم سا کرم مجھ پہ فرما رہے ہیں

فاؤسٹ (مارگیرٹ کے پاس پہنچ کر) ۔

اف رے یہ شوخی، طراری! میں اس پر سو جان سے واری!
ہوجاتی ہو نظروں سے گم مجھ کو خوب ستاتی ہو تم
مجھ سا کوئی نہیں دل والا
آخر تم کو ڈھونڈھ نکالا

(یہ کہکر فاؤسٹ مارگیرٹ کا بوسہ لیتا ہے۔ مارگیرٹ بھی فاؤسٹ کے گلے میں بانہیں ڈال کر جوابی بوسہ لیتی ہے اور کہتی ہے)

تم بھی تو ہو کتنے پیارے! جاؤں میں قربان تمھارے!
چاہتی ہوں میں تم کو دل سے وصل ہو میرے آب و گل سے

(شیطان آکر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے)

فاؤسٹ (غصے سے زمین پر پاوں پٹک کر)۔

کون یہ میرے پاس آیا ہے؟ کس نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے؟

شیطان ۔

آپ کا اک رفیق صادق ہوں آپ کی ہر ادا کا عاشق ہوں

فاؤسٹ ۔

آپ تو جانور ہی بالکل ہیں
ہوش سے حوش بے تامل ہیں

شیطان -
وقت رخصت آگیا، چل دیجئے   دیر کا کیا کام، جلدی کیجئے
(ادھر سے مرتھا آتی ہے اور کہتی ہے)
ہوگئی ہے دیر اب بےحد جناب
کس لئے تاخیر ہے؟ چلئے شتاب

فاؤسٹ (مارگیرٹ سے) -
کیا رخ قسمت بدل سکتا ہوں میں؟
کیا تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں میں؟

مارگیرٹ -
فدا میں تم پہ دل و جاں سے، اب خدا حافظ!
ہے ڈر مجھے فقط اماں سے، اب خدا حافظ!

فاؤسٹ -
اچھا تو میں رخصت ہوں اے جان، خدا حافظ!
سو جان سے میں تم پر قربان، خدا حافظ!

مرتھا -
آپ رخصت ہیں تو اچھا، آداب
جائیے آپ مع الخیر، جناب!

مارگیرٹ -
خیریت سے جایئے   جا کے واپس آیئے
ہو جو فضل ایزدی   پھر ملیں گے جلد ہی

(فاؤسٹ اور شیطان جاتے ہیں اور مارگیرٹ کہتی ہے)

میرے اللہ! تجھ پہ میں قربان   واقعی ہے تری نرالی شان
اور انسان کون ہے ایسا؟   آدمی عقلمند ہے کیسا؟

واہ! کیسا دماغ پایا ہے
دل سے دل کا سراغ پایا ہے
اپنی تشکیل میں یگانہ ہے
اک خیالات کا خزانہ ہے
سامنے اس کے گو کھڑی تھی میں
کشمکش میں عجب پڑی تھی میں
آنکھ جب مجھ سے وہ ملاتا تھا
مجھ کو اس سے حجاب آتا تھا
نہ ذرا اپنے ہوش میں رہتی
اس کی ہر بات پر میں ہاں کہتی
مجھ پہ وہ کس لئے نچھاور ہے؟
یہ معمہ سمجھ سے باہر ہے!
میں تو اک بد نصیب لڑکی ہوں
اور بے حد غریب لڑکی ہوں
ایک پتلی ہوں میں جہالت کی
حد نہیں کچھ مری ذلالت کی

پھر پسند آ گئی میں کیوں اس کو؟
اس قدر بھا گئی میں کیوں اس کو؟

[جنگل اور غار کا منظر]

(فاؤسٹ کہتا ہے)

کتنی اے روح ارجمند ہے تو!
کسقدر برتر و بلند ہے تو!
مجھ کو حسب طلب دیا سب کچھ
بخل سے کیوں ہو تجھ کو مطلب کچھ؟
شعلۂ آتشیں کی صورت میں
آگ کی سی حسین مورت میں
دیکھنا تجھ کو رائگاں نہ گیا
ڈھونڈھنے تجھ کو میں کہاں نہ گیا
اپنے رنگیں نگار خانے کی
حسن فطرت کے اس خزانے کی
بادشاهت مجھے عطا کر دی
یہ سعادت مجھے عطا کر دی
دی مجھے چشم حق نگر ایسی
کی عطا دولت نظر ایسی
حسن مستور ہے جو فطرت کا
پرتوہ اک ہے جو حقیقت کا
اسکا نظارہ کر رہا ہوں میں
اس جہاں سے گذر رہا ہوں میں
اور کچھ دل بھی دے دیا ایسا
آئینہ یہ عطا کیا ایسا

رخ یہ جس سمت موڑ دیتا ہے　　حسن پنہاں کا لطف لیتا ہے
اور یہ بھی ہے اک کرم تیرا　　شکر کرتا ہوں دم بدم تیرا
سرد مہری بھری جو حیرت ہو　　جس سے باغی مری طبیعت ہو
کام لیتا نہیں کبھی اس سے　　خاک ہو سیر حسن کی اس سے
جب بھی اسکا نظارہ کرتا ہوں　　صدق دل کو اشارہ کرتا ہوں
حق نیوشی سے، نیک کوشی سے　　کام لیتا ہوں گرم جوشی سے
دوست کے اندرون دل جیسے　　کوئی آشفتہ سر نظر ڈالے
ہیں یہ جتنے مظاہر فطرت　　ہیں یہ جتنے مناظر فطرت
چلتے پھرتے نظر جو آتے ہیں　　مجھ کو مبہوت جو بناتے ہیں
جاگتا جیتا ان کو پاتا ہوں　　ان پہ قربان دل سے جاتا ہوں
یہ بھی تیری ہی اک عنایت ہے　　یہی میری نظر کی غایت ہے
یہ ہوا، یہ رواں دواں پانی　　اور یہ جنگلوں کی ویرانی
نظر آتے ہیں سب مجھے بھائی　　میں ہوں ان کی ادا کا شیدائی
جب ہواؤں میں زور ہوتا ہے　　ان میں طوفاں کا شور ہوتا ہے
ان میں ہوتی ہے فتنہ انگیزی　　ان میں ہوتی ہے تندی و تیزی
اور گرتے ہیں چیر کے اشجار　　ان سے ہوتا ہے دل زمیں کا فگار
پیڑ چھوٹے تباہ ہوتے ہیں　　گر کے جو سنگ راہ ہوتے ہیں
ان کی شاخوں پہ بیت جاتی ہے　　ان کے حق میں قیامت آتی ہے
نہیں رہتے تنے تنے ان کے　　ٹوٹ جاتے ہیں زور طوفاں سے
زور طوفاں سے ان کا گر جانا　　اور پھر پربتوں سے ٹکرانا
جب خبر آسماں کی لیتا ہے　　جب صدا ہول ناک دیتا ہے
جنگلوں کے عمیق غاروں میں　　ان کے وحشت فزا نظاروں میں
مجھ کو جائے پناہ ملتی ہے　　امن و تسکین کی راہ ملتی ہے

اس گلستاں میں صرف گلچینی　　وهیں کرتا هوں میں دروں بینی
اس جهاں کا مشاهده کرنا　　اندرونی مطالعه کرنا
یهی رهتا هے مشغله میرا　　اس سے بڑهتا هے تجربه میرا
جو هیں دل کے عجائبات نہاں　　ان په رهتا هے دیدهٔ حیراں
سیر کرتا هوں روز و شب انکی　　مجھکو رهتی هے بس طلب انکی
ان سے تسکین قلب هوتی هے　　نبض طوفاں بهی سلب هوتی هے
یه جو مہتاب پاک دامن هے　　آسماں کا چراغ روشن هے
شورشیں اس کی دور هوتی هیں　　غرق دریاے نور هوتی هیں
مری جانب رجوع هوتا هے　　آسماں پر طلوع هوتا هے
اونچی اونچی جو یه چٹانیں هیں　　عرق سیلاب حسن کانیں هیں
بهیگے بهیگے جو یه شجر هیں تمام　　شبنم جاں فزا سے تر هیں تمام
نقش سیمیں هیں رونما ان میں　　عکس هیں عکس آئینه ان میں
جو گزشته هے اک زمانے سے　　هیں یه عنوان اس فسانے کے
سیر باطن هے یه تعجب خیز　　هے خوشی اس کی اضطراب انگیز
اس په پڑتے هیں ان مرقعوں سے　　بارش صد قرار کے چھینٹے
اب مگر چل گیا پته مجھ کو　　هوگیا هے یه تجربه مجھ کو
بشیریت کی چیز کوئی بهی　　نہیں، هوتی نہیں، کبهی پوری
وه سعادت هوئی جو مجھکو نصیب　　دیوتاوں سے کر رهی هے قریب
اس نے ساتهی وه مجھکو بخشا هے　　ساتھ چھٹنا محال جس کا هے
گرچه احمق مجھے بناتا هے　　سرد مہری سے پیش آتا هے
اس کی بے باکیوں سے نالاں هوں　　اس کی چالاکیوں سے نالاں هوں
کچھ مجھے اسطرح سے خوار کیا　　آبرو لے کے بے وقار کیا
اپنی نظروں میں خود ذلیل هوں میں　　جیسے اک تیغ بے اصیل هوں میں

نعمتیں تو عطا جو کرتی ہے — مجھ پہ رحمت سوا جو کرتی ہے
ان کی وقعت کوئی نہیں رہتی — ان کی حرمت کوئی نہیں رہتی
نقش ان کا بگاڑ دیتا ہے — اس چمن کو اجاڑ دیتا ہے
کہیں رہتا نہیں نشاں ان کا — نقش ہوتا ہے رائگاں ان کا
میں اسی کے ستم کا ہوں مارا — شعبدہ یہ اسی کا ہے سارا
اس حسینہ کو دل میں دے بیٹھا — مفت میں یہ عذاب لے بیٹھا
پھیر میں اس کے ہوں جو سودائی — آگ ہے یہ اسی کی بھڑکائی
اک عجب کشمکش کا عالم ہے — مسئلہ عاشقی کا مبہم ہے
آرزو کا تو یہ تقاضا ہے — یہی اصرار مجھ سے دل کا ہے
کہ میں لذت پرست ہو جاؤں — دشت آسودگی میں کھو جاؤں
اور لذت کا اقتضا ہے یہ — اقتضا ہے یہ، مدعا ہے یہ
کہ غم آرزو سے کام رہے — یہی سودا مجھے مدام رہے

سیر ہوتا ہوں جب میں لذت سے
دل تڑپتا ہے آرزو کے لئے

(شیطان کی آمد اور فاؤسٹ سے سوال)

کیا ابھی تک زندگی سے آپ اکتائے نہیں؟
الجھنیں جتنی ہیں اس میں ان سے گھبرائے نہیں؟
اس تماشے میں لگایا آپ نے دل کس طرح
رہ سکے اتنے دنوں تک اس میں شامل کس طرح
آدمی اک بار اسکا تجربہ کر لے ضرور
اور بیش و کم کچھ اسکا تجزیہ کر لے ضرور
بعد کچھ عرصے کے یہ صورت بدلنا چاہئے
دوسرا منظر کوئی بھر تماشا چاہئے

فاؤسٹ ۔

پھر وہی گفتگو ہے اول جلول   کیا مرا مغز چاٹنا یہ فضول!
کام اسکے سوا نہیں کوئی ؟   مشغلہ دوسرا نہیں کوئی ؟

شیطان ۔

واہ صاحب واہ! یہ اچھی کہی   بات کیا خوب آپ نے حضرت کہی!
دخل خلوت میں دیا کرتا ہوں میں؟   آپ کو دق کب کیا کرتا ہوں میں؟
آپ کی باتیں ہیں گذریں دل پہ شاق   کر رہے ہیں آپ کیا مجھ سے مذاق؟
بے مروت آپ ، بے حد چڑچڑے   واسطہ ہی آپ کو کیا عقل سے
کس کو ہوگا آپکی صحبت کا شوق   کون ہوگا اسقدر محروم ذوق
میں تو مر مٹتا ہوں دن بھر کام سے   بیٹھ سکتا ہی نہیں آرام سے
پھر بھی یہ معلوم ہوتا ہے محال   آپ کا ہے در حقیقت کیا خیال

کیا خبر کسوقت کر لیں کیا پسند
اور پھر ہو جائے کیا شے نا پسند

فاؤسٹ ۔

گفتگو کا ہے یہ انداز نرالا ، حضرت!
واہ وا ، بات کا کیا ڈھنگ نکالا ، حضرت!
چاٹ کر مغز مرا ، کھا لئے بکواس سے کان
اور اوپر سے تمنا ہے کہ مانوں احسان

شیطان ۔

بیکس وزار ہیں ، حزیں ہیں جناب!   پسر مادر زمیں ہیں جناب!
یہ تو کہئے کہ بیتتی کیسے ؟   زندگی آپ کی بغیر مرے
جو تخیل کی لغویات ہیں یہ   بے تکے سے تصورات ہیں یہ
میں نے دور ان سے آپ کو رکھا   کر ہی ڈالا ادا یہ فرض اپنا

میں نہ ہوتا تو آپ دنیا سے جانے کب کے کھسک گئے ہوتے
ان پہاڑوں میں اور غاروں میں ان کے ہیبت فزا نظاروں میں
کیا یہ کرتے ہیں بیٹھے بیٹھے آپ؟ ہیں انوکھے خدا کے بندے آپ!
اُلوؤں کا سا کیا شعار ہے یہ؟ کیا طریقہ ذلیل و خوار ہے یہ؟
یہ رطوبت جو پتھروں کی ہے جھیل میں، تال میں جو کائی ہے
روز و شب اس سے پیٹ بھرتے ہیں آپ مینڈک کی نقل کرتے ہیں
سلسلہ خوب آپ کا ہے یہ شغل مرغوب آپ کا ہے یہ
یہی پیشہ ہے آپ کا اب تک
پروفیسرپن نہیں گیا اب تک

فاؤسٹ ۔

آپ کیا جانیں کہ راحت کتنی دیتی ہے مجھے
سیر ویرانوں کی قوت کتنی دیتی ہے مجھے
لطف حاصل ہے یہاں عزلت گزینی سے مجھے
زندگی ملتی ہے اس صحرا نشینی سے مجھے
آپ کو ہوتا ذرا بھی اسکا اندازہ اگر
آپ بھی کھاتے کبھی اس کی ہوا تازہ اگر
پھانستے ہرگز نہ مجھ کو آپ اپنی چال میں
میں پڑا رہتا یہاں سرمست اپنے حال میں

شیطان ۔

اس فراغت کا واہ، کیا کہنا! اس مسرت کا واہ، کیا کہنا!
کرۂ ارض سے جو بالا ہے آپکے واسطے جو اعلیٰ ہے
رات کو پربتوں پہ ہو کے دراز در نظارہ خود پہ کرنا باز

جن پہ سیلاب نور شبنم ہو جن پہ سیال حور شبنم ہو
یہ جو عرش بریں کا عالم ہے یہ جو فرش زمیں کا عالم ہے
ہو کے پابند شوق روحانی بن کے سرشار ذوق روحانی
خوب ان کا مشاہدہ کرنا خوب ان کا مطالعہ کرنا
یوں فرشتہ خصال بن جانا دیوتا کی مثال بن جانا
زور تخئیل کام میں لانا اور ناف زمیں میں گھس جانا
رب مطلق کے ہیں یہ جتنے کام انہیں کرنا چھ دن میں صرف تمام
سب کو سینے میں بھر کے رکھ لینا سب کو محدود کر کے رکھ لینا
بہہ کے امواج میں مسرت کی پھیلنا کائنات میں ساری

قید انسانیت سے ہو کے رہا
بڑھ کے وجدان میں فنا ہونا

(اشارہ کر کے)

پھر وہ کس حال میں پہونچ جاتا اسکے بارے میں اب بتاؤں کیا

فاؤسٹ ۔

آپکا کچھ عجیب دھندہ ہے کسقدر یہ مذاق گندہ ہے

شیطان ۔

کیوں گوارا آپ میری گفتگو کرنے لگے؟
کیوں حماقت یہ مرے ہی روبرو کرنے لگے؟
آپ سے زاہد کو تو ایسا ہی کہنا چاہئے
یوں ہی اپنی دھن میں ہر دم مست رہنا چاہئے
کام دینداروں کا چلتا ہی نہیں جن کے بغیر
سامنے ان کے بھی ہے ممنوع اس کا ذکر خیر

ھرج ھی کیا ھے اگر ایسا بھی ھوجائے کبھی
بس اسی پر آدمی ایمان لے آئے کبھی
آپ ان جھوٹے خیالوں ھی سے دل بہلائیے
کیجئے ھاں ھاں عنایت، یہ کرم فرمائیے
دل کو اس صورت سے بہلانا بھی آخر تابکے؟
پھیر میں اس شعبدہ بازی کے آنا تا بکے؟
جانتا ھوں آپ خود گھبرائے ھیں اس کھیل سے
بھر چکا ھے دل بہت، تنگ آئے ھیں اس کھیل سے
کچھ مگر ھے خبط یا طاری ھے دھشت آپ پر
ھے مسلط ھر نفس وحشت سی وحشت آپ پر
جس سے اپنی بات پر اب تک اڑے بیٹھے ھیں آپ
اس نگیں کو خاتم دل میں جڑے بیٹھے ھیں آپ
خیر، کب تک راگ میں یہ آپ کا گایا کروں
تا بکے ھر وقت اس قصے کو دھرایا کروں
نازنیں جو آپ کی محبوبۂ طناز ھے
بن کے نغمہ آپ کا دل جس سے محو ساز ھے
آپ کی فرقت میں وہ تفتیدہ ھے، کاھیدہ ھے
دیدۂ مشتاق اس کا دیدۂ غم دیدہ ھے
یاد پیہم آپ کی بے حد ستاتی ھے اسے
خون کے آنسو جدائی میں رلاتی ھے اسے
آپ کے پیچھے حواس و ھوش سے بیگانہ ھے
مثل مجنوں آپ ھی کے عشق میں دیوانہ ھے

کام پہلے آپ نے جوش محبت سے لیا
اس کے دل کو ھاتھ میں لے کر خود اپنا دل دیا
جیسے پگھلی برف میں سیلاب آجائے کہیں
ولولے میں موجۂ سیماب آجائے کہیں
کر دیا معصوم کو غرق شباب آرزو
دل میں پیدا کر دیا اک پیچ و تاب آرزو
آرزوؤں کی ندی اتری، اتر کر رہ گئی
دل میں جو حسرت بھی ابھری تھی ابھر کر رہ گئی
کس لئے بیٹھے ھیں اس معصوم سے منھ موڑ کر
آیئے، چلئے بس اب ان جنگلوں کو چھوڑ کر
ان کو رونق بخشنے سے تو کہیں اچھا ھے یہ
سر میں کیا بن باس کا بے فائدہ سودا ھے یہ؟
دیجئے اس غمزدہ کو جا کے انعام وفا
آ گئی ھے تنگ جینے سے وہ ناکام وفا
وقت کاٹے بھی نہیں کٹتا کسی عنوان سے
عالم حسرت میں عاجز آ گئی ھے جان سے
جا کے پہروں پاس کھڑکی کے کھڑی رھتی ھے اب
صورت زنجیر الجھن میں پڑی رھتی ھے اب
سال خوردہ اس فصیل شہر پر وہ نقاب
اکثر اکثر دیکھتی رھتی ھے پرواز سحاب
بادلوں کو سیدھیاں سی آہ بھرتے دیکھنا
وہ پرندوں کی طرح پرواز کرتے دیکھنا

گیت یہ گاتی ہے ''پنچھی کاش میں ہوتی کوئی''

دن تو کیا، تا نصف شب بھی منتر جپتی ہے یہی
گاہ اس حالت میں ہوجاتی ہے چاق و چست بھی
گاہ پڑ جاتے ہیں اعضاے بدن کچھ سست بھی
اکثر اکثر صبر کی حد سے گذر جاتا ہے دل
جب بھی رو لیتی ہے جی بھر کر، ٹھہر جاتا ہے دل

آگ جو دل میں لگی رہتی ہے بجھتی ہی نہیں
صورت جمعیت خاطر کوئی پھر بھی نہیں

فاؤسٹ (غصے میں، تہذیب کی حد سے گذر کر)۔

میں نے لیا ہے تجھ کو بھانپ سانپ ہے تو تو بالکل سانپ (۱)

شیطان (علاحدہ منھ پھیر کر)۔

اسطرح، اخاہ! غراتے ہیں آپ؟ اب میاں بچ کر کہاں جاتے ہیں آپ!

فاؤسٹ۔

دور آنکھوں سے بس اب مردود ہو جا یہاں سے، نیست ہو، نابود ہو
نام بھی اب اس حسینہ کا نہ لے چھوڑ دے تو ذکر اسکا، چھوڑ دے
اسکے جلوؤں کا تمنائی ہوں میں اس کے پیچھے نیم سودائی ہوں میں
آہ وہ اندام اسکا نازنیں! پیاری پیاری آہ وہ شکل حسیں!

میرے دل میں اب نہ تو اسکو ابھار
ورنہ کھو بیٹھوں گا میں صبر و قرار

---

(۱) فاؤسٹ کی زبان سے ہمیشہ شیطان کے ساتھ احترامیہ گفتگو ہوتی رہی ہے۔ یہاں غصے کے عالم میں شیطان کو ''آپ'' کے بجائے ''تو'' کہہ کر خطاب کر رہا ہے۔ آئندہ صفحات میں بھی غصے کے زیراثر فاؤسٹ شیطان سے اسی طرح خطاب کرتا ہے۔

شیطان ۔

کیا خبر کیا اس کی تہہ میں راز ہے　　یہ وہ نغمہ ہے جو بے آواز ہے
غیر ہے اس کا غم فرقت سے حال　　جم گیا ہے اس کے دل میں یہ خیال
آپ اسکو چھوڑ کر بھاگ آئے ہیں　　اس سے رشتہ توڑ کر بھاگ آئے ہیں
آشکارا ہے یہی ہر رنگ سے　　یہ عیاں ہے آپ کے بھی ڈھنگ سے

فاؤسٹ ۔

یہ مری قسمت، مری تقدیر ہے، میرا نصیب
دور ہو وہ خواہ کتنی، ہوں مگر اس سے قریب
میں کبھی اس غیرت گل کو بھلا سکتا نہیں
ذہن سے میرے تصور اس کا جا سکتا نہیں
میں خیال اس نازنیں کا چھوڑ سکتا ہی نہیں
اس پری رو سے کبھی منہ موڑ سکتا ہی نہیں
رشک آتا ہے مجھے یہ سوچنے لگتا ہوں جب
لے نہ پائے ہوں گے بوسے فضل رب کے اسکے لب

شیطان ۔

آپ کا یہ حوصلہ غیرت دلاتا ہے مجھے
آپکے ہونٹوں پہ بے حد رشک آتا ہے مجھے
داد دیتے ہیں جو اس کے غمزۂ مقبول کی
چومتے ہیں شوق سے جو پتیاں اس پھول کی

فاؤسٹ ۔

چل ہٹ دور ہو، قرم ساق!
بس بس اب ہو ختم مذاق

شیطان -

آفریں باد، خوب فرمایا
بک گئے جو زبان پر آیا

کہہ رہے ہیں یہ کیا اناپ شناپ؟
گالیاں مجھ کو دے رہے ہیں آپ

گفتگو ہے یہ کس طریقے کی
آ ہی جاتی ہے اس پہ مجھکو ہنسی

خواہ لڑکی ہو خواہ ہو لڑکا
ان کو دیتا ہے جنم جو مولا

ان کو باہم دگر ملانے کا
دل سے دل کو قریب لانے کا

اختیار اس کو صرف حاصل ہے
ایک آسے اس میں دخل کامل ہے

آیئے اب یہاں سے چلئے آپ
باہر اس قید سے نکلئے آپ

کسقدر شرم کا مقام ہے یہ
آپ کے سر پہ اتہام ہے یہ

جاں نثار نگاہ ناز ہیں آپ
عازم خوابگاہ ناز ہیں آپ

موت کے منھ میں یا روانہ ہیں
آپ اک عاشق یگانہ ہیں

فاؤسٹ -

ہائے اسکا وہ آغوش الفت
جس میں ہے آسانی مسرت

چل کے سینے سے اسکو لگا لوں
عشرت زندگی کا مزا لوں

کیا محبت نہیں میرا پیشہ؟
کیا نہیں اس پہ غش میں ہمیشہ؟

کیا نہیں کیش پندار میرا؟
کیا نہیں کوئی گھر بار میرا؟

مجھ میں خانہ بدوشی نہیں کیا؟
مجھ میں یہ ہرزہ کوشی نہیں کیا؟

ننگ انسانیت میں نہیں کیا؟
کوئی مقصد نہیں آہ جسکا

مثل گیسوئے برہم پریشاں
صورت آبشار گریزاں

چوٹ سنگیں چٹانوں سے کھاتا
شور غیظ و غضب سے مچاتا

آہ! اوپر سے نیچے کو گرنا
اف! وہ میرے مقدر کا پھرنا

وہ بلندی سے کھڈ میں لڑھکنا
اور گرنا تو پھر اٹھ نہ سکنا

اور وہ میرے خوابوں کی رانی　مرکز آرزو، یار جانی!
بے نیازانہ سیلاب غم سے　دور سے دور گرداب غم سے
الپس(۱) کے دامن گلفشاں میں　امن کے عافیت کے جہاں میں
جھونپڑی میں وہ خاموش بیٹھی　ماہ در ابر، رو پوش بیٹھی
گم کچھ ایسے خیالات میں ہے　محو طفلانہ جذبات میں ہے
نقش جن کے ہیں اب دھندلے دھندلے　روشنی دور کوسوں ہے جس سے
اپنی چھوٹی سی دنیا پہ صابر　اپنی اس خانہ داری پہ شاکر
اس کی ابجد کو دھرا رہی ہے　گیت اسی کے فقط گا رہی ہے
مار سی مار مجھ پر خدا کی　کی تلافی بھی میں نے تو کیا کی
اف وہ بیکار قسمت سے لڑنا　وہ چٹانوں کو میرا پکڑنا
اور کرنا انھیں ٹکڑے ٹکڑے　اف، پرخچے اڑانا وہ ان کے
بس اسی پر نہیں بس کیا ہے　کام بدعت سے بھی کچھ لیا ہے
اس گل اندام کے دل کو چھینا　چھید کر اس کا معصوم سینا
کردیا اس کو برباد میں نے　کی ہے برپا یہ بیداد میں نے
اے جہنم کی نار فروزاں!　آہ، اے آتش حشر ساماں!
میں نے دیکھا نہ اپنا پرایا　بھینٹ اس کو بھی تجھ پر چڑھایا
اے مرے دوست، غمخوار شیطاں!　کر مدد اب مرے یار شیطاں!
مہر و الفت کی مجھ پر نظر کر　عرصۂ خوف کو مختصر کر
زندگی کا نہیں کچھ ٹھکانا　پیش آئے جو ہو پیش آنا
جوش میں آئے بحر محبت　اسکی قسمت سے ٹکرائے قسمت

ہوں ہلاک صد افتاد دونوں
کاش ہوجائیں برباد دونوں

---

(۱) Alps پہاڑ

شیطان -

پھر وھی التہاب کا عالم
پھر وھی پیچ و تاب کا عالم
آپ پرلے سرے کے ناداں ھیں
کسقدر بے وقوف انساں ھیں
اپنے ھاتھوں میں لیجئے اس کو
جا کے تکلیف دیجئے اس کو
کھوپری آپ کی ھے چھوٹی سی
سوجھتا جب نہیں علاج کوئی
جھٹ سے لے بیٹھتے ھیں موت کا ذکر
یہی ھوتی ھے پھر جناب کو فکر
کسی صورت سے موت آجائے
آپ کو خاک میں ملا جائے
زندگی کے جو مرد میداں ھیں
بے جگر ھیں، دلیر انساں ھیں
کیوں نہ انکو کہوں سلامت باد
کم ھیں دنیا میں ایسے نیک نہاد
اچھے خاصے ھیں آپ بھی شیطان
میری نظروں میں ھیں مگر نادان
کیا وہ شیطاں جو چھوڑ بیٹھے دل
وہ تو ھیزوں کی صف میں ھے شامل

یہ چلن، یہ شعار ھے کیسا ؟
نہیں کوئی بھی بد مذاق ایسا

[گریٹشن کی خوابگاہ]

(گریٹشن تنہا بیٹھی ھوئی چرخہ کات رھی ھے اور گا گا کر کہہ رھی ھے) -

کیا کروں، میرا مقدر سو گیا
میرے دل کا چین رخصت ھو گیا
محو زاری ھو رھا ھے دل مرا
بھاری بھاری ھو رھا ھے دل مرا
اب نہ واپس دن کبھی وہ آئیں گے
عمر بھر یوں ھی مجھے ترسائیں گے
مقبرے سے بھی ھے بدتر وہ مقام
میرے پیارے کا نہیں جس میں قیام
ساری دنیا ایک اجڑا شہر ھے
اک بغیر اس کے یہ جینا زہر ھے
رنج کا مخزن مرا سر بن گیا
پاگلوں کا سا یہ اک گھر بن گیا

راہ اس کی دیکھتی ہوں صبح وشام
جھانکتی رہتی ہوں کھڑکی سے مدام
جستجو میں اس کی رہتی ہوں دواں
گھر سے باہر جاکے پھرتی ہوں رواں
خسروانہ اف، وہ اسکی چال ڈھال!
اونچا اونچا قد وہ گردوں کی مثال!
اف، وہ اسکی مسکراہٹ کی روش!
اف، وہ اسکی مست آنکھوں کی کشش!
اف، وہ شیریں اسکا انداز بیاں!
جیسے جادو کا کوئی دریا رواں!
وہ دبانا اسکا میرا نرم ہاتھ!
چومنا پھر مجھ کو بے باکی کے ساتھ!
میرے دل کا چین رخصت ہو گیا
کیا کروں میرا مقدر سو گیا
محو زاری ہو رہا ہے دل مرا
بھاری بھاری ہو رہا ہے دل مرا
اسقدر الجھن ہے گھبراتا ہے دل
اسکی جانب خود کھنچا جاتا ہے دل
کاش یارب پھر کہیں پا لوں اسے
اس پہ قبضہ کر کے اپنا لوں اسے
اس پہ قرباں دل کی دولت میں کروں
اس سے بے پایاں محبت میں کروں
اور جب وہ چومتا ہو منھہ مرا
آتش الفت میں ہوجاؤں فنا

سلسلہ بزم جہاں سے توڑ دوں
چھوڑ دوں، اس غم کدہ کو چھوڑ دوں

[مرتھا کا باغ]

(مارگیرٹ اور فاؤسٹ دونوں باتوں میں مصروف نظر آتے ہیں)

مارگیرٹ -

ہائزش مجھ سے اب ہوں قول و قرار

فاؤسٹ -

جان من ہر طرح ہوں میں تیار

مارگیرٹ -

دل کے اچھے آپ ہیں بے حد، فرشتوں کی مثال
دین کے بارے میں لیکن آپ کا کیا ہے خیال؟

میں سمجھتی ہوں کہ غالب آپ پر ہے ارتداد
نام کو بھی ذہن میں رکھتے نہیں آپ اعتقاد

فاؤسٹ ۔

جان من، رکھا ہے ان باتوں میں کیا؟
تم ہو میرے حال دل سے آشنا
پیار تم سے بے غرض کرتا ہوں میں
تم پہ رہتا ہوں فدا، مرتا ہوں میں
اپنے پیاروں کے لئے دیتا ہوں جان
جان نثاروں کے لئے دیتا ہوں جان
ان پہ ہر اک شے لٹا دیتا ہوں میں
خون تک اپنا بہا دیتا ہوں میں
سرکشی لیکن مرا مشرب نہیں
کچھ کسی کے دین سے مطلب نہیں
جو کسی کا ہے عقیدہ، خوب ہے
جو کسی کا ہو کلیسا، خوب ہے
دخل کچھ اس بحث میں میرا نہیں
میں کسی سے واسطہ رکھتا نہیں

مارگیرٹ ۔

آپ کا قول بجا یہ مرے نزدیک نہیں
بات جو آپ نے فرمائی ہے کچھ ٹھیک نہیں
آدمی کے لئے شیوہ یہ نہیں ناواجب
کوئی تو اپنا عقیدہ بھی ہے رکھنا واجب

فاؤسٹ ۔

کیا واقعی ایسا ہے؟
کہنا مرا بے جا ہے؟

مارگیرٹ ۔

اسکا پہلو کوئی نکل سکتا کاش دل آپ کا بدل سکتا
ہے جو دین عشائے ربانی درس ملتا ہے جس سے لافانی
احترام آپ کو ہے کب اسکا؟
آپ کرتے نہیں ادب اسکا

فاؤسٹ ۔

ہے میری نظر میں اسکی تکریم کرتا ہوں مدام اس کی تعظیم

مارگیرٹ ۔

ایسی تکریم سے ہے کیا حاصل ایسی تعظیم سے ہے کیا حاصل
سجدہ عذر خواہ کی خاطر اعتراف گناہ کی خاطر
آپ اک عمر سے گئے ہی نہیں آپ کی بات کا ہو کیسے یقیں
رب مطلق کو مانتے ہیں آپ؟
اس کی عظمت کو جانتے ہیں آپ؟

فاؤسٹ ۔

جانتا ہے وہ خدا کو، کون کہہ سکتا ہے یہ؟
مانتا ہے وہ خدا کو، کون کہہ سکتا ہے یہ؟
فلسفی سے، پادری سے جاکے پوچھو یہ سوال
ان کا اس بارے میں اب تک واقعی ہے کیا خیال
مضحکہ انگیز ہوگا جو بھی دیں گے وہ جواب
یہ وہ مقصد ہے نہیں ہوتا کبھی جو کامیاب

مارگیرٹ ۔

مگر آپ تو اسکے قائل نہیں
کبھی یاد باری پہ مائل نہیں

فاؤسٹ ۔

اے حسین صورت کی الہڑ نازنیں!
ماہ طلعت، اے مری زہرہ جبیں!
لب پہ ہے گفتار بے معنی یہ کیوں؟
میرے بارے میں غلط فہمی یہ کیوں؟
کس میں ہے نام خدا لینے کی تاب؟
کس میں ہے اس سمت دل دینے کی تاب؟
اس پہ کچھ ایمان لانا کھیل ہے؟
دھیان کیا اس سے لگانا کھیل ہے؟
کیا یہ پوچھا، اسکا میں قائل بھی ہوں؟
اس کی ہستی کی طرف مائل بھی ہوں؟
کیا کوئی ایسا دل حساس ہے؟
اسقدر ادراک کس کے پاس ہے؟
جو زباں پر گفتگو یہ لا سکے
بات یہ جس کے لبوں پر آ سکے
ذات باری کو نہیں میں مانتا
اسکے بارے میں نہیں کچھ جانتا
کبریا ہے، خالق برحق ہے وہ
حاضرِ کل، قادرِ مطلق ہے وہ

اسکی عظمت کا نہیں کس کو لحاظ ؟
اسکی قدرت کا نہیں کس کو لحاظ ؟
اس کی ھستی کا نہیں کس کو خیال ؟
بھول جائے اسکو، یہ کس کی مجال ؟

میں ھوں، تم ھو، خواہ ھو خود اس کی ذات
آشکارا سب پہ ھے اس کا ثبات
سب کے سر پر کیا نہیں عرش بریں ؟
سب کے نیچے کیا نہیں فرش زمیں ؟

یہ محبت کے ستارے لازوال
کیا نہیں نظروں سے محو برشگال؟
کیا کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
میں نہیں رکھتا تمھیں پیش نظر؟

اس دماغ و دل کی خلوت گاہ میں
قصر آب و گل کی خلوت گاہ میں
ھیں جو یہ آنکھیں تمھاری نیم باز
آشکارا کیا نہیں ان پر وہ راز؟

اسکا جادو ان پہ کیا چھایا نہیں ؟
کیا عیاں ان پر یہ سرمایا نہیں ؟
اس کی یہ وسعت جو نا محدود ھے
یہ جو سب پہنائے ھست و بود ھے
دل کو آباد اسکے جلوؤں سے کرو
اس کو تم اس کی تجلی سے بھرو

تم کو پیش آئیں جو اس میں واردات
اس سے ٹپکیں جو بھی اسرار حیات
محو ہو اس گلستاں میں بو صفت
چھائے تم پر وجد کی سی کیفیت
جب بھی اس حالت میں ہو جائے قیام
چاہے کچھ رکھ لو تم اس ہستی کا نام
خواہ ٹھہراؤ معاون تم اسے
خواہ دو نام محبت تم اسے
مجھ سے ممکن ھی قیاس اس کا نہیں
نام کوئی میرے پاس اس کا نہیں
اس میں گنجائش کہاں ایماں کی
یہ تو کیفیت ھے اک وجدان کی
نام کیا ھے، اک صدائے بے نشاں
نام کہتے ھیں جسے، ھے اک دھواں
ابخرہ ھے ابخرہ، یہ سر بسر
غالب آجاتا ھے عرش نور پر

مارگیرٹ -

آپ کی گفتار تو یہ خوب ھے کسقدر مطبوع ھے، مرغوب ھے
پادری کی بھی یہی تلقین ھے اسکا حامی دین خوش آئین ھے
صرف کہنے کا جدا انداز ھے ساز سا دونوں میں باھم ساز ھے

فاؤسٹ -

زیر گردوں عالم ایجاد میں دھر کے اس خطہ آباد میں

جتنے دل ھیں سب کی یہ آواز ھے مختلف اظہار کا انداز ھے
سب کی اپنی اپنی ھوتی ھے زبان جس میں یہ مفہوم ھوتا ھے بیاں

اپنی بولی میں یہی کہتا ھوں میں
یوں ھی مصروف بیاں رھتا ھوں میں

مارگیرٹ ۔

ھیں بہ ظاھر آپ کی باتیں درست پھر بھی ھے کچھ آپکی بنیاد سست
آپ کا انداز عیسائی نہیں آپ میں فکر کلیسائی نہیں

فاؤسٹ ۔

حسینہ کون سادہ دل ھے اتنی؟ گریٹشن! تم بھی ھو معصوم کتنی؟

مارگیرٹ ۔

مجھے کتنے دنوں سے ھے یہ کلفت نہیں ایسا مرا سودائے الفت
نہیں کچھ آپ کی صحبت ھے یہ خوب مری نظروں میں ھے یہ ساتھ معیوب

فاؤسٹ ۔

کیسے؟ آخر یہ تو بتاو اس کا راز ذرا سمجھاو

مارگیرٹ ۔

آپ کے ساتھ جو یہ رھتا ھے ایک شرارت کا پتلا ھے
اس سے مجھے بے حد نفرت ھے کلفت، ایسی کچھ کلفت ھے
ایسی خلش پہلے نہ کبھی تھی کب بے چینی اتنی ھوئی تھی
پیدا ھو جاتی ھے نفرت دیکھ کے اس کی شکل و صورت

فاؤسٹ ۔

جان من! اس سے کیا ڈرنا؟
کس لئے آخر اتنا ڈرنا؟

مارگیرٹ ۔

دیکھ لیتی ہوں جب اس کو، کھولنے لگتا ہے خون
مجھ پہ چڑھ جاتا ہے اس کی دید سے گویا جنون
ساتھ اوروں کے بخوبی یوں تو پیش آتی ہوں میں
سب کے انس و خلق سے مسحور ہوجاتی ہوں میں
دل میں اٹھتا ہے کبھی جب آپ کا ارمان دید
بیٹھے بیٹھے جب کبھی ہوتی ہوں میں خواہان دید
مجھ کو آجاتا ہے فوراً اس بد آئیں کا خیال
میرے دل کو اس سے ہوجاتی ہے گھبراہٹ کمال
اک طرف کھاتی ہوں کچھ دہشت سی دہشت اس سے میں
اک طرف کرتی ہوں کچھ نفرت سی نفرت اس سے میں
فی الحقیقت اژدر خونخوار ہے، افعی ہے وہ
دل کو دیتا ہے اذیت، کس قدر موذی ہے وہ
اور اگر کرتی ہوں میں اس کی مذمت بے سبب
بھیجتی ہوں آپ کے ساتھی پہ لعنت بے سبب
آپ مجھ کو بخش دیں، کر دیں خطا میری معاف
آپ کی مرضی سے کر سکتی نہیں میں انحراف

فاؤسٹ ۔

ہار میں پھولوں کے کانٹے بھی پرونا چاہئے
ہستیاں ایسی بھی کچھ دنیا میں ہونا چاہئے

مارگیرٹ ۔

خدا ایسوں کی صحبت سے بچائے
اذیت سی اذیت سے بچائے

قدم جیسے ہی رکھ دیتا ہے گھر میں
کھٹکتا ہے بہت میری نظر میں
حقارت کی ہنسی سے دیکھتا ہے
نہایت برہمی سے دیکھتا ہے
جدھر بھی جا کے ہوتا ہے نمودار
نظر آتے ہیں بیزاری کے آثار
یہ واضح طور پر ہوتا ہے ظاہر
کہ ہیں دنیا میں جتنے بھی مظاہر
کسی سے اس کو دلچسپی نہیں ہے
کسی شے پر نظر اس کی نہیں ہے
جبیں پر اسکی ہے یہ صاف تحریر
کچھ ایسی ہی بنی ہے اس کی تصویر
کہیں بھی ہو کوئی بندہ خدا کا
نظر آتا ہے اک پتلا خطا کا
ذرا بھی اسکو وہ بھاتا نہیں ہے
کسی پر اسکا دل آتا نہیں ہے
گلے میں آپ سے ملتی ہوں جب بھی
بہت ہوتی ہے شاداں روح میری
طبیعت میری رہتی ہے کشادہ
مجھے رہتی ہے بے تابی زیادہ
یہ کہتے ہیں مرے جذبات قلبی
کروں نذر آپکو میں جان اپنی

مگر کرتی ہوں جب اس کا نظارہ
تو ہوتا ہے مرا دل پارہ پارہ
دھڑکنا اس کا ہو جاتا ہے موقوف
مرا ہر عضو ہو جاتا ہے ماؤف

فاؤسٹ ۔

فرشتہ صفت! تم مری راز داں ہو
مری راحت دل، مری جان جاں ہو

مارگیرٹ ۔

اتنی بے بس ہو جاتی ہوں
دیکھ کے اس کو کتراتی ہوں
ہم دونوں کے پاس جب آیا
دل میرا فوراً گھبرایا
ہوتا ہے معلوم یہی بس
میں ہوں اک بے چاری بے کس
آپ کو میں نے چھوڑ دیا ہے
رشتہ الفت توڑ دیا ہے
آپ سے کام نہیں کوئی اب
آپ سے مجھ کو آخر مطلب؟
جب تک وہ گھر میں ہوتا ہے
دل میرا بے حد روتا ہے
عرض دعا بھی کی نہیں جاتی
داد پرستش دی نہیں جاتی

اس سے وہ صدمہ پہونچا ہے
زخم اتنا دل میں گہرا ہے
ابتر ہے کچھ ایسی حالت
پیدا ہے ناسور کی صورت
آپ بھی ہوں گے نخچیر غم
آپ کا بھی ہوگا یہ عالم
ھائنرش! بھید آپ یہ کھولیں
کچھ تو آخر منھہ سے بولیں

فاؤسٹ -

ہے عبث آزار جانکاھی تمھیں
اس سے تو ہے بغض للٰہی تمھیں

مارگیرٹ -

ٹھاٹ باٹ اپنا اٹھانا چاھئے
اب یہاں سے مجھکو جانا چاھئے

فاؤسٹ -

دن کبھی کیا نہیں وہ آئے گا
اپنی صورت نہیں دکھائے گا
جب میں آغوش میں بٹھاکے تمھیں
مرکز آرزو بنا کے تمھیں
دل کے ارمان سب نکالوں گا
تم سے نقد وصال پا لوں گا
جس سے کچھ جسم کی بھی سیری ہو
اور بشاش روح میری ہو

مارگیرٹ ۔

کاش گھر جا کے اکیلی سوتی مائل خواب میں تنہا ہوتی

کاش دروازہ کھلا ہی رہتا مجھ پہ در ہوش کا وا ہی رہتا

نیند ہلکی مری اماں کی ہے غیر حالت دل نالاں کی ہے

دیکھ لیں ہم کو اگر ساتھ کہیں پھر مفر کی کوئی صورت ہی نہیں

شعلہ افروز قیامت ہو جائے

جان ہی جسم سے رخصت ہو جائے

فاؤسٹ ۔

مدت سے ہو تم زینت ایوان تمنا

یہ کون بڑی بات ہے، اے جان تمنا!

دیتا ہوں تمہیں ایک عرق کی میں یہ شیشی

موجود دوا اس میں ہے اماں کے مرض کی

پانی میں فقط بوند یہ تین اسکے ملا دو

موقع کوئی مل جائے تو اماں کو پلا دو

پی کر اسے اک آن میں ہو جائیں گی غافل

سو جائیں گی، سو جائیں گی، سو جائیں گی غافل!

مارگیرٹ ۔

بحث ہے بیکار، ردوکد فضول

آپ کی خاطر مجھے سب کچھ قبول

یہ عرق مہلک نہ ہو ثابت کہیں

کچھ ضرر تو اس سے پہونچے گا نہیں؟

فاؤسٹ ۔

ہوتا امکاں کوئی جو اس کا

ہرگز نہ میں یہ صلاح دیتا

مارگیرٹ -

نہ جانے آپ میں ھے کیا یہ جادو
جو کر لیتا ھے مجھ کو زیر قابو
نہ جانے سحر کر دیتے ھیں کیا دم
سر تسلیم کر دیتی ھوں میں خم
یہ سب کچھ آپ کی خاطر روا ھے
بس اب، اے جان من! باقی ھی کیا ھے
نہیں ڈرنے کی اب کوئی ضرورت
ھوئی نابود اندیشے کی صورت

(یہ کہہ کر مارگیرٹ چلی جاتی ھے اور شیطان آ کر کہتا ھے)

ھو گئی رخصت وہ ناداں چھوکری
کسقدر تھی اس میں آشفتہ سری

فاؤسٹ -

کام جاسوسی کا اب تک کر رھے تھے آپ، کیا؟
آپ کو شاید کچھ ان باتوں میں آتا ھے مزا!

شیطان -

میں نے اک اک بات سن لی صاف صاف
ھو گیا ھر شے کا مجھ پر انکشاف
ھو رھی تھی آپ سے پرسش تو خوب
تھی یہ استفسار کی بارش تو خوب
گفتگو یہ ایک دن کام آئے گی
فائدہ سا فائدہ پہونچائے گی

لڑکیوں کو یہ رہا کرتی ہے فکر
لب پہ رہتا ہے انھیں باتوں کا ذکر
ہے فلاں انسان کیسا آدمی؟
چال جسکی ہے پرانے ڈھنگ کی
سیدھی سادی قسم کا ہے یا نہیں؟
قائل ذات خدا ہے یا نہیں؟
جانتی ہے خوب یہ وہ چھوکری
اس کو رہتی ہے خبر اس بات کی
کس جگہ مرتا ہے پانی، کس جگہ
دیکھ لے گی وہ یہ خامی جس جگہ
اسکے ہو جائیں گے پو بارہ وہاں
چال ہو جائے گی اس کی کامراں
اس کا شیدائی بھرے گا اس کا دم
یہ شرف ہو جائے گا اسکو بہم
اسکا وہ کلمہ پڑھے گا روز و شب
ربط باھم یہ بڑھے گا روز و شب

فاؤسٹ (غصے سے برافروختہ ہوکر) -

تو بھی اک مخلوق ہے بے حد عجیب
تجھ سا کوئی بھی نہیں مرد غریب
بات یہ تجھ کو نہیں معلوم کیا؟
کیا نہیں اس راز سے تو آشنا؟
یہ حسینہ جس سے مجھ کو پیار ہے
پاک دل ہے، زاھد دیندار ہے

اسکو ہے رب علیٰ میں اعتقاد
اسکو ہے مذہب میں کتنا اعتقاد
اس سے ہے روئے سعادت پر نکھار
اس سے برکت کا چمن ہے پر بہار
اس پہ قسمت کا ہمایوں سایہ ہے
اک یہی معصوم کا سرمایہ ہے
وہ سمجھتی ہے اسے گم کردہ راہ
جس پہ ہے اسکی محبت کی نگاہ
کتنی حیرانی، پریشانی میں ہے
مبتلا اک کرب روحانی میں ہے

شیطان ۔

اک طرف بنتے ہیں اتنے پاک باز　　اک طرف دست ہوس اتنا دراز
اک قیامت ہے ذرا سی چھوکری　　عین شامت ہے ذرا سی چھوکری
شوخ کتنی، کسقدر طرار ہے!　　دلبری جس میں ہے وہ دلدار ہے!
کسقدر احمق بنایا آپ کو
ناچ تنگنی کا نچایا آپ کو

فاؤسٹ (پھر طیش کھا کر) ۔

بس خموش، اے دنی، جہنم زاد　　آگ، کیچڑ کی بے ادب اولاد

شیطان ۔

بڑی چست ہے، کسقدر چاق ہے
قیافہ شناسی میں بھی طاق ہے
مہارت ہے اس فن میں حاصل اسے
سمجھتا ہوں عیار کامل اسے

میں ہوتا ہوں موجود جب اسکے پاس
ٹھکانے نہیں رہتے ہوش و حواس
نہ جانے گذرتی ہے بیکس پہ کیا
برا حال ہوتا ہے معصوم کا
مرے راز پنہاں کو وہ پا گئی
سمجھ میں مری کنہ سب آ گئی
میں کیا ہوں، پتہ اسکو یہ لگ گیا
کھلا بھید سب میرے بہروپ کا
اب اسکو یہ احساس ہے واقعی
خباثت بھری روح میں ہوں کوئی
عجب کیا ہے یہ بھی گماں ہو اسے
وہ سمجھی ہو فی الاصل شیطاں مجھے

فاؤسٹ ۔

مگر آج کی شب کا وہ سلسلہ
تجھے اس سے کیا، اے دنی! واسطہ؟

شیطان ۔

میرے لئے تو بس ہے یہی اک خوشی کی بات
بن جائے رات آج کی حضرت، سہاگ رات

[کنوئیں کا نظارہ]

(گریٹشن اور لزبتھ گھڑے لئے ہوئے باتیں کر رہی ہیں)

لزبتھ ۔

باربرا (۱) کا حال سنا کچھ

---

(۱) Barbara

گریٹشن ۔

مجھ کو نہیں ہے اسکا پتا کچھ
گھر سے بہت کم میں جاتی ہوں
چھٹی کام سے کب پاتی ہوں
ملتی ہوں شاید ہی کسی سے
عاجز ہوں میں اپنے جی سے

لزبتھ ۔

زیبل سے مجھے پتہ لگا یہ
معلوم ہوا ہے ماجرا یہ
وہ بھی ماری گئی دغا سے
کشتہ ہوئی مکر سے، ریا سے
اللہ رے! اس کی نامرادی
بنتی تھی بڑی شریف زادی

گریٹشن ۔

کیا بات ہوئی، تھا ماجرا کیا؟
کی اس سے کسی نے کچھ دغا کیا؟

لزبتھ ۔

ہے تفصیل اس کی بڑی واہیات
کہوں کیا زباں سے یہ گندی ہے بات
جو کھاتی ہے، پیتی ہے وہ نازنیں
اسی کو فقط وہ پہونچتا نہیں
کسی اور کے بھی وہ لگتا ہے انگ (۱)
کھلائیں گے گل کون یہ رنگ ڈھنگ

(۱) انگ لگنا یعنی جزو بدن ہونا ۔

گریشن -

ہائے اللہ! کیا غضب یہ ہوا
کیا کروں میں، بڑا غضب یہ ہوا

لزبتھ -

اسی قابل تھی وہ، اچھا ہوا یہ
ہوئی نازل بلا اس پر بجا یہ
تھی دیوانی بڑی اس مردوے کی
وہ پیچھے اسکے مدت سے پڑی تھی
وہ لے کر اسکو ہمراہی میں چلنا
وہ پہروں گشت کرنا، وہ ٹہلنا
وہ پھرنا مست ہوکر گاؤں بھر میں
کھٹکنا اک زمانے کی نظر میں
وہ آگے ناچ کے جلسے میں رہنا
ہوا کی طرح اپنی رو میں بہنا
وہ اس کے ہاتھ سے تر مال کھانا
وہ اس کے ساتھ مے پینا پلانا
وہ اس صورت سے پھسلانے کا انداز
وہ اس کا اپنے رنگ و حسن پر ناز
قیامت کی تھی اس میں کج ادائی
پھر اس پر یہ غضب کی بے حیائی
وہ اس سے بیشتر تحفوں کا لینا
وہ اسکو دعوتِ صد ناز دینا

وہ چوما چاٹیوں کا لطف اٹھانا
وہ آ کر اکثر اسکا گدگدانا
بالاخر آبرو اپنی گنوا دی
لٹا دی حسن کی دولت، لٹا دی
جو موتی کی سی تھی حاصل اسے آب
بنی وہ اسکی بربادی کو گرداب

گریٹشن -

اف! وہ لڑکی غریب، بے چاری!
گردش روزگار کی ماری!

لزبتھ -

لو اور سنو، یہ خوب کہی
کرتی ہو اسی سے ہمدردی
آتا ہے ترس تم کو اس پر
خوب اسکا لیا یہ تم نے اثر
ہم ایسی ساری چھوکریاں
نو عمر، نویلی، تازہ، جواں
گھر بیٹھ کے چرخہ کاتتی تھیں
یوں ہی وقت اپنا کاٹتی تھیں
تھی ہم پر ماں کی نگہ داری
رکھتی تھیں خبر وہ بے چاری
بد راہ نہ چلنے پاتی تھیں
گھر سے نہ نکلنے پاتی تھیں

لیکن وہ لڑکی ناکارہ
پھرتی رہتی تھی آوارہ
اپنے عاشق کو ساتھ لئے
خود ھاتھ میں اسکا ھاتھ لئے
کرتی تھی خوب مٹر گشتی
تھی اک بے لنگر کی کشتی
اکثر بیٹھی دروازے میں
یا گھور اندھیرے کوچے میں
گلچھرے اڑاتے تھے دونوں
ہم بستر رہتے تھے پہروں
دل سیر نہ ھوتا تھا پھر بھی
بھرتی ھی نہ تھی نیت ان کی
چپ چاپ اب وہ صاحبزادی
ھیں از سر تا پا بربادی
خم شوق سے کر دیں سر اپنا
گرجا کو بنائیں گھر اپنا
ملبوس گنہگاری پہنے
اندر اک تیرہ حجرے کے
خمیازوں سے مطلب رکھیں
پھل اپنی کرنی کا چکھیں

گریٹشن -

ھو جائے گی ختم نامرادی
وہ تو کرلے گا اس سے شادی

لزبتھ ۔

ایسا نہ کرو خیال بالکل
یہ بات تو ھے محال بالکل
ایسا نادان وہ نہیں ھے
بدھو انسان وہ نہیں ھے
بانکا چھیلا جوان ھے وہ
خوبان جہاں کی جان ھے وہ
جس کی جانب نظر اٹھائے
ایک ایک سے بڑھ کے ھاتھ آئے
لاکھوں قربان اس پہ جائیں
لاکھوں اپنا اسے بنائیں
لیکن وہ چلا گیا یہاں سے
واپس اب آئے گا کہاں سے

گربٹشن ۔

ھائے یہ اس نے کیا کیا؟
کام بڑا برا کیا

لزبتھ ۔

کر لے اس سے اگر وہ شادی
لے مول بلائے نامرادی
صاحب زادی پہ آفت آ جائے
آفت کیسی، قیامت آ جائے
لونڈے سہرے کو نوچ پھینکیں
لوگ اسکو جلا کے ھاتھ سینکیں

بھوسی ہم اڑائیں اسکے در پر
جسوقت بھی جائیں اسکے در پر

(یہ کہہ کر لزبتھ چلی جاتی ھے اور گریٹشن گھر جاتے ہوئے کہتی ھے)

پہلے جب لڑکی کوئی کرتی تھی ایسا ھی گناہ
ڈالتی تھی اس پہ میں قہر و خشونت سے نگاہ
بے خطر، اچھی طرح اس کی خبر لیتی تھی میں
آکے غصے میں اسے کیا کیا نہ کہہ دیتی تھی میں
دوسروں کی بد شعاری پر جو ھو گفتار گرم
سخت ھونے پر بھی بے حد وہ نظر آتی ھے نرم
ان کی کالک میں لگائی میں نے کالک اور بھی
گالیاں دے کر انھیں پڑتی تھی ٹھنڈک اور بھی
ان کو کہتی تھی برا اتنا کہ جی بھرتا نہ تھا
طعنہ و تشنیع کا ارمان بس کرتا نہ تھا
اپنی تعریف اپنے منھہ سے آپ فرماتی تھی میں
کبر سے، پندار سے کچھ پھول بھی جاتی تھی میں
اور ھوں میں آج خود آلودۂ گرد گناہ
ھو گیا ھے تیرہ اعمالی سے میرا دل سیاہ
ھائے وہ باتیں، ھوئی ھے جن سے یہ حالت مری
ھو گئی برگشتہ مجھ سے کسقدر قسمت مری!
کیسی اچھی، کیسی پیاری تھیں وہ باتیں، آہ آہ!
اب کہاں سے لاؤں گی وہ دن، وہ راتیں، آہ آہ!

[فصیل شہر]

(ایک طاق پر میٹر ڈولوروسا یعنی مریم مقدس کا بت رکھا ہوا ہے جس پر حسرت و اندوہ کا عالم چھایا ہوا ہے۔ بت کے مقابل کئی گل دان رکھے ہوئے ہیں اور اس کے سامنے جاکر گریٹشن تازہ پھول چنتی اور کہتی جاتی ہے)۔

رنج و الم کی ماری بی بی! اے میری دکھیاری بی بی!
ہاں اب ایک نظر شفقت کی بارش مجھ پر بھی رحمت کی
میں بھی آفت کی ماری ہوں درد بھری ہوں، دکھیاری ہوں
دل کے پار ہے اک برچھی سی حد ہی کوئی نہیں اب دکھ کی
دیکھ رہی ہے باصد حسرت تو اپنے بیٹے کی رحلت
سب سے برتر باب ہے تیرا اوج فلک پر باب ہے تیرا
اس کی جانب تو تکتی ہے سب کچھ اس سے کہہ سکتی ہے
تجھ پر بھی آتی ہے آفت اس پر بھی ہے سخت مصیبت
ٹھنڈی سانسیں تو بھرتی ہے اک خاموش فغاں کرتی ہے
خون ہے کتنا سرد رگوں میں درد سا ہے کچھ درد رگوں میں
کون ہے میرے حال سے واقف؟ راز دل پامال سے واقف ؟
کتنا غمگیں دل میرا ہے ڈر سے کیا کیا کانپ رہا ہے
اس میں تڑپ ہے کس ارماں کی اسکو فکر ہے کس درماں کی
تیرے علاوہ کون یہ جانے کون مرے غم کو پہچانے
خواہ کہیں بھی میں جاتی ہوں اپنے کو دکھ میں پاتی ہوں
بہتا رہتا ہے کیا کیا دل بن جاتی ہوں مرغ بسمل

Mater Dolorosa

جب بھی اکیلی میں ہوتی ہوں — اپنی قسمت کو روتی ہوں
دل شق ہو جاتا ہے میرا — آج ہوا جس وقت سویرا
جب اپنی کھڑکی کے آگے — توڑ رہی تھی پھول رنگیلے
توڑے پھول یہ تیرے لئے تھے — دل سے تجھ کو نذر کئے تھے
ہو گئیں آنکھیں اشکوں سے تر — اوس پڑی گملوں کے اوپر
سورج کی کرنیں جب چمکیں — میرے کمرے میں آ دھمکیں
کب سے نہ جانے فرش پہ بیٹھی — اپنی قسمت کو روتی تھی
ذلت سے تو مجھ کو بچا لے — موت کے ہو جاؤں نہ حوالے
ہاں اب ایک نظر شفقت کی — بارش مجھ پر بھی رحمت کی

میں بھی آفت کی ماری ہوں
درد بھری ہوں دکھیاری ہوں

[رات کا نظارہ]

(ایک سڑک گریٹشن کے مکان کے سامنے سے گذرتی ہے۔ گریٹشن کا بھائی سپاہی ویلنٹائن نمودار ہو کر کہتا ہے)۔

جب اس روز بد مست احباب میرے
حسیں نازنینوں کے گن گا رہے تھے
وہ ہوتے تھے سو دل سے قربان جن پر
چھڑکتے تھے شام و سحر جان جن پر
گلاسوں میں بھر بھر کے محو مسرت
وہ کرتے تھے نوش انکا جب جام صحت
شراب آگئی بہہ کے جب کہنیوں پر
دکھانے لگی آن کی مستی کا منظر

خمش، مطمئن، صبر کے ساتھ بیٹھا
ہر اک شخص کی بات میں سن رہا تھا
تھیں زینٹیں نہایت مزے دار ان کی
تکبر بھری تھی یہ گفتار ان کی
میں داد ان کو موج تبسم سے دیتا
میں ہاتھ اپنی داڑھی پہ بھی پھیر لیتا
گلاس اپنا پھر میں نے بھر کر اٹھایا
بڑے شوق سے لب پہ یہ قول لایا
اچھال اپنی اپنی، زقند اپنی اپنی
نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی
مگر کوئی انصاف سے یہ بتائے
نہ ہرگز زباں پر غلط بات لائے
گریٹشن جو میری بہن دلنشیں ہے
نہایت حسیں ہے، بڑی نازنیں ہے
مقابل کوئی اسکے ہو ملک بھر میں
نہیں سحر ایسا کسی کی نظر میں
نہیں کوئی اسکی سی خوشرنگ ہرگز
نہیں کوئی بھی اسکی پاسنگ ہرگز
کوئی لاکھ ہو عزو منصب میں فائق
نہیں اسکو جوتا پنھانے کے لائق
مری بات سن کر ہوا شور برپا
ہر اک سمت نعرہ لگا مرحبا کا

یہاں سے وھاں تک تھے مے خوار جتنے
یکایک گلاس ان کے جھنکار اٹھے
یہ سب بول اٹھے، ھاں، بجا ھے، بجا ھے
تمھاری گریٹشن کا کہنا ھی کیا ھے
ھے رشک قمر روے پر نور اسکا
سراپا ھے خجلت دہ حور اسکا
نہیں ھے کسی میں بھی یہ کج ادائی
نہیں ھے کسی میں بھی یہ دلربائی
حسینان عالم کی سرتاج ھے وہ
جمال دلارا کی معراج ھے وہ
وہ شیخی خورے قسم کے تھے جو انساں
ھیں اپنی جگہ مثل آئینہ حیراں
مگر اب ھے ابتر مرا حال بے حد
مرا گلشن دل ھے پامال بے حد
نہیں دل ٹھکانے، کہاں تک سنبھالوں
یہ جی میں ھے، بال اپنے میں نوچ ڈالوں
سر اپنا میں دیوار سے پھوڑ ڈالوں
یہ جو کھوپری ھے اسے توڑ ڈالوں
یہ بدکار جتنے ھیں فقرے کہیں گے
تمسخر اڑائیں گے، مجھ پر ھنسیں گے
اٹھائیں گے اب انگلیاں منھہ پہ غنڈے
سہی جائے گی مجھ سے بدعت یہ کیسے
خمیدہ رھے گا مرا سر یہ ایسے
گنہگار ھوں، کوئی مجرم ھوں جیسے

کہیں گے جو دھوکے سے بھی کچھ کمینے
میں ہو جاؤں گا، اف! پسینے پسینے
اڑا دوں اگر ان کی میں بوٹیاں بھی
اگر بند کر دوں میں ان کی زباں بھی
یہ کیونکر کہوں گا کہ تم سب ہو جھوٹے
خدا کا غضب سا غضب مجھ پہ ٹوٹے

(چونک کر)

ارے! دل مرا ہاتھ سے جا رہا ہے
ادھر کون خامش چلا آ رہا ہے؟
نظر آ رہا ہے کہ ہیں دو یہ انساں
طبیعت مری ہو رہی ہے پریشاں
اگر وہ ہے ان میں تو لوں گا خبر میں
اڑا دوں گا گردن سے فی الفور سر میں
کوئی اور فتنہ اٹھانے نہ دوں گا
یہاں سے میں زندہ تو جانے نہ دوں گا

(فاؤسٹ اور شیطان آتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے)۔

تبرکات کلیسا کا یہ جو ایواں ہے
وہاں سے نور چراغ ابد نمایاں ہے
جو اس کے نور کا یہ دائرہ ہے چھوٹا سا
وہ ہو رہا ہے کناروں پہ اپنے دھیما سا
یہ حلقہ ہے وہ جسے ظلمتوں نے گھیرا ہے
جو تیرگی قیامت ہے، وہ اندھیرا ہے
اسی طرح سے مرے دل میں بھی ہے تاریکی
نہیں ہے کیا کوئی صورت بھی کامگاری کی؟

شیطان ۔

حال میرا تو اور بھی ہے خراب
زندگی بن گئی ہے ایک عذاب
جسطرح کوئی منحنی بلی
اور بے جان، خشک سی بلی
پاؤں رکھتی ہو خوب رک رک کر
اور چڑھ جائے "آگ زینے" (۱) پر
پھر خموشی سے مائل رفتار
گامزن ہر طرف سر دیوار
زور نیکی کا مجھ میں ہے فی الحال
یک بیک کچھ بدل گیا ہے خیال
نہ تو چوری کی فکر ہے اسوقت
شور و شر کا نہ ذکر ہے اسوقت
والپرگس(۲) کی ہے عجیب ہی رات
یہ خوشی اسکی ہے کہ خون حیات
مری رگ رگ میں ہے دواں یہ خوشی
اس میں بن کر لہو رواں یہ خوشی
کل کا دن درمیاں میں حائل ہے
جادۂ دلستاں میں حائل ہے

اب تو پرسوں بڑا مزا ہوگا
خوب جی بھر کے رت جگا ہوگا

---

(۱) ایک قسم کی مشین جو اس مکان کے لوگوں کی جان بچانے میں کام آتی ہے جس میں آگ لگ جائے۔ (۲) Walpurgis

فاؤسٹ ۔

تبرکات کلیسا کا یہ جو مخزن ہے

وہ سامنے مہہ و خورشید بن کے روشن ہے

بجا ہے ناز اسے اپنی ارجمندی پر

ہے پیشتر کے مقابل یہ کچھ بلندی پر

شیطان ۔

کیجئے دل پر جبر ذرا تھوڑا سا ہو صبر ذرا

ایسے ڈورے ڈالیں گے ہم سب کچھ ھتھیا لیں گے

تھوڑا عرصہ گذرا تھا میں نے جھانک کے دیکھا تھا

اس میں ہے انبار لگا

چمکیلی اشرفیوں کا

فاؤسٹ ۔

کوئی زیور کوئی انگوٹھی ہے یا کوئی اور چیز ایسی ہے

اپنے مقصد کی کامگاری کو جو میں پہناؤں اپنی پیاری کو

شیطان ۔

میں نے دیکھی تھی ایک چیز ایسی خیرہ کن آب و تاب تھی جس کی

دیکھنے میں نہایت اعلیٰ تھی غالباً موتیوں کی مالا تھی

فاؤسٹ ۔

مال جو یہ ھاتھ آئے گا کام اس سے بن جائے گا

کچھ بھی نہ لے کر اپنے ساتھ جاؤں وھاں میں خالی ھاتھ

اس سے بڑی ایذا ہوگی

سخت الجھن پیدا ہوگی

مفت اگر چل جائے کام کوفت کا ہے یہ کون مقام
وقت یہ کتنا پیارا ہے دلکش یہ نظارا ہے
تارے بام گردوں پر ہیں یہ کتنے خوش منظر
موسیقی ہے سحر حلال اس میں مجھے حاصل ہے کمال
دیکھئے اب میں گاتا ہوں اپنا کمال دکھاتا ہوں
ایسا جمادوں گا کچھ رنگ رہ جائیں گے سب دیکھ کے دنگ
آپ فدائی جس کے ہیں جس پر جان چھڑکتے ہیں
اس پر رنگ جمانے کو اس کے بس میں لانے کو
گاتا ہوں اک دینی گیت جس سے ہوگی آپ کی جیت

جس کی رو میں وہ بہہ جائے
اور احمق بن کر رہ جائے

(شیطان ستار پر گاتا ہے)

کیتھرن ۔ کیتھرن

کیسے کھڑی ہے صبح سویرے عاشق کے دروازے پر
کیوں ہے پریشاں؟ تجھ کو بلا لے گا وہ تو گھر کے اندر

کیتھرن ۔ کیتھرن

اک لڑکی کو کیسے بھلا وہ یوں گھر سے لوٹا دے گا
یوں گھر سے لوٹا دے گا وہ، یوں در سے لوٹا دے گا

کیتھرن ۔ کیتھرن

دیکھو سنبھلے، ہوش سنبھالے، خود میں نہ بالکل کھوجانا
بھینٹ جب اس سے ہوجائے تو فوراً رخصت ہو جانا

کیتھرن ۔ کیتھرن

دوشیزاو! لاکھ یہ مانا عورت اک شے پیاری ہے
ایسا ہونے پر بھی بے حد اس کا پلہ بھاری ہے

کیتھرن ۔ کیتھرن

ھو نہ انگوٹھی شادی کی جب پھر یہ عشق جتانا کیا
چوری چوری آنکھ کسی سے یوں بے کار لڑانا کیا

کیتھرن ۔ کیتھرن

ویلنٹائن ۔

کیا ھے یہ؟ اے ناھنجار! لعنت تجھ پر، چوھے مار
گانا کیا یہ گاتا ھے کس کے دل کو رجھاتا ھے
پھلے تیری سارنگی دیکھے راہ جہنم کی
پھر ھو دوزخ کا راھی
اسکا بجانے والا بھی

شیطان ۔

ھاتھ سے میرے چھوٹ گیا لے، یہ باجا ٹوٹ گیا
اب ڈر اس کو کوئی نہیں قسمت اس کی سوئی نہیں

ویلنٹائن ۔

لعنت، صد لعنت تجھ پر
اب ڈوٹے گا تیرا سر

شیطان (فاوسٹ سے) ۔

اے مرے پر وقار علامہ! اے مرے رعب دار علامہ!
کام جیوٹ سے آپ لیجئے گا نام کو بزدلی نہ کیجئے گا
اب نہ کچھ بھی زباں سے کہئے گا آپ میرے ھی پاس رھئے گا
آپ کو راہ میں دکھاؤں گا آپ کو پینترے سکھاؤں گا
قدم اپنا ھٹایئے گا نہیں کہیں زنہار جایئے گا نہیں

جلد نکلے نیام سے تلوار کیجئے آپ بڑھ کے فوراً وار
سامنے اسکے ڈٹ کے جاؤں گا
وار دشمن کا میں بچاؤں گا

ویلنٹائن -
لے میں کرتا ہوں وار، چوٹ بچا

شیطان -
بسر و چشم، ہے تامل کیا

ویلنٹائن -
وار ایک اور بھی ہے یہ بڑھ کر

شیطان -
دل میں جو آئے کیجئے، بہتر

ویلنٹائن -
مرے مولا تری دہائی ہے یہ تو شیطان کی لڑائی ہے
سخت حیران ہوں میں، ہائے، یہ کیا؟ ہو کے شل، ہاتھ رہ گیا میرا

شیطان (فاؤسٹ سے) -
بڑھ کے چورنگ کیجئے اسکو ہاتھ ایک اور دیجئے اسکو

ویلنٹائن (گرتا ہے) -
ہائے اللہ! کیا یہ حالت ہے کسقدر ہولناک صورت ہے!

شیطان -
مر گیا اب تو یہ مرے نزدیک ہو گیا ہے مزاج اس کا ٹھیک
جان لیوا ہے اس کی چیخ پکار کسقدر ہیں یہ ہولناک آثار
آیئے، اب یہاں سے چل دیں ہم تیز سے تیز تر اٹھائیں قدم
اب پولس سے تو میں نمٹ لوں گا کچھ نہ کچھ اسکو دے دلادوں گا

قتل کے جرم کی سزا سے مگر نہیں کوئی بھی اب تو شکل مفر
اس کے آگے میں کر سکوں گا کیا؟
کچھ مقدر پہ بس نہیں میرا
مرتھا (کھڑکی کے پاس آ کر)۔
دوڑو دوڑو، پڑوس والو گھر سے باھر قدم نکالو
گریٹشن ۔
ارے کوئی ھے روشنی لائے جلدی آئے، جلدی آئے
مرتھا ۔
گالی گلوچ کی بھی بوچھار چل رھی ھے
دونوں میں کس غضب کی تلوار چل رھی ھے
عوام کا مجمع ۔
یا رب! آخر قصہ کیا ھے؟
یہ تو کوئی مرا پڑا ھے
مرتھا (باھر نکل کر)۔
بھاگ گئے ھیں شاید قاتل
اب ھے انکا ملنا مشکل
گریٹشن (باھر نکل کر)۔
ھائے، قضا یہ کس کی آئی؟
مجمع ۔
ھے معصوم تمھارا بھائی!
گریٹشن ۔
ھائے کیسی قیامت آئی ھے؟
مر رھا ھے جو، میرا بھائی ھے؟

ویلنٹائن -

اب تو میں جان سے گذرتا ہوں　　موت کا سامنا ہے، مرتا ہوں

بات کہنے کو یوں ذرا سی ہے　　دیر ہی اس میں کتنی لگتی ہے

عورتو! کس لئے یہ واویلا

لو، سنو، آؤ میرے پاس ذرا

(سب عورتیں آکر ویلنٹائن کے پاس کھڑی ہوجاتی ہیں اور ویلنٹائن کہتا ہے)

مری ماں کی جائی بہن، اے گریٹشن!　　ابھی ہے ترا، آہ! معصوم بچپن

ابھی خام ہے تیرا طور و طریقہ　　نہیں تجھ میں اب تک ذرا بھی سلیقہ

تری عقل بالکل ابھی واژگوں ہے　　طریق عمل بد ہے، زشت و زبوں ہے

بری طرح کرتی ہے تو کام اپنا　　نہیں سوچتی کچھ بھی انجام اپنا

میں کہتا ہوں اک راز کی بات تجھ سے　　نہ پنہاں رہیں یہ خیالات تجھ سے

تری آبرو ہوگئی پانی پانی　　تجھے لے ہی ڈوبی ہے تیری جوانی

جو رہنا ہے ایسے ہی تجھ کو ہمیشہ　　بنا لے سر عام تو اس کو پیشہ

اسی سے گزر کر، اسی میں بسر کر

خدا کے لئے اب نہ اس سے حذر کر

گریٹشن -

اے میرے اللہ! دہائی

کیا کہتا ہے میرا بھائی

ویلنٹائن -

دخل تیری چاہ میں ہے راہ کو　　کس لئے لا بیچ میں اللہ کو

ہوگیا ہونا تھا جو کچھ ہوگیا　　بیج جو بونا تھا تجھ کو، بو گیا

اور جو ہونا ہے آگے آئے گا
بیج جو بویا ہے وہ پھل لائے گا

چھپ کے در پردہ یہ بدعت ہو گئی
ایک سے تجھ کو محبت ہو گئی

اب یہ دریا بے طرح چڑھ جائے گا
سلسلہ یہ اور بھی بڑھ جائے گا

یار بن جائیں گے دس بارہ جہاں
شہر بھی سارا کھنچ آئے گا وہاں

جب کبھی ہوتی ہے یہ بدعت شروع
جب دل اسکی سمت ہوتا ہے رجوع

پردہ پوشی سے لیا جاتا ہے کام
تا کہ شہرہ اسکا ہوجائے نہ عام

اکثر اسکے رخ پہ از راہ ثواب
تیرگی شب کی پڑتی ہے نقاب

آدمی کرتا ہے یہ بھی حوصلہ
گھونٹ دیتا ہے برائی کا گلا

جب مگر ہوتی ہے وہ بڑھ کر جوان
ترک کردیتی جب اپنا مکان

پھر تو لے اڑتی ہے عریانی اسے
پھر نہیں ہوتی پشیمانی اسے

پھر تو بن جاتی ہے آوارہ مزاج
پھر نہیں رہتا کوئی اسکا علاج

دن دھاڑے ناچتی پھرتی ہے وہ
بام شرم و عار سے گرتی ہے وہ

شکل میں جیسے تھی پہلے بد نما
جیسے تھی پہلے سراپا وہ بلا

ویسی ہی رہتی ہے اب بھی بدخصال
ویسی ہی رہتی ہے اسکی چال ڈھال

ڈال لیتی ہے گلے میں جب یہ طوق
اور عریانی کا بڑھ جاتا ہے شوق

باہر آجاتی ہے بے شرم و حجاب
پھر نہیں رخ پر کوئی رہتی نقاب

آرہا ہے صاف یہ مجھ کو نظر
یاد رکھ، ہاں یاد رکھ، اے فتنہ گر!

جو بھلے ہیں وہ رہیں گے تجھ سے دور
اور ہوجائے گا دل آن کا نفور

جان کر مدھوش، دیوانی تجھے
لاش اک سمجھیں گے ربانی تجھے

سامنے انکے جب آئے گی کبھی
آنکھ جب ان سے ملائے گی کبھی

اسقدر تو ان سے دہشت کھائے گی
دل ہی دل میں سہم کر رہ جائے گی

ہو گلے کو ہار سونے کا نصیب
تیری قسمت میں نہیں ایسا نصیب

ہے کلیسا کی جو قرباں گاہ یہ ہے نجات روح کی جو راہ یہ
اس میں ہے تیرا کھڑا ہونا محال داخل اس میں ہو کبھی تو، کیا مجال
تو پہن بھی لے اگر اجلا لباس جا نہیں سکتی کبھی گرجا کے پاس
ہو نہیں سکتی کبھی اس میں شریک لاکھ کا جو گھر ہے بن جائے گا لیک
تیرہ و تاریک کوئی غم کدہ وہ جہنم کی طرح ماتم کدہ
تجھ کو رہنے کو ملے گا ایک دن اس میں تو لے گی بسیرا ایک دن
کچھ اپاہج اور تھوڑے سے فقیر ہوں گے اس زندان کلفت میں اسیر
چشم پوشی بھی خدا نے کی اگر بخشش دی اس نے معاف بھی اگر
تجھ سے نفرت ہی کرے گا اک جہاں
اس سے ممکن ہی نہیں تجھ کو اماں

مرتھا ۔

سونپ دو اب روح تم اپنی خدا کو، سونپ دو
جان یہ تن میں جو باقی ہے، خدا کو سونپ دو
وقت آخر کیا کسی کو ڈانٹنا، پھٹکارنا
خود بھی مرنا اور اس معصوم کو بھی مارنا
لب پہ ایسی گفتگو اس حال میں لانا، یہ کیا؟
سر پہ اپنے بوجھ صلواتوں کا لے جانا، یہ کیا؟

ویلنٹائن ۔

کس لئے ہوتی ہے ناحق گرم تو؟
فاحشہ! ہے کسقدر بے شرم تو
کیوں چلا کرتی ہے قینچی سی زباں؟
ہیں جو سوکھی سوکھی تیری ہڈیاں

ان کو رکھ دیتا مسل کر میں ابھی
ان کو رکھ دیتا کچل کر میں ابھی
مغفرت کی مجھ پہ ہو جاتی نگاہ
بخش دیتا رب مطلق ہر گناہ

گریٹشن -

کیا یہ غضب ہے، میرے بھائی! کیا یہ تجھ پہ قیامت آئی!
اف رے، تجھ پہ عتاب دوزخ ہے در پیش عذاب دوزخ

ویلنٹائن -

اب یہ باتیں لب پہ لانا چھوڑ دے چھوڑ دے، آنسوے بہانا چھوڑ دے
اپنی غیرت، اپنی حرمت کھو چکی ہاتھ اپنی آبرو سے دھو چکی
مجھ کو زخمی ضرب کاری سے کیا خوار کیا کیا اپنی خواری سے کیا
موت کی اب نیند میں سو جاؤں گا محو خواب نیستی ہو جاؤں گا
کوئی دیکھے تو مرے مرنے کی شان اک سپاہی کی طرح دیتا ہوں جان

اب لگائے ہوں اسی سے آس میں
مر کے پہونچوں گا خدا کے پاس میں
(یہ کہہ کر مر جاتا ہے)

[کلیسا]

(نماز ادا ہو رہی ہے - ارگن باجا بج رہا ہے، گانا ہو رہا ہے - گریٹشن لوگوں کے مجمع میں ہے اور اسکے پیچھے روح خبیث کھڑی ہوئی گریٹشن سے کہتی ہے)

جداگانہ پہلے ترا طور تھا
گریٹشن! ترا حال کچھ اور تھا

ترا جو بھی شیوہ تھا معصوم تھا
گنہہ کیا ہے، تجھ کو نہ معلوم تھا
وہ چھوٹی سی بوسیدہ تھی جو کتاب
دعا جس کی ہر ایک تھی انتخاب
دعائیں وہ نہلا کے پڑھتی تھی تو
اسی طرح پروان چڑھتی تھی تو
کبھی نصف کھیل اس میں بچوں کا تھا
کبھی اس میں ہوتی تھی یاد خدا
گریٹشن! ترا دھیان ہے اب کدھر؟
ہے بار گنہہ کسقدر روح پر
ترا مدعا کیا ہے، مطلب ہے کیا؟
دعا اپنی ماں کے لئے اب ہے کیا؟
رگڑ کر ترے ہاتھ سے ایڑیاں
روانہ ہوئی دھر سے تیری ماں
لہو کس کا ہے تیری دھلیز پر؟
ہے بارش نحوست کی ہر چیز پر
ترے دل میں ہیجان بھی کیا ہے کچھ؟
بلا خیز طوفان بھی کیا ہے کچھ
خود اپنے سے اک سمت دھشت زدہ
ہے اک سمت تو اس سے وحشت زدہ
ہے کتنا پر اسرار اس کا وجود
نہ جانے کہاں سے ہے اس کی نمود

گریٹشن -

اف رے! میرا ابتر حال اف رے! یہ امواجِ خیال
میرا دل ہے گہوارا لا تعداد خیالوں کا
آمد و شد ہے ان کی مدام رکنے کا لیں کیونکر نام

(سب کا مل کر گانا)

وہ یوم قیامت، وہ یوم جلال
ہے اس روز کا حیرت انگیز حال
وہ بے تابی جلوۂ آتشیں
پگھل جائے جسکی تپش سے زمیں

روح خبیث -

طیش کا اٹھا جب طوفان لے لی اس نے تیری جان
تیری شمع ہوئی جب گل دینے لگا آواز دھل
قبریں ساری لرزاں ہیں لہریں حشر بد اماں ہیں
اف رے سکون خاکستر دل ترا کروٹ لے لے کر

جلتی آگ میں بھنتا ہے
کتنی سوزش پیدا ہے

گریٹشن -

میں نہ یہاں ہوتی، اے کاش جان نہ یوں کھوتی، اے کاش
اف! یہ ارگن کی آواز اف! یہ صدائے حشر طراز
دل میرا گھبراتا ہے دم ہی الٹا جاتا ہے

یا رب گیت یہ کیسے ہیں؟
دل کو مسلے دیتے ہیں

(سب کا مل کر گانا)

دادر محشر کے آگے بھید سب کھل جائیں گے

جتنے عاصی ہیں، سزا اپنے گنہہ کی پائیں گے

گریشن -

منھہ کو کلیجا آتا ہے جی آوبا سا جاتا ہے

اف! دیواروں، کھمبوں سے ڈھنگ عیاں ہیں وحشت کے

اف رے! یہ بھاری بھاری چھت اور بھی ڈھاتی ہے آفت

بوجھ بنی ہے سینے کا تنگ ہے امکاں جینے کا

ہائے ہے کیسی بند ہوا

کھائے ذرا سا تو جھونکا

روح خبیث -

بدکاری تو لاکھ چھپا عیب نہیں یہ چھپنے کا

کیا یہ ہوا کی خواہاں ہے کیا یہ نور کا ارماں ہے

تجھ پر، وائے، ہزار افسوس!

ہاں ہاں، لاکھوں بار افسوس!

(سب کا مل کر گانا)

ہوں گنہگار، عذر لاؤں کیا خود کو تعزیر سے بچاؤں کیا

کون ہے جو کرے شفاعت آج اولیا تک مدد کے ہیں محتاج

روح خبیث -

دیکھ کر تجھ کو گناہوں میں اسیر

پھیر لیں گے تجھ سے منھہ روشن ضمیر

ہاتھ تجھ سے کیا ملائیں پاک باز

ان کو ہے حد درجہ تجھ سے احتراز

هو رهی هے کسقدر درگت تری
کتنی وحشت ناک هے حالت تری
(سب کا مل کر گانا)
هوں گنہگار عذر لاؤں کیا
خود کو تعزیر سے بچاؤں کیا

گریٹشن -

یہ جینا هے کوئی؟ یہ جینا هے کیا؟
بہن ! دو نمک سونگھنے کو ذرا
(غش کھا کر گر پڑتی هے)

[وال پرگس کی رات]

{ مئی کی ایک شام - شیرکے (۱) اور ایلینڈ (۲) کے نواحی علاقے میں کوهستان هرز (۳) }

(شیطان اور فاؤسٹ آتے هیں - شیطان کہتا هے)

جھاڑو پر چڑھنے کے لئے، آپ نہیں شاید تیار
موٹا تازہ بکرا هے، مجھ کو تو صاحب، درکار
منزل اتنی دور هے کچھ، ایسے پیدل چلنے سے
اسکا کون ٹھکانا هے، کیا جانے کب پہونچیں گے

فاؤسٹ -

جب تک مرے پیروں میں هے رفتار کا یارا
میرے لئے کافی هے گرہ دار یہ ڈنڈا

Harz (۳) Elend (۲) Schierke (۱)

کیا فائدہ اک روز میں کٹ جائے جو رستہ
کچھ بھی نہیں تیزی سے جھپٹنے کا نتیجہ
ہے وادی پر پیچ جو یہ خلد بداماں
ہوں اس میں سبک رو صفت سرو خراماں
اونچی جو چٹانیں ہیں کریں ان کی چڑھائی
تقدیر کی مانند رہے ان پہ رسائی
دیکھیں وہ ابلتے ہوئے چشموں کی روانی
مستی میں شب و روز وہ بہتا ہوا پانی
یہ سب ہوں تو پھر بادیہ گردی کا مزا ہے
ساماں نہ اگر یہ ہوں تو پھر لطف ہی کیا ہے
جنگل میں صنوبر کے بہاروں کی ترنگیں
وہ لمس سموریں سے تموج، وہ امنگیں
سرشاری ماحول کا وہ کیف نہایت
کر جائے نہ کیوں جھوم کے اعضا میں سرایت

شیطان -

مجھ کو تو اس کی خبر خاک نہیں   مجھ پہ تو اسکا اثر خاک نہیں
سرد جاڑے سے بدن ہے میرا   جامۂ برف کفن ہے میرا
جسم ٹھٹھرا ہے، گلا جاتا ہے   یخ کے قالب میں ڈھلا جاتا ہے
مجھ سے تو دل کا تقاضا ہے یہی   یہی ارماں ہے، تمنا ہے یہی
ہو جدھر میرے سفر کا رستہ   کچھ نہ ہو برف کے، پالے کے سوا
آج کچھ دیر سے نکلا ہے چاند   کسقدر نقش میں دھیما ہے چاند
اسکا ہالہ جو ہے سرخی مائل   اسکا حلقہ ہے جو سرخی مائل

صورت شمع وہ افسردہ ہے یہ وہ غنچہ ہے جو پژمردہ ہے
روشنی چاند لٹاتا ہی نہیں صاف رستہ نظر آتا ہی نہیں
پیڑ ہو بیچ میں حائل کہ چٹان ہے تصادم کا ہر اک سے امکان
آپ کے حکم کا ہے صرف سوال میں پکڑ لاؤں اک اگیابیتال

دیکھئے سامنے آپ ایک نظر
کس مزے کی یہ تجلی ہے ادھر

(اگیابیتال سے)

سنتا ہے، اے میرے بھائی! کر دے میری راہ نمائی
کیوں بیکار چمک کھوتا ہے کیوں تو یہ روشن ہوتا ہے

مجھ پر کرم تو یہ فرما دے
راہ مری ہے کون؟ بتا دے

اگیابیتال ۔

پاؤں رکھتے ہیں تو بس سیماب وار چال ہوتی ہے ہماری لہردار
لاابالی سا جو ہے اب تک مزاج آپ کے ڈر سے بدل دوں شاید آج

شیطان ۔

صاف ظاہر کچھ ترا منشا نہیں ساتھ چلنا ہے ہمارے یا نہیں
یوں ہی کیا باتیں بنائے جائے گا پرکٹی اپنی اڑائے جائے گا
لائے گا جاکر کہاں سے ان کی عقل؟ کیا کرے گا خاک انسانوں کی نقل؟
شائبہ تجھ میں کہاں انسان کا نام لینا ہے تو لے شیطان کا
تجھ کو چلنا ہے تو میرے ساتھ چل دیکھ ناحق تو نہ یوں پہلو بدل
ورنہ ایسی پھونک ماروں گا ابھی ختم ہو جائے گی تیری زندگی
ٹمٹماتا سا جو ہے اسکا چراغ دم میں بن جائے گا بے مے کا ایاغ

موت بن کر تیری شامت آئے گی
تیری شمع زندگی بجھ جائے گی

اگیابیتال ۔

میں جان گیا، میں مان گیا ہاں ہاں، بالکل پہچان گیا
مالک سرکار ہمارے ہیں صاحب مختار ہمارے ہیں
خم آپ کے آگے سر ہے مرا جو حکم بھی دیں وہ لاؤں بجا
یہ خوب سمجھ لیں آپ مگر سب ہیں جادو کے زیر اثر
سارا پربت ہے سحر زدہ ہے آج یہ اک نیرنگ کدہ
ہم سے ایسے بیتالوں کو ہم جادو ٹونے والوں کو
رہبر تو بنایا ہے اپنا لیکن یہ رکھیئے یاد ذرا
گمراہ ہمیں ہو جائیں اگر الزام نہ رکھیئے گا ہم پر
ہو جائیں گے سارے انکاری
سب آپ کی ہے ذمہ داری

(فاؤسٹ شیطان اور اگیابیتال کے ساتھ آتا ہے اور تینوں باری باری گاتے ہیں)

ایسا ہوتا ہے معلوم ہے اک دنیائے موہوم
جادو کے ہیں جس میں ڈھنگ خواب سے ہیں جس میں نیرنگ
جس میں ہم سب بے چارے پھرتے ہیں مارے مارے
ہم کو ہماری راہ دکھا ہو تیری توقیر سوا
جلدی سے ہم پہونچیں لمبے چوڑے جنگل میں
باری باری سب اشجار برق سی رکھتے ہیں رفتار
خوب طرارے بھرتے ہیں بے حد تیز گذرتے ہیں

زد میں ہوا کی آتے ہیں پربت جھٹکے جاتے ہیں
تیز ہواؤں کے جھونکے ٹکراتے ہیں چٹانوں سے
اف رے اسکی مہیب آواز! بولنے کا پر ہول انداز!
ندیوں نالوں میں یہ زور اف رے انکا باہم شور!
پربت کی راہوں میں بھی اور چراگاہوں میں بھی
انکا رو میں بہا کرنا یوں مواج رہا کرنا
آج تو میرے کانوں میں پربت کے ویرانوں میں
مستانہ ان نغموں کی درد بھرے ان نالوں کی
خوب صدائیں آتی ہیں ایسی ہوائیں آتی ہیں
زندگی پچھلی فردوسی رکھتی ہے دھن درد بھری
اس کی پر تاثیر آواز وہ فریاد سوز و گداز
درد محبت کی وہ چیخ کرب الفت کی وہ چیخ
ہائے ، ہماری امیدیں! پیاری پیاری امیدیں!
ہائے ، ہمارا جذبۂ عشق! ہائے ہمارا گریہ عشق!
ساز ہستی کی یہ گونج جوش و مستی کی یہ گونج
ماضی کا جو حصہ ہو ایک پرانا قصہ ہو
ڈھل ڈھل کر انسانوں میں آتی ہو ان کانوں میں
سننا کتنی حشر گداز دیتا ہے گھگھو آواز
کیا ہیں اب محروم قرار رات کی سب چڑیاں بیدار
لمبی ٹانگوں سے پرکار موٹے تُوند کے ہیں جاندار
اور جڑیں یہ پیڑوں کی دفن جو ہیں بے حد گہری
ریت چٹان (۱) سے نکلی ہیں لمبی لمبی کیسی ہیں!

---

(۱) یہ لفظ مرکب بنایا ہے، مراد ہے ریت کی چٹان۔

سانپوں سی بل کھاتی ہیں بل کھاتی، لہراتی ہیں
جن سے ہم سب ڈر جائیں بے موت آئے مر جائیں
بن کر پیروں کی زنجیر کر لیں بڑھ کر ہم کو اسیر
سوکھے پیڑ ہیں خوش عنوان پڑ گئی ان میں تازہ جان
اپنے سنگیں پنجوں کو اپنے سخت شکنجوں کو
کچھ اسطرح بڑھاتے ہیں رہرو پر چھا جاتے ہیں
جیسے کوئی مکڑی ہو جس نے مکھی پکڑی ہو
لاکھوں چوہے خیل بہ خیل مثل دریا سیل بہ سیل
نیچی جھاڑیوں میں ہیں دواں کائی کے اندر ہیں رواں
جگنو دل کے دل دلدار ظلمت میں وہ تجلی بار
اپنی منزل سے مانوس رہتے ہیں ہمراہ جلوس
جو ہے بکھرا سا جو ہے پھیلا پھیلا سا
ہم ہیں یہاں پر استادہ یا بڑھنے پر آمادہ
جو بھی شے ہے گرداں ہے گویا گردش دوراں ہے
پیڑ، درخت اتراتے ہیں منھہ ہر وقت چڑاتے ہیں
ہیں روشن خورشید مثال
کتنے ہی اگیابیتال!

شیطان۔

دل پہ طاری اسقدر وحشت ہے کیوں؟
تھام لیں دامن مرا، دہشت ہے کیوں؟
کس لئے آخر ہے اتنا اضطراب؟
یہ تو اک چھوٹی سی چوٹی ہے جناب!

ڈالتا ہے اس پہ چڑھ کر جب نظر
اس کے شیطانی خزانے پر بشر
زرد پڑ جاتا ہے اسکے منھہ کا رنگ
ہوش کھو دیتا ہے رہ جاتا ہے دنگ

فاؤسٹ ۔

شفق صبح کی مانند یہ پرھول ضیا
سارے پربت پہ ہے ڈالے ہوئے ڈیرا اپنا
جا کے ہے جلوہ فگن غار کی گہرائی میں
دامن اسکا فلک آثار ہے پہنائی میں
بھاپ اٹھتی ہے، کہیں گیس سے دم گھٹتا ہے
کہر کے پردۂ سیمین سے چمک پیدا ہے
چمک اس کی ہے کہ باریک سا دھاگا کوئی
اپنا یہ جلوہ پر نور دکھاتی ہے کبھی
دامن کوہ میں تا دور بچھائے ہوئے جال
ہر نفس دیدۂ بینا کو دکھاتی ہے جمال
رہ گئی ہے کسی کونے میں سمٹ کر محدود
ہر اک انداز میں ہے باعث حیرت یہ نمود
دیکھنا سامنے چنگاریاں ننھی ننھی
کیسی لگتی ہیں یہ دم دم پہ دھکنے سے بھلی!
ریت صحرا میں سنہری چمک اٹھے جیسے
کہکشاں چرخ بریں پر دمک اٹھے جیسے
وہ جو چوٹی سر کہسار نظر آتی ہے
اور بھی اس پہ ضیا بار نظر آتی ہے

شیطان -

زر و دولت کے نورانی خدا نے نہایت شان سے اس دیوتا نے
جو کی ہے منعقد دعوت کی تقریب خوشی کی یہ، مسرت کی یہ تقریب
تجلی کا وہ سرمایہ لٹایا محل سارا کا سارا جگمگایا
نظر میں لائیے لطف خدا کو دعائیں دیجیے بخت رسا کو
تماشا دیکھنے کو مل گیا یہ خدا نے کر دیا موقع عطا یہ

جو مہماں ہیں وہاں ہنگامہ آرا
میں سن سکتا ہوں انکا شور سارا

فاؤسٹ -

ہے رفتار ہوا کی تیز ہے یہ کتنی وحشت خیز
اف رے، زور تھپیڑوں کا! اف رے، شور تھپیڑوں کا!

کھوپری پھوٹی جاتی ہے
گردن ٹوٹی جاتی ہے

شیطان -

بس اب پسلیاں ان کی جکڑے ہی رہئے
چٹانوں کو مضبوط پکڑے ہی رہئے
ہوا کے تھپیڑوں سے ہو کر پریشاں
نہ ہو جائیے گا کہیں آپ حیراں
ذرا بھی اگر ڈھیل فرمائیے گا
بڑے زور سے کھڈ میں گر جائیے گا
یہ کہرا جو ہر سمت چھایا ہوا ہے
جو طوفاں سا اسکا یہ آیا ہوا ہے

دم شب اندھیرا سا کچھ ہے اندھیرا
جمائے ہیں تاریکیاں اپنا ڈیرا
نہ ہوجائیں پراں کہیں ہوش سب کے
ہواوں کے جھکڑ ہیں یہ کس غضب کے!
پریشان ہیں فرط وحشت سے الو
سر اپنا چھپاتے ہیں دہشت سے الو
پھٹے جا رہے ہیں ستوں جو ہرے ہیں
یہ ایوان فطرت کو تھامے ہوئے ہیں
درختوں کی شاخوں کا یہ ٹوٹ جانا
دھما دھم یہ گرنے کی آواز آنا
مناظر ان آنکھوں نے کیا یہ دکھائے
غضب ہے، غضب ہے، خدا ہی بچائے!
ہے پرھول یہ چرچرانا تنوں کا
جڑوں کے اکھڑنے سے ہے شور برپا
درختوں کے گرنے کا عالم ہے یہ کیا
لگا ہے بہرسمت اک ڈھیر ان کا
پہاڑوں کے درے پٹے جا رہے ہیں
دلاویز رستے کٹے جا رہے ہیں
ہوائیں بڑا غل مچاتی ہیں ان میں
اک انداز سے سرسراتی ہیں ان میں
صدائیں جو اوپر سے یہ آرہی ہیں
صدائیں یہ دور اور نزدیک کی ہیں

بڑے زور سے آپکے گوش زد ہیں
شمار انکا ہو کیا، کہ یہ لاتعد ہیں
ترانے ہیں یہ سحر پرور ترانے
بڑے راحت افزا ہیں جادو کے گانے
ہے سارا پہاڑ ان سے مسحور کیا کیا
ہے ساری فضا ان سے معمور کیا کیا

(جادو گرنیوں کا کورس)

ہیں بروکن (۱) کو رواں آج جادو گرنیاں
بالیاں ہیں سبز فام خشک ہیں ڈنٹھل تمام
جمع ہے اک ازدحام ہے جو یہ اونچا مقام
اس پہ ہیں جلوہ کناں ایک بزرگ فلاں
ہاں میان دشت و کوہ بڑھ چلے سارا گروہ
بوے بز (۲) اتنی کثیف آ گئی بڑھیا ضعیف

(ایک آواز)

آگئی ہے دیکھنا کس شان سے مستانہ وار
باوبو (۳) بڑھیا اکیلی ایک سورنی پر سوار

(سب کا مل کر گانا)

عزت والوں کی عزت ہو باوبو بی بی آگے ہیں
انکی سورنی بوڑھی باڑھی، ہم سب انکے پیچھے ہیں

---

(۱) Brochen (۲) بز بمعنی بکرا۔ (۳) Baubo

(ایک آواز)

کس نے تجھ پہ کیا ہے جادو؟ کس رستے سے آئی ہے تو؟

(دوسری آواز)

آئی ہوں میں یہاں تو بارے السن اسٹیپ (۱) کی طرف سے
الو بیٹھا تھا گھونسلے میں بالکل تنہا تھا گھونسلے میں
میں نے اسے جھانک کر جو دیکھا روشن آنکھوں میں چاند سا تھا

حیرت وہ بنا ہوا سراپا
مجھکو رہ رہ کے گھورتا تھا

(تیسری آواز)

آخر اتنی تیزی کیوں؟ ایسی وحشت خیزی کیوں؟
جا دوزخ میں فوراً جا! جا تو اُس میں آگ لگا!

(ایک اور آواز)

آ گئی میں تو عاجز اس سے کیسے نحس قدم تھے اس کے
اسکی یہ بد فال سواری کر گئی دل میں زخم کاری

(سب کا مل کر گانا)

رستہ ہے لمبا چوڑا
کیوں ہے یہ دھکم دھکا
چبھ چبھ جاتی ہے جھاڑو
دل برماتی ہے جھاڑو

---

(۱) Ilsensteep

پاوں یہ کیسا پڑتا ہے؟
بے حد پنجہ گڑتا ہے!
گھٹتا ہے بچے کا گلا
پیٹ دردیدہ ہے ماں کا
(جادو گروں کا نصف کورس)
ہم پہ سستی تمام طاری ہے
چال گھونگھوں کی سی ہماری ہے
عورتیں کتنی دور جا پہونچیں
چال ان کی ہماری طرح نہیں
گھر ہو شیطان کے اگر جانا
یہ ہی منشا اگر ہو عورت کا
اٹھتے ہیں اس کے برق وار قدم
آگے رہتی ہے وہ ہزار قدم
(جادو گرنیوں کا گانا)
اسکو غلط ہم کیوں جانیں اس کا برا ہم کیوں مانین
عورت لاکھ ہو تیز قدم مردوں سے ہے پھر بھی کم
عورت لاکھ کرے تیزی اور ہی کچھ ہے بات اس کی
مرد جہاں کرتا ہے جست
دے دیتا ہے اس کو شکست
(اوپر سے آواز آتی ہے)
فیلسن میر (۱) سے چل کر
آ جاؤ اب تم اوپر

---

(۱) Felsenmere

(نیچے سے آوازیں آتی ہیں)

ہمکو تو ہے پہلے ہی بلندی کی تمنا

ہے سر میں بس ایک رفعت کہسار کا سودا

ہم پاک ہیں، اب صاف نہا دھو کے ہوے ہیں

شفاف سے شفاف، نہا دھو کے ہوے ہیں

دل حسرت و اندوہ سے ناشاد رہے گا

دائم غم محرومی اولاد رہے گا

(ڈبل کورس)

ستارے ڈوب گئے ہیں تو ہے خموش ہوا

چھپائے ہے کہرآلود چاند سر اپنا

جو ازدحام ہے جادوگروں کا خیل بہ خیل

جھپٹ رہا ہے سمندر کی طرح سیل بہ سیل

وہ التہاب ہے، شعلے ہزار اٹھتے ہیں

ہزار اٹھتے ہیں اور بار بار اٹھتے ہیں!

(نیچے سے آواز آتی ہے)

یارو کام تحمل سے لو

ٹھہرو، ٹھہرو، ٹھہرو، ٹھہرو

عقل سے تم کو کام نہیں ہے

دانائی کا نام نہیں ہے

(اوپر سے آواز آتی ہے)

نیچے در پر پکارتا ہے کون؟ دیکھو، آواز مارتا ہے کون؟

(نیچے سے آواز آتی ہے)

ہاتھوں میں مرا بھی ہاتھ لے لو
مجھکو بھی تم اپنے ساتھ لے لو

نا کام رہا ہوں میں بہر حال
اب تک گزرے ہیں تین سو سال

جب سے پربت پہ چڑھ رہا ہوں
یوں تو میں سن میں بڑھ رہا ہوں

دشوار اتنی ہے یہ چڑھائی
اب تک نہیں بام پر رسائی

احباب جو کوہ پر ہیں میرے
پہونچوں میں ان کے پاس کیسے؟

(ڈبل کورس)

کوئی چڑھا ہے جھاڑو پر
کوئی ڈنڈے پر ہے سوار
بیٹھا ہے پنجے پہ کوئی
کوئی بکرے پر ہے سوار
جو بھی اوپر جانے سے
آج کے دن رہ جائے گا
اس کو سمجھے گی دنیا
اک انسان گیا گزرا

(نیچے سے نوآموز جادو گرنی گاتی ہے)

ٹُتو کرتی ہوں کب سے
رہ گئی پیچھے میں سب سے

گھر پر چین آتا بھی نہیں
مجھ سے چلا جاتا بھی نہیں

(جادو گرنیوں کی جماعت گاتی ہے)

لیپ سے جادو کے ہر بڑھیا میں آجاتی ہے جاں
چیتھڑے ہلتے ہوے بنتے ہیں اس کے بادباں
ہے اگر اڑنا، تو ہے موجود کشتی بھی یہاں
آج شب کو جو نہ اڑ پائے، ہے مردود زماں

(ڈبل کورس)

چوٹی پر ہو جائے رسائی پھر اتریں سب کے سب بھائی
ساری جھاڑیوں میں بے دقت پھیلیں ٹڈی دل کی صورت
(سب کے سب زمین پر اتر پڑتے ہیں اور شیطان کہتا ہے)

یہ اتنی بھیڑ، یہ مجمع، یہ ہو حق
ہونق سے ہیں لوگ اس میں، ہونق
یہ ان کا چیخنا، سیٹی بجانا
بکا و آہ کرنا ، غل مچانا
یہ لپاڈگیاں، اتنی دھکا پیل
زباں ان کی ہے یا چلتی ہوئی ریل
مٹکنا، یہ چمکنا، یہ بدکنا
یہ اینٹیں مارنا ، بیکار بکنا
یہ بدبو، یہ طپش، گردش یہ پہیم
یہ ان میں ہر طرف وحشت کا عالم

یہ اک قلعہ ہے جادوگرنیوں کا

ہے کھیل اسکا کچھ ایسا ہی انوکھا

مرا ہاتھ آپ مضبوطی سے پکڑیں

مجھے ساتھ آپ رکھیں اس سفر میں

اگر ہوں گے ذرا بھی آپ ڈھیلے

جدا ہو جائیں گے اک دوسرے سے

مرے پاس آپ جلدی آئیے تو

کہاں اسوقت ہیں، فرمائیے تو؟

(فؤاسٹ دور سے کہتا ہے)

بتادوں میں آخر، کہاں ہوں، کہاں؟

یہاں ہوں، یہاں ہوں، یہاں ہوں، یہاں!

شیطان۔

حضرت، اتنی دور کہاں ہیں؟ کیا میرے سرکار وہاں ہیں؟

ہوش ہیں گم، گھبرا ہی گئے ہیں اس ریلے میں آ ہی گئے ہیں

کام حکومت سے میں لوں گا سر نہ کسی کا اٹھنے دوں گا

ہٹ جانا، بچ جانا یارو! شور نہ اب یہ مچانا یارو!

ذات ان کی ہے وجہ تحیر

آتے ہیں وولانڈ بہادر (۱)

(فاؤسٹ سے)

اے حضرت علامہ میرے! ہاتھ یہ میرا پکڑے رہئیے

---

(۱) Voland ، فلپ دین کے ترجمے کے مطابق۔ لیتھم نے اپنے ترجمے میں ''کلوٹی'' کا نام استعمال کیا ہے۔

جلدی چلئے، جلدی چلئے بھیڑ بہت ہے اس سے نکلئے
اف رے، اتنی بد تمیزی! کوئی حد ہی نہیں ہے جسکی
لوگ یہ شاید کوئی بلا ہیں میرے بھی اوسان خطا ہیں
دیکھئے دور پہ وہ شے کیا ہے؟ نور سا کچھ وہ نظر آتا ہے
اس میں خاص درخشانی ہے تابانی سی تابانی ہے
اس جھاڑو میں جادو کیا ہے دل تسخیر ہوا جاتا ہے
بس ہی نہیں کچھ چلتا میرا کیا ہے تعلق اس کا میرا

آیئے بھاگ چلیں چپکے سے
فائدہ کیا دھکے کھانے سے!

فاؤسٹ۔

آپ بھی حضرت بڑے استاد ہیں واقعی مجموعۂ اضداد ہیں
میں تو ہوں بس آپکے پیچھے رواں آپ لے چلئے مجھے چاہے جہاں
یہ سمجھنے سے ہوں میں قاصر زرا مصلحت کیا، اس میں دانائی ہے کیا
والپرگس بھی ہے یہ کیسا مقام رات کے وقت اس میں کرنا ہے قیام
آئے ہیں طے کر کے کتنا فاصلہ مرحلہ سا پیش تھا، یہ مرحلہ

ہم بروکن (۱) اس لئے آئے ہیں کیا؟
بیٹھ جائیں ہو کے اک اک سے جدا!

شیطان۔

دیکھئے نقشے کیسے ہیں؟
رنگ برنگے شعلے ہیں

---

(۱) Brocken

اس میں نہیں ہیں ہم تنہا
حلقہ اک ہے یہ چھوٹا سا
خرم و شاداں کتنی ہے
یہ صحبت تفریحی ہے

فاؤسٹ۔

ہے مرا اور ہی خیال مگر چاہتا ہوں وہیں رہوں جا کر
دیکھنا روشنی یہ کیسی ہے لہر ہی لہر کچھ دھوئیں کی ہے
ولولہ دل میں جشن عام کا ہے شوق ابلیس کے سلام کا ہے
لوگ امڈے چلے ہی آتے ہیں سر ماحول چھائے جاتے ہیں
راز پنہاں عیاں بہت ہوں گے
حل معمے وہاں بہت ہوں گے

شیطان۔

بڑی مشکلیں ہم کو پیش آئیں گی کئی گتھیاں اور پڑ جائیں گی
ہو کیوں غم؟ ہمارا بگڑتا ہے کیا؟ بپا ہوں، بپا ہوں، یہ فتنے بپا
اکیلے یہاں یونہی رہ لیں گے ہم مصیبت جو آئے گی سہ لیں گے ہم
ازل سے یہ دنیا کا دستور ہے مقولہ یہ ہر سمت مشہور ہے
جو ہے سامنے یہ جہان کبیر ہیں انساں کی دنیائیں اس میں صغیر
الگ انکی تشکیل کرتا ہے یہ وہ معراج تخیل کرتا ہے یہ
ذرا دیکھئے تو اٹھا کر نظر وہ ہیں ساحرہ عورتیں جلوہ گر
وہ عریاں بدن کیسی استادہ ہیں بہت بے لباسی کی دلدادہ ہیں
وہ بدکار بڑھیاں بھی ہیں بے ہراس بھلی لگ رہی ہیں پہن کر لباس
ذرا ان سے ہنس بول کر دیکھئے ہیں پہ بھی بڑی فتنہ گر دیکھئے

بڑا لطف، بے حد مزا آئے گا دل اس سے بہت کچھ بہل جائے گا
ھے زحمت تو اس میں ذرا دیر کی رھے گی مگر بیشتر دل لگی
صدا ھے جو باجوں کی یہ بے تکان نہ رہ جائیں پھٹ کر کہیں اس سے کان
جواسکا بھی انساں ھوخو گر توخوب چڑھے اسکا جادو جو دل پر تو خوب
مرے ساتھ کرتے ھی رھئے سفر نہیں آپ کو اس سفر سے مفر
میں ھو جاونگا اسکی جانب رواں میں لے جاونگا آپکو بھی وھاں
نمایاں نیا اس سے عنوان ھو کہ تجدید پیماں کا امکاں ھو
خیال آپکا بولئے اب ھے کیا ؟ جو پیش نظر ھے وہ مطلب ھے کیا؟
نہیں ھے یہ چھوٹا سا کوئی مقام ھر اک سمت لوگوں کا ھے ازدحام
عجب رنگ ھے تا بہ حد نظر عجب ڈھنگ ھے تا بہ حد نظر
نمودار اک صف میں ھیں سو الاو ذرا دیکھئے آپ یہ رکھ رکھاو
کہیں ھے جو خلد نظر ناچ رنگ گپیں اڑ رھی ھیں کہیں بے درنگ
کہیں پخت ویز کے جو آثار ھیں کہیں شغل میں محو مے خوار ھیں
لنڈھاتے ھیں جام و سبو بادہ‌خوار کہیں کوئی ھے محو بوس و کنار

یہی ھے یہی ، زندگی کا مزا
سوا اس کے ھے اور دنیا میں کیا؟

فاؤسٹ۔

یہ تو بتایئں اس افسانے کا کیا ھوگا عنوان؟
جادوگر بن کر جایئں گے یا بن کر شیطان؟

شیطان۔

ایسا تو ھوتا ھے اکثر پھرتا ھوں میں بھیس بدلکر
دن دربار کا ھوتا ھے جب مل جاتا ھے جب کچھ منصب

تمغوں کی ھوتی ھے نمائش ھوتی ھے ان سے زیبائش
فخر نہیں یہ پھر بھی میسر باندھوں میں فیتہ زانو پر
ھیں نورانی روز ازل سے معرکہ میرا، سم گھوڑے کے
رینگتا گھو نگھا وہ آتا ھے مجھکو یہ بے حد بھاتا ھے
اس نے مجھے پہچان لیا ھے میں ھوں کون یہ جان لیا ھے
میں تو اگر چاھوں بھی ایسا نا ممکن ھے جینا میرا
روشن اب یہ الاؤ ھیں جتنے آئیے پہونچیں ھم پاس انکے
آپ کو ھے شادی کا ارماں آپ ھیں اپنے عقد کے خواھاں
آپ کی جانب سے میں تنہا کر لیتا ھوں عشق کا سودا

(شیطان فاؤسٹ کو لے کر ان غوطہ خوروں کے پاس لے جاتا ھے جو بجھتے ھوے انگاروں کے گرد بیٹھے ھوے ھیں۔ شیطان فاؤسٹ سے کہتا ھے)

آخر آپ انساں کیسے ھیں؟ سب سے ھٹکر کیوں بیٹھے ھیں؟
آپ جو بھیڑ میں بیٹھے رھتے نو عمروں میں جلسے رھتے
جب میں آپ کا پانی بھرتا فی الواقع مداحی کر تا
گھر پہ اکیلے بیٹھے رھنا پڑ جائے جیسی بھی، سھنا
اس کے تو موقع ھیں کافی
بے حد ھے گنجائش اس کی

سپہ سالار۔

ھے کچھ حال عجب قوموں کا ان پر ھے دشوار بھروسا
ان کے لئے تا حد امکاں سب کچھ کر دیتا ھے انساں
پھر بھی مستورات کی صورت رھتی ھے جاری یہ حالت

نو عمروں پر یہ مرتی ہیں
سب کچھ ان کے لئے کرتی ہیں

وزیر۔

ہے چلن کچھ عورتوں، مردوں کا ایسا آجکل
ہو رہی ہے راہ سے بے راہ دنیا آجکل
آدمی عہد گزشتہ کے غنیمت تھے بہت
نکتہ ور تھے، صاحب فہم و فراست تھے بہت
دور دورہ جب تھا اپنا، عہد زریں تھا وہی
زندگی تھی اس زمانے کی حقیقی زندگی

ساہوکار۔

ہم لوگ بھی کچھ نادان نہ تھے ہرگز گمرہ انسان نہ تھے
مانا کہ گنہ ہم نے بھی کئے اعمال سیہ ہم نے بھی کئے
ہر بات مگر آج الٹی ہے رفتار جہاں یہ کیسی ہے
اے کاش کہ پھر ہو جائے وہی
دنیا کی جو حالت پہلے تھی

مصنف۔

نظر سے آج تک گزری نہیں کوئی کتاب ایسی
ہو جس میں درمیانی مرتبے کا ایک مضمون بھی
ہماری نسل کے افراد یہ نو خیز جتنے ہیں
ارسطوے زماں سے کم نہیں خود کو سمجھتے ہیں!

(شیطان ضعیف العمر بن جاتا ہے اور کہتا ہے)

ساحرہ عورتوں کے پربت پر آخری بار ہے مرا یہ سفر

ہے مری کیفیت ہی کچھ ایسی مجھے محسوس ہو رہا ہے یہی
اسلئے ہو رہے ہیں سب تیار کہ قیامت کے ہیں عیاں آثار
چشمہ زندگی ہے اتنا خشک اسقدر ہوگیا یہ دریا خشک
میرے مینا میں اب شراب نہیں اس میں پہلا سا التہاب نہیں

نہیں اسکے قیام کا کچھ ٹھیک
اختتام جہاں بھی ہے نزدیک

(جادو گرنی خوردہ فروشی کی دوکان لگائے بیٹھی ہے اور کہہ رہی ہے)

کس طرف کا ہے قصد، اے لوگو؟ کچھ تامل کرو، ذرا ٹھہرو
کام تم عقل و ہوش سے لینا کہیں موقع نہ یہ گنوا دینا
نگہ غور مال پر ڈالو چن کے، حسب پسند سودا لو
ہے مہیا طرح طرح کا مال نہیں کوئی مری دکاں کی مثال
چیز ایسی نہیں کوئی اس میں نہ ہو امکاں گزند کا جس میں
اس سے انساں کا بھی ہوا نقصان اس سے پہنچا ہے دھر کو بھی زیان
اس میں خنجر نہیں کوئی ایسا خوں نہ جس سے بہا ہو دنیا کا
اس میں ایسا پیالہ ہے عنقا زھر قاتل نہ جس سے نوش ہوا
زیور ایسا نہیں کوئی اس میں نہیں تسخیر کا عمل جس میں
بھولی بھالی نگاہ شوق کوئی کر چکی ہو نہ آرزو جس کی
اس میں ایسی نہیں کوئی تلوار نہ ہوا ہو عدو پہ جس کا وار

سر نہ اس کا کبھی اتارا ہو
جانب پشت سے نہ مارا ہو

شیطان۔

تم کو ہوا، کیا علم اسکا؟ آج ہے کیا دنیا کی ہوا
ماضی کا ہے ذکر فضول اب تم اسکو جاؤ بھول
رکھو سب سامان نیا ہو اس کا عنوان نیا
ہوتی ہے جو چیز نئی لگتی ہے بے حد اچھی
اس کا تو کیا کہنا ہے
اس کی طرف دل کھنچتا ہے

فاؤسٹ۔

ڈھب ہے یگانہ اس میلے کا کیا ہے ٹھکانا اس میلے کا
فرط خوشی سے پھول نہ جاوں خود کو کہیں میں بھول نہ جاوں

شیطان۔

اوپر سب کو جانا ہے کتنا دھکم دھکا ہے
اف ہیں کیسے آپ انساں بیٹھا ہے یہ دل میں گمان
جان کی بازی کھیلتے ہیں بھیڑ کو آپ ڈھکیلتے ہیں
حالانکہ اس ریلے میں پھنس کر ٹھیلم ٹھیلے ہیں
خود سب سے ٹکراتے ہیں
اس رو میں بہ جاتے ہیں

فاؤسٹ۔

کون ہے؟ آیا ہے یہ کس طور سے؟

شیطان۔

یہ للتھ (۱) ہے دیکھئے تو غور سے

---

(۱) Lilith

فاؤسٹ۔

یہ للتھ ہے کون؟ یہ کیا نام ہے؟
کیوں یہ آئی ہے یہاں؟ کیا کام ہے؟

شیطان۔

تخلیق اس سے عالم کی ہے پہلی بیوی آدم کی ہے
دیکھئے تو اس کی رعنائی دنیا ہے اس کی شیدائی
گالوں میں کتنی نزہت ہے! بالوں کی دلکش رنگت ہے!
اس کا سہرا ہے سر اس کے بال نہیں، ہیں زیور اسکے
کوئی جواں جب نادانی سے پھنس جاتا ہے دام میں اسکے
ھو جاتا ہے اس کا فدائی
پاتا ہے پھر شاذ رہائی

فاؤسٹ۔

دیکھنا دو عورتیں بیٹھی ہیں وہ دیکھنا، حیرت اثر کتنی ہیں وہ
ایک بوڑھی، ایک ہے ان میں جواں ہے یہی دونوں کی صورت سے عیاں
خوار و خستہ ناچ کی کثرت سے ہیں
فتنہ پرور شکل سے، صورت سے ہیں

شیطان۔

اس سے ہے اجتناب ناممکن ناچ ہی ناچ ہے، بس آج کے دن
پھر وہ ظاہر ہیں رقص کے انداز دیکھئے، پھر وہ ہو گیا آغاز
آج کے دن تو بس یہی ہے ٹھیک
کیوں نہ ہو جائیں اس میں ہم بھی شریک

(فاؤسٹ ایک نو عمر جادوگرنی کا ہاتھ پکڑ کر ناچتا ہے اور گاتا ہے)

اک روز اک خواب میںنے دیکھا اک پیڑ تھا سیب خوش نما کا
دو سیب اس میں لٹک رہے تھے تاروں کی طرح چمک رہے تھے
ایسی کچھ بھوک کی تھی شدت لٹو ان پر ہوئی طبعیت

اس شوق میں حد سے بڑھ گیا میں
اس پیڑ پہ جھٹ سے چڑھ گیا میں

نازنین۔

لگا تھا پیڑ یہ جنت میں جب سے تھا واقف آپ کے حسن طلب سے
کچھ ایسی خوشنمائی ان میں پائی طبیعت آپ کی سیبوں پہ آئی

لگا تھا پیڑ یہ جنت میں جب سے
تھاواقف آپ کے حسن طلب سے
مجھے تسلیم ہے یہ صدق دل سے
کہ میرے باغ میں ہیں پیڑ اسکے

(شیطان ، بڑھیا جادوگرنی کے ساتھ)

دیکھا اک روز میں نے یہ خواب
گلشن کی فضا تھی جس میں نایاب
اک پیڑ میں ایک خول سا تھا
تھا منھہ کے لحاظ سے یہ چوڑا
لیکن میرے لئے تھا موزوں
میں ہو گیا اس پہ دل سے مفتون

بڑھیا جادو گرنی۔

کھر، بیچ سے منقسم ہو جسکا دل سے اس کو سلام میرا
لادے مضبوط ایک کھمبا کیا خول سے اسکے خوف کھانا

(تخیل کا محتسب) (۱)

اے بدنصیب روحو، تم کیا یہ کررہی ہو؟
ہے رنگ کیا تمھارا، کیا روپ بھر رہی ہو؟
ہے یہ تو غیر ممکن، ایسا کہیں ہوا ہے؟
دعوے یہ کیا ابھی تک ثابت نہیں ہوا ہے؟
شاید یقین کر لے انسان ہو جو سادہ
ہو کوئی روح اصلی، ٹانگوں پہ ایستادہ
ورنہ کسی طرح بھی یارو نہیں یہ ممکن
سن لو نہیں یہ ممکن، سن لو نہیں یہ ممکن
لیکن کھڑی ہوئی ہو تم تو بشکل انسان
اوراس پہ طرفہ ہے یہ، ہیں ناچ کے بھی ساماں!

(نازنین، ناچتے ناچتے)

ہمارے ناچ میں یہ مردوا کسطرح گھس آیا؟
خدا کی مار ہو اس پر، موا کسطرح گھس آیا؟

فاؤسٹ۔

کوئی بھی اسکا سا دنیا بھر میں ہرجائی نہیں
جا پہونچتا ہے ستمگر کس طرح یہ ہر کہیں

---

(۱) لیتھم نے یہاں لفظ Proktophantasmist استعمال کیا ہے اور فلپ دین نے Sir Runal Remp۔ ڈاکٹر عابد حسین نے اسکا ترجمہ تخیل کا محتسب کیا ہے۔ میں نے بھی یہی ترجمہ اختیار کیا ہے۔

دوسروں کے ناچ پر تنقید بھی کرتا ہے یہ
دوسروں کے ناچ کی تقلید بھی کرتا ہے یہ

کام ہے وہ کون جس پر تبصرہ اس کا نہیں
راہ میں جیسے کوئی اس کا قدم اٹھا نہیں
ہم جو بڑھ جاتے ہیں آگے اسکو یہ بھاتا نہیں
کب بھلا غصہ اسے اس بات پر آتا نہیں
اس سے ناممکن ہے اپنے سے مجال انحراف
اپنی پن چکی کا جیسے خود ہی کرتا ہے طواف
دوسروں کے سامنے کوئی جو ہوتا ہے دبیل
اور چکر کاٹتا ہے، جسطرح کولھو کے بیل
اور اگر اسکی خوشامد میں ہو کوئی ترزباں
بے کراں تعریف کرتا ہے یہ اسکی، بے کراں

تخیل کا محتسب۔

تم سب ابھی تک ڈالے ہو ڈیرا؟ برپا ہے یارو، اندھیر کیسا؟
ہم اک نیا دور اب لا رہے ہیں اک نور تازہ پھیلا رہے ہیں
دیکھو تو کیسی یہ روشنی ہے؟ بالکل نئی ہے، بالکل نئی ہے!
ہے نحس کتنی اولاد شیطاں ہے یہ روش میں عمر گریزاں
اک بے اصولی ہر بات میں ہے دھن بے تکی سی ہر بات میں ہے
گو بام دانش پر چڑھ چکے ہیں عقل و فراست میں بڑھ چکے ہیں
اس پر بھی ٹیگل (۱) کا ہے یہ نقشہ رھتا ہے اس میں بھوتوں کا سودا

---

(۱) Tegel

میں کر رہا ہوں بچ بچ کے سب سے اوہام باطل کافور کب سے
پھر بھی نہیں پاک ان سے یہ دنیا
ہو جائے گی خاک ان سے یہ دنیا

نازنین۔

بجھاو نہ ہر گز خوشی کا چراغ
بس اب تم نہ چاٹو ہمارا دماغ

تخیل کا محتسب۔

روحو! میری خطا معاف کہتا ہوں میں تم سے صاف
کیسا غم؟ کیسی برداشت؟ مجھ میں نہیں اتنی برداشت!
کرلوں بھوتوں کا اقرار ہو جائیں یہ مجھ پہ سوار
عقل مری، میری ادراک ان کی غلاظت سے ہے پاک

ان سے دور ہے ان کا جہاں
ان میں ان کا دخل کہاں

(ناچ جاری ہے اور محتسب پھر کہتا ہے)

مجھ کو نظر آتا ہے ایسا کام بنے گا آج نہ میرا
میں تو ہمشہ چھوڑکے گھر کو رہتا ہوں تیار سفر کو
ہے یہ سفر تو آخری میرا اٹھ جائے گا ڈیرا، ڈیرا
پھر بھی اپنے سفر سے پہلے ترک بام و در سے پہلے

ہیں جو یہ شیطاں اور سخنور
ہو جاوں گا مسلط ان پر

شیطان۔

اب یہ اپنی جان بچا کر بیٹھے گا کیچڑ میں جا کر
جھولے گا یہ اس جھولے میں جونکیں چمٹیں گی کولے میں
بھوتوں کا ہے سر میں سودا خود ہی غائب ہو جائے گا
اور اڑنچھو ہو گا سر بھی
درگت اس کی ایسی ہوگی

(شیطان اب فاؤسٹ سے کہتا ہے جو ناچ کے حلقے سے باھر نکل آیا ہے)

اس سے کیوں یہ منہ موڑا؟ کیوں یہ سلسلہ توڑا؟
اس پری شمائل کو آپ نے کہاں چھوڑا؟
ناچتی تھی خود بے حد، آپ کو نچاتی تھی!
گیت کس قدر میٹھے مست ہو کے گاتی تھی!

فاؤسٹ۔

لاحول ولا قوۃ، اس کا تم نے ناحق ہی ذکر کیا
جسوقت وہ مست تھی گانے میں تانیں بے باک اڑانے میں
اک چھیا لال جو رنگ میں تھی منھہ کے اندر سے پھاند پڑی

شیطان۔

نہیں اس میں پہلو کوئی واھیات برا ماننے کی ہے کیا اس میں بات
بہرحال چھیا وہ تھی لال ہی خدا کی عنایت سے بھوری نہ تھی
ہو اس درجہ محبوب جس پر نہال
نہیں کچھ بھی کرتا ہے اسکا خیال

فاؤسٹ۔

اور ھوا کیا اس کے بعد؟

(کہتے کہتے رک جاتا ھے)

شیطان۔

ھاں ھاں، کچھ تو آگے کہئے
آپ یکا یک چپ کیوں رھئے؟

فاؤسٹ۔

دیکھو اے دوست! ادھر تو دیکھو منظور ھے دید اگر، تو دیکھو
غمگیں کتنی وہ لونڈیا ھے! چہرہ بالکل اتر گیا ھے!
سب سے وہ الگ کھڑی ھوئی ھے الجھن میں عجب پڑی ھوئی ھے
دھیرے دھیرے گھسٹ رھی ھے کیا گوٹ کی طرح پٹ رھی ھے
پیر اسکے بند ھے ھوے ھیں جیسے آثار عیاں ھیں رخ سے کیسے
ھے کچھ اسکا سا رنگ و روغن
بالکل صورت میں ھے گریٹشن

شیطان۔

اب ان باتوں کا ذکر ھی کیا ان سے نہیں فائدہ کسی کا
جادو سے عجب بنی ھے صورت سحر و نیرنگ کی ھے مورت
ھیجان سا اک ھے اس کا پیکر بت ایک یہ ھے کریہہ منظر
کیا جانے نظر لگی ھے کس کی آنکھیں پتھرائی سی ھیں اسکی
جس کی جانب نظر اٹھا دے فوراً اس کا لہو سکھا دے
وہ نقشِ خیال بن کے رہ جاے پتھر کی مثال بن کے رہ جاے

سایه اس پر ہے میڈوسا کا (۱)
اس کا قصہ سنا تو ہوگا؟

فاؤسٹ۔

واقعی مردے کی سی ہیں آنکھیں پتھرائی سی ہیں
ایک بھی الفت والے نے مہر و محبت والے نے
آنکھیں وقت باز پسیں آکر بند نہیں کر دیں
یہ تو وہی سینہ ہے مگر جس سے گریٹشن سی دلبر
اکثر اکثر لپٹی تھی ہائے وہ پیاری کتنی تھی!
ہے یہ پیارا جسم وہی
گرم بغل تھی جس سے مری

شیطان۔

واہ رے اعتقاد حضرت کا یہ بھی پہلو ہے اک حماقت کا
دیکھکر اسکو آپ کیوں ہیں دنگ؟ یہ تو ہے ایک جلوۂ نیرنگ
دیکھتے سب ہیں اسمیں شکل وہی
اپنی محبوبۂ سمن برکی

فاؤسٹ۔

آہ یہ لذت، ہائے رے درد! کیسے اس کا جسم سرد
میں آنکھوں سے دور کروں اور انہیں مہجور کروں
اف رے گلا اسکا محبوب! ہائے یہ اسکی گردن خوب!
اور اس میں یہ مالا سرخ چاند کا ہے اک ہالہ سرخ

Medusa (۱)

مالا ہے یہ کہیں چوڑی
اک چاقو کے پھل سے بھی
پھر بھی کتنی دلکش ہے
اس پر دل میرا غش ہے!

شیطان۔

میں نے خود بھی دیکھا ہے حال یہ بالکل سچا ہے
گاہے گاہے سر اپنا جو پرسیوس (۱) نے کاٹا تھا
پہلو میں رکھ لیتی تھی جان یہ اس پر دیتی تھی
آپ کے دل میں ہے باقی ان اوہام کا شوق ابھی
آئیں چلیں، اس پربت پر جلوہ گہ صد نزہت پر
وائنا (۲) کے پریٹر (۳) کا لطف اس کے حسیں منظر کا لطف
سب کو یہیں آجاتا ہے ایسا کچھ بھا جاتا ہے
دیں نہ اگر آنکھیں دھوکا ہو محسوس مجھے ایسا
گویا اک یہ تھیٹر ہے ناٹک کا سا منظر ہے

اور اس کا پیغام ہے کیا؟
اس ناٹک کا نام ہے کیا؟

سروی باس (ایک اداکار) (۴)

دیکھئے ہونے کو ہے اب ایک ناٹک اور بھی
طرز ہے اسکا انوکھا، ہے نرالا طور بھی

---

(۱) Perseus (۲) وائنا، آسٹریا کا دارالسلطنت۔
(۳) Prater دنیا کی ایک عوامی تفریح گاہ۔
(۴) Servibilis

بیشتر اس میں، جو ہوتے ہیں تماشے، ہیں وہ سات
بس انھیں باتوں میں ہے محدود اپنی کائنات
ہوچکے باقی تماشے، پیش ہے اب ساتواں
اک اناڑی کے قلم کی ہے نگارش بے گماں
ہیں اناڑی ایکٹر بھی سب کے سب اس کھیل میں
ہوشیاری نے لیا حصہ ہے کب اس کھیل میں
دیجئے مجھ کو معافی اب ذرا مجبور ہوں
کھیل میں پردہ اٹھانے کے لئے مامور ہوں
میں اناڑی ہی سہی، لیکن یہ میرا کام ہے
ہے یہی وہ فرض، حاصل مجھکو جس میں نام ہے

شیطان۔

مری نگاہ میں تو بس ہے یہ بجا، درست ہے
بلاکس برگ (۱) میں قیام آپ کا درست ہے

(والپرگس کی رات کا خواب)

اوبیروں (۲) اور ٹٹانیا (۳) کی شادی کا جشن

....

منیجر۔

کہاں ہو میڈنک کے سپوتو؟ تمھارے آرام کا یہ دن ہے
ہو مست صہبائے استراحت، بس اک اسی کام کا یہ دن ہے

---

(۱) Blocksberg
(۲،۳) قدیم اینگلو سیکن دیومالا میں جن پریوں کا بادشاہ اور اسکی ملکہ۔

بس ایک وادی کا منظر اس میں، بس ایک پربت کا ہے نظارا
بنا تماشے کی اک یہی ہے، اسی پہ قائم ہے کھیل سارا

نقیب ۔

بعد نکاح بصد تاب و تب سال پچاس گزر جائیں جب
عقد طلائی ہو جاتا ہے آب مسرت برساتا ہے
لیکن ہے تجویز یہ میری راے ہے اک ناچیز یہ میری
شوہر بیوی کا یہ جھگڑا جس دن بھی طے ہو جائیگا
جب نہ رہے گی کوئی لڑائی
ہو جاے گا عقد طلائی

اوبیروں ۔

جو ہو موجود اے روحو! یہاں تم مرے کہنے سے ہو جاو عیاں تم
ہے اس محفل میں وہ موجود ماحول ہوے تھے بادشہ ملکہ میں جب قول
نئے سر سے یہ شادی ہو رہی ہے
پھر اب تجدید ان کی ہو رہی ہے
[پک (۱) کی آمد اور گانا]
حضرت پک کا کوئی دیکھے سوانگ
ناچنے میں حسیں ہے ان کی ٹانگ
سینکڑوں ان کے ساتھ جاتے ہیں
آگے بڑھ بڑھ کے مسکراتے ہیں

ایریل۔

ایریل چھیڑتا ہے گیت اپنے بول بربط کے ہیں بڑے میٹھے

(۱) Puck

کھینچتا ہے یہ کسقدر رسے ساتھ ہی اسکے دل حسینوں کے

اوبیرون

به هم دیگر میاں بیوی جو چاہیں کہ آپس میں رہ الفت نباہیں
طریقے سب پرانے ترک کردیں وہ اس بارے میں ہم سے یہ سبق لیں
اگر ہو میل سچ مچ میل ان کا محبت دو دلوں میں ہو جو پیدا
وہ اس صورت سے رہ سکتی ہے قایم وہ اس صورت سے رہ سکتی ہے دایم

رہیں اک دوسرے سے دور دونوں
رہیں تا زندگی مہجور دونوں!

ٹٹانیا۔

ہر وقت جو خاوند پھلائے ہی رہے گال
بیوی کا بھی چہرہ جو ہو انگارہ صفت لال
دونوں نہ رہیں بھول کے اک آن بھی یکجا
پڑنے ہی نہ دو دوسرے پر ایک کا سایا

بیوی کو جو دکھن میں کہیں جلد ہی پہونچائے
خاوند کو آتر کے سرے پر کوئی لیجائے

(اونچے سروں میں آرکسٹرا بجتا ہے)

ایک گلا ہے مکھی کا دوسری ہے مچھر کی ناک
دیکھے تو کوئی ان کو سارا کنبہ ہے بے باک
کوئی ڈراتا مینڈک کائی کا سا جس کا لباس
اور ہے پھر جھینگر کوئی جسکا گھاس کے اندر باس

سب کے سب یہ گویئے ہیں
موسیقی کے پتلے ہیں

(ایک ننھا شخص گاتا ہے)

صابون کا وہ بلبلا قرنا ہمارا ساز ہے
اور اسکی بھدی ناک سے سوں سوں کی وہ آواز ہے
(اس روح کی آواز جو ابھی عمل تخلیق سے گزر رہی ہے)
پاوں مکڑی کے، پیٹ مینڈک کا چھوٹے پروں کا وہ گچھا
نہ بنے خواہ جانور کوئی بن ھی جائے گا شعر تر کوئی

(ناچنے والوں کا ایک ننھا سا جوڑا گاتا ہے)

ڈگ تو اونچے اونچے ہیں پاوں مگر نچے سے ہیں
خوشبو سے لبریز فضا ہے فرحت انگیز فضا
شہدی شبنم کا ہے فرش فرش ہے یہ ہم اوج عرش
لاکھ مزے سے چلتے ہو دھیرے دھیرے چلتے ہو

اس پرواز پہ ہم قربان
پھر بھی ہے کچھ پست اڑان

(ایک متجسس سیاح)

بہروپ کا کسی نے شاید یہ کھیل کھیلا
شاید مری نگاہیں دیتی ہیں مجھ کو دھوکا
صورت میں اوبیروں کی جو دیوتا حسیں ہے
کیا آج اسی جگہ وہ پیش نظر نہیں ہے؟

(ایک راسخ الاعتقاد بزرگ)

دم نہ رکھتے ہیں، نہ ہے پنجا کوئی
شک بھی ہو سکتا ہے اس میں کیا کوئی
جسطرح ہوں دیوتا یونان کے
ہوں خدا سارے وہ جتنی شان کے
کوئی زور و شور کا طوفان ہے
یہ بھی اک شیطان سا شیطان ہے

(شمالی فنکار)

طبقہ شمالی میں عالم خیالی میں
سامنے جو نقشا ہے محض ایک خاکا ہے
فن کا یہ تقاضا ہے یہ مرا تہیہ ہے

میں اطالیہ جاوں
درس کچھ وہاں پاوں

(ایک حجتی زباں داں)

وائے قسمت کہ میں یہاں آیا ایسے مجمع کے درمیاں آیا
اہل محفل یہاں ہیں کتنے ذلیل لب پہ الفاظ کسقدر ہیں ثقیل
اور یہ جسقدر چڑیلیں ہیں واقعی فتنہ گر چڑیلیں ہیں

اور ان میں بھی دو ہیں صرف ایسی
بال ہیں جن کے سر پہ مصنوعی (۱)

---

(۱) انگریزی میں یہاں لفظ Wig استعمال کیا گیا ہے۔

(نوجوان ساحرہ)

بال مصنوعی ھوں اس میں یا قبا صرف بڑھیوں کے لئے ہے یہ وبا
میں تو عریاں تن ھوں بکرے پر سوار ہے گداز جسم میرا آشکار

(ایک ادھیڑ عمر کی ساحرہ کہتی ہے)

اف رے، تمھارے طور طریقے! کیا الجھوں تم چھوکریوں سے
اس میں ھمارا ھی نقصاں ہے یہ سب بحث خلاف شاں ہے
لب نہ سیوں گی، چپ نہ رھوں گی اتنا تو میں پھر بھی کہوں گی

حسن و جوانی کے جو ھیں غمزے
پڑ جائیں گے اس میں کیڑے

(ھدایت کار)

مکھی کا اک سمت گلا ہے ناک ہے اس جانب مچھر کی
اس کے پاس کھڑا ھونا کیا یہ عورت ہے بالکل ننگی
کوئی گڑھیا کا مینڈک ہے اور ہے گھاس کا جھینگر کوئی
سر سے بے سر ھونا یہ کیا؟ سر سے یہ بیزاری کیسی؟

سم کے اندر گاتے رھئے
تال سے تال ملاتے رھئے

(مرغ بادنما ایک رخ پر)

دلنشیں سی دلنشیں ھیں صحبتیں کیسی یہاں!
ھر طرف پیش نظر ھیں کنواریاں ھی کنواریاں!
اور ہے کنواروں کا بھی اتنا ھی محفل میں شمار
بس انھیں لوگوں کا امیدوں پہ ہے دارومدار

(مرغ باد نما ، دوسرے رخ پر)

ابھی زمیں جو یہ پھٹ کر نگل نہ جاے انھیں
ضرور پھاند پڑوں گا جھپٹ کے دوزخ میں

بینڈ ماسٹر [گزینیا] (۱)

ھاتھ میں لے کر قینچی بھالے
ہم کیڑے تیز اڑنے والے
شیطان اپنے محترم ابا
تعظیم ان کی ھمکو ھے زیبا

ھنینگز (۲)

دل کے دل فراٹے بھرتے
پھوھڑپن سے چھلیں کرتے
آخر ھم ان سے کہہ دیں گے
وہ محروم نہیں ھیں دل سے

میوزا گیٹس (۳)

مجھ کو جادو گرنیوں کے دل میں رھنا ھے پسند
سحر کی افسوں کی اس محفل میں رھنا ھے پسند
ان کو میں گمراہ کرسکتا ھوں آسانی کے ساتھ
چال چل سکتا نہیں یہ راگ کی رانی (۴) کے ساتھ

---

(۱) Xenia یونانی زبان میں اس سے مراد ھے تحفہ میزبانی - یہاں اس سے مراد ھے ڈنک مارنے والے کیڑے -

(۲) Hennings ھنینگز ، اخبار جینیس آف ٹائمز Genius of Times کا ایڈیٹر -

(۳) Musagetes

(۴) یعنی Muses

سی ڈیونٹ (جودت عصر)

لو پکڑو میری پوشاک
یہ پوشاک ہے تابش ناک
ہو اشراف کی گر صحبت
بے حد ہوتی ہے عزت
بلاکس برگ(۱) ہے گردوں رس
جیسے جرمن پرناس سس (۲)

متجسس سیاح

یہ بتاو کہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ
کون اتنا اکڑ کے چلتا ہے
سونگھتا بولتا ہے ناک سے وہ
کون عیسائیوں کا جویا ہے

کرین

صاف پانی میں تو ہوسکتا ہے مچھلی کا شکار
پیش آتی ہیں تلاطم میں مگر دشواریاں
آپ کی روح مقدس بھی وہاں موجود ہے
ہیں جہاں شیطان ناہنجار کی بدکاریاں

فرزند عالم

مریم ' مرے خیال میں نزدیک قدسیاں
جو بھی وسیلہ ہے وہ ہے عبرت دہ جہاں

---

(۱) Blocksberg (۲) Parnassus لیتھم نے ڈچ یا ولندیزی پرناس سسی لکھا ہے اور فلپ دین نے جرمن پرناس سس۔ میں نے دین کی تاویل اختیار کی ہے۔

مرکز ہیں تربیت کا تو ایسی ہی مجلسیں
ہوتی ہیں بلا کس برگ میں کتنی ہی مجلسیں

نچنیئے

نئے کچھ گانے والے آکے اب تانیں اڑائیں گے
ترنم ریز ہو کر، مست ہو کر گیت گائیں گے
مرے کانوں میں جو آتی ہے ڈھولوں کی صدا ہے یہ
مگر ایسا نہیں ہے اور ہی کچھ ماجرا ہے یہ
کہیں اس گھاس کے اندر سے جو اگتی ہے دلدل میں
گرج دار آرہی ہیں یہ کسی بگلے کی آوازیں

بیلڈ ماسٹر

دیکھو جس کو ناچ رہا ہے عجب ٹانگ اٹھائے
دھقانی سا ، نوابی سا کوئی ساج سجائے
اف رے چٹکنا، اف رے مٹکنا، دم دم پر بل کھانا
شکل عجب بنائے اپنی، دنیا سے بیگانا

بین نواز

یوں تو اک دوسرے سے نفرت تھی
قتل و غارت میں لطف آتا تھا
آج لیکن منا رہے ہیں جشن
کچھ ٹھکانا نہیں ہے ان سب کا
جسطرح آرفس (۱) بجا کر بین
سب درندوں کو جمع کر لیتا

---

(۱) Orpheus

بین سن سن کے آج تھمیلے دار
جھنڈ کے جھنڈ ہو گئے یکجا

خودنما شیخی باز

کوئی محبت کرے دلیل کرے خواہ کتنی ہی قال و قیل کرے
میں کوئی چوٹ سہ نہیں سکتا کبھی خاموش رہ نہیں سکتا
کچھ تو شیطان کی حقیقت ہے کچھ تو حاصل اسے بھی عظمت ہے
ورنہ شیطاں کوئی کہاں ہوگا
ذکر ہی اسکا رائـگاں ہو گا

عینیت پرست

تصورات بری طرح مجھ پہ حاوی ہیں
مرے دماغ میں یہ کس بلا کا چکر ہے
ہر ایک چیز ہے اپنی جگہ مرا ہی وجود
مرے دماغ کی حالت نہایت ابتر ہے

حقیقت پرست

جان میری بڑے عذاب میں ہے پھنس گیا ہوں یہ کس شکنجے میں
ڈر ہے پاگل کہیں نہ ہوجاوں ہوں گرفتار کس کے پنجے میں
سابقہ اس سے ہے یہ پہلی بار اس قدر دل میں پیچ و تاب نہ تھا
پاؤں چلتے میں لڑکھڑاتے ہیں حال اتنا کبھی خراب نہ تھا

مافوق الطبیعیات

بڑی خوشی سے میں اس غول میں شریک ہوں آج
مرے بھی حصے میں جنس نشاط آئی ہے

تمام اھرمنوں کا مطالعہ کر کے
رہ صداقت ارواح نیک پائی ہے

منکر

شعلہ و خس میں ھیں زر کیلئے مصروف اوباش
انکی نظروں میں یہی بس ہے خزانے کی تلاش
حجتی جو بھی ہے شیطان سے ٹکراتا ہے
اور اس میں مجھے حد درجہ مزا آتا ہے

کنڈکٹر (ھدایت کار)

مینڈک کی سی ٹرٹر ہے تو جھینگر کی سی ہے جھنکار
اے شوقینو! گاے جاو یونہیں بس تم اپنا ملہار
مکھی کے سے تھوتھن والو، مچھر کی سی منقار!
گانے والو! کلہ زنی سے ھو موسیقی کی بوچھار

مشاطگان چابکدست

سنس سوسی (۱) ھم کو کہتے ھیں ہے راگ کا، رنگ کا اپنا دل
اب پاؤں ھمارے بس میں نہیں چلتے پھرتے ھیں سر کے بل

لاچار لوگ

اک زمانے میں پیٹ بھر بھر کے تھال کے تھال صاف کر ڈالے
اب مگر وہ زمانہ خواب ھوا آہ کیسا یہ انقلاب ھوا
دے گئے ھیں جواب جوتے بھی تنگ ھم آ گئے ھیں ان سے بھی

---

(۱) Sans Souci

وہ بھی بے دم ھیں، ہم بھی بے دم ھیں
برھنہ پائیاں ھیں اور ہم ھیں ؟

اگیا بتیال

نکل کے آے ھیں دور و دراز دلدل سے
فریب و مکر کے کرتب ھمیں دکھانا ھیں
شریک ناچ میں ھوکر ھمیں پتہ یہ چلا
کہ لاجواب ھیں اس فن میں ھم، یگانا ھیں

شہاب ثاقب

میں سر اوج فلک تھا، میں سر اوج سما
آتشیں نور کے حلقے میں زمیں پر اترا
مگر اب گھاس پہ ھر وقت پڑا رھتا ھوں
جو مجھے آکے اٹھا دے، ھے بھلا کون ایسا؟

کچھ بھاری بھرکم اشخاص

ٹھہرو، جگہ دو، باندھو حلقہ ورنہ گھاس کچل جاے گی
روحوں کی ھے آمد آمد وہ بھی ھیں کتنی موٹی تازی

پک

ھودے والے ھاتھی بن کر بھاری بھاری پاؤں نہ رکھنا
وزن میں آج ھے سب سے بھاری پک وہ گیند جو ھے روحوں کا

ایریل

روح نے وا بازو وہ کئے ھیں مادر قدرت نے جو دیئے ھیں

تم بھی کر دو فوراً جاری میری طرح سبک رفتاری
دیکھو سامنے ہے جو پہاڑی ہے جو گلاب کی اس پر باڑی
آو چلیں ہم لوگ اسی پر
دیکھیں اسکا دلکش منظر

(آرکسٹرا دھیمے سروں میں)

بادل کے ہیں حسین ٹکڑے کہرے کی گھٹاوں کے ہیں گچھے
جنبش میں ہیں پتیاں ہوا سے پر ہیں نغمات کی صدا سے
کیا لطف سپیدۂ سحر ہے
ہر چیز یہاں کی منتشر ہے

(ایک میدان میں فاؤسٹ اور شیطان کھڑے ہوے نظر آتے ہیں اور فاؤسٹ غصے کے عالم میں شیطان سے کہتا ہے)

بیکس، عاجز رنج کی ماری بھٹکی پھرتی ہے بے چاری
اب محبوسی زنداں ہے وہ حیراں، زار، پریشاں ہے وہ
اف رے، اس پر قید کی سختی! بد بختی سی ہے بد بختی!
اف، وہ ناز و نزاکت والی! اس پر کیا یہ مصیبت ڈالی!
کتنی اسکو اذیت پہونچی اف رے، کہاں تک نوبت پہونچی!
اے روح مکار و جفا جو! نا ہنجار نہایت ہے تو
ہتھکنڈے یہ، اف، یہ گھاتیں! مجھ سے چھپائیں ساری باتیں
ٹھیر کہاں جاتا ہے پاپی واقف ہوں نس نس سے تیری
غصے سے ہے لال بھبوکا دیدے یوں ہی مٹکاے جا
تیری محبت سے نالاں ہوں تجھ سے مل کر میں حیراں ہوں

میرے جی کو جلاتا ہے تو ایسی آگ لگاتا ہے تو
مجھ کو نہیں سہنے کا یارا اس سے نہیں کوئی چھٹکارا
اے ارواح خبیث، یہ کیا ہے؟ دل میرا محبوس بلا ہے
محتسب انساں کیوں میرا ہے؟ یہ بیدردی مجھ پر کیا ہے؟
کیا یہ تفریح بے معنی؟ کیا یہ تمسخر ہے لا یعنی؟
آخر تیرا منشا کیا تھا؟ کیوں مجھ کو الجھائے رکھا؟
اس کی مصیبت مجھ سے چھپائی اس پر کتنی قیامت ڈھائی
کوئی نہیں ہے پرساں اسکا دل ہے وقف حرماں اس کا

اف رے، یہ ناشادی اس کی!
اف رے، یہ بربادی اس کی!

شیطان۔

نہیں ہے وہی صرف پہلا شکار نظیریں ہیں ایسی بہت بے شمار

فاؤسٹ (غصے سے آگ بگولا ہوکر)

تو ہے کتا، قابل نفرت لعنت، لعنت، تجھ پر لعنت!
تیرا شیوہ راکھشسی ہے جو بھی عمل ہے زشت و دنی ہے

(روح مطلق سے دعا کرتا ہے)

اے لاتعین! قربان تیرے تو اس کے دل کو تبدیل کردے
پھر اس دنی کو کتا بنا دے جیسا تھا پہلے، ویسا بنا دے
رہتی تھی رونق راتوں کو جس سے دوڑا جو کرتا تھا میرے آگے
آتے مسافر بیکس جو کوئی فوراً لپٹتا ٹانگوں سے ان کی

فرش زمیں پر ان کو گرانا ان کو گرا کر گردن دبانا
حسب طبیعت جیسی ہو رغبت بن جائے اس کی ویسی ہی صورت
پھر میرے آگے مٹی میں لوٹے میں اسکو کچلوں پیروں سے اپنے
اچھا ستارا اسکا نہیں تھا تقدیر ہی میں پھلنا نہیں تھا
دنیا میں انساں ہے کون ایسا جو اس تصور کی تاب لاتا
ایسی مصیبت مخلوق کو ہو اتنی اذیت مخلوق کو ہو
جبار ہے جو، قہار ہے جو غفار ہے جو، ستار ہے جو
اس کی نظر میں اسطرح مرنا دنیائے فانی سے کوچ کرنا
اتنا نہیں ہے زنہار کافی جس سے رہائی ہوجائے سب کی
اک فرد پر جو نازل بلا ہے اک ذات پر جو آفت بپا ہے
میں تو اسی سے کاہیدہ جاں ہوں کاہیدہ جاں ہوں، زار و طپاں ہوں

(پھر شیطان سے مخاطب ہو کر)

اک سمت تو ہے یہ حال میرا اور اس طرف ہے نقشہ یہ تیرا
خوار و تبہ ہیں افراد لاکھوں غمگیں ہیں لاکھوں، ناشاد لاکھوں
تو خود کو اس سے بہلا رہا ہے تجھ کو تو اس میں لطف آ رہا ہے

کرتا ہے ان پر تو زہر خندہ
تیرا چلن ہے کسدرجہ گندہ

شیطان۔

اب رسائی اس سفر میں اپنی ہوتی ہے وہاں
فکر انساں کی حدپرواز ملتی ہے جہاں
آپ اگر عہد وفا اپنا نبھا سکتے نہ تھے
آپ اگر اس لفظ کو معنی پنہا سکتے نہ تھے

کیوں کیا تھا آپ نے پھر عہد؟ یہ فرمائیے
ہے تعجب آپ اگر پیماں شکن ہو جائیے
وہ کرے اڑنے کی ہمت جسکا چکرائے نہ سر
کیا مزا اڑنے کا، ہوش انسان کھو بیٹھے اگر

کیا زبردستی کیا تھا آپ کا میں نے شکار؟
یا بنے تھے، جان من' میرے گلے کا آپ ہار؟

فاؤسٹ۔

میں تو سمجھا تھا غمخوار تو لیکن ہے آدم خوار
فطرت میں ہے تو ابلیس میرے آگے دانت نہ پیس
لعنت تجھ پر، صد لعنت مجھ کو ہے تجھ سے نفرت

(خدا سے مخاطب ہو کر)

کچھ تو بتا، اے روح بلند! میں ہوں تیرا عقیدتمند
تو نے مجھے اپنایا ہے جلوہ پاک دکھایا ہے
تو نے مجھے ممتاز کیا بے حد سر افراز کیا
تجھ پر ظاہر ہے بے آز میرے دل کا اک اک راز
پھر کیا بات ہے؟ اے معبود! ہمدم ہے جو مرا مردود
مجھ پہ ہے کیوں حاوی اتنا میں ہو غلام اس کا گویا
دیکھ کے اوروں کو بدحال ہوتا ہے کمبخت نہال
ہوتے ہیں جو لوگ تباہ ان کو دیکھ کے یہ برراہ

اور بھی خوب پنپتا ہے
یہ کیا عالم اس کا ہے؟

شیطان۔

جو بھی فرمانا تھا بس فرما چکے ؟
آپ اپنی راگنی کیا گا چکے ؟

فاؤسٹ۔

ڈھنگ نکال کوئی ایسا جس سے وہ ہو جائے رہا
تابہ ابد تو خوار رہے تجھ پہ خدا کی مار رہے

تو مطعون سا ہے مطعون
ہر صورت سے ہے ملعون

شیطان۔

ہے منتقم عظیم جو ذات جس کے ہاتھوں میں ہے مکافات
توڑوں کسطرح اس کی زنجیر؟ کیسے بدلوں کسی کی تقدیر ؟
کھولوں کیا خاک قفل زنداں یہ کام تو ہے بروں ز امکاں
کیونکر اس کو رہا کراوں؟ کیسے اسکو چھڑا کے لاوں؟

ہاتھوں سے وہ آپکے ہے برباد
یا ہے مجھ سے ہلاک بیداد

(فاؤسٹ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے اور شیطان سے کہتا ہے)

شمشیر برق و رعد کی شاید تلاش ہے
کیوں آپ کی نگاہ غضب شعلہ پاش ہے ؟

قدرت کا فیصلہ بھی نہایت حسین تھا
انسان بے بقا کو یہ حربہ نہیں دیا

آجائے سامنے جو کوئی عذر بے گناہ
ڈھا ڈھا کے ظلم و جور یہ کردے اسے تباہ
ٹھنڈی ہو آگ، دل میں جو ہے انتقام کی
دستور ظالموں کا ہمیشہ سے ہے یہی

فاؤسٹ۔

بجھ جائے اس دل کی پیاس لے چل مجھ کو اسکے پاس
سر میں بس ہے یہی سودا ہو جائے وہ جلد رہا

شیطان۔

یہ بخوبی مگر سمجھ لیں آپ دھیان اس سمت بھی ذرا دیں آپ
ڈال کر خود کو اک مصیبت میں آپ پڑجائیں گے ہلاکت میں
شہر میں رکھ رہے ہیں خاص و عام آپ پر اس کے قتل کا الزام
قبرمقتول پر ہے زور بڑا مائل انتقام روحوں کا
اف، وہ ہر وقت ان کا منڈلانا! اس پہ چکروہ روز و شب کھانا!
غم و غصہ سے ہیں بھری اب بھی
منتظر واپسی قاتل کی

فاؤسٹ۔

تو کرتا ہے ایسی باتیں مجھ کو سناتا ہے صلواتیں
اف رے، میری بدبختی یہ! اف رے، تری مجھ پر سختی یہ!
تو ہے ظلم و جفا کا پیکر دنیا بھر کا خون ہے سر پر
لے چل مجھ کو ہمراہ اپنے
اور اسے آزاد کرا دے

شیطان۔

ھیں کیوں یہ تہمتیں بیکار مجھ پر
چلوں گا آپ کو میں ساتھ لے کر
جو کرسکتا ھوں میں سب کچھ کروں گا
سمجھ رکھا ھے لیکن آپ نے کیا؟
یہ جتنی طاقتیں اھی ھیں جہاں میں
زمیں میں خواہ ھیں خواہ آسماں میں
میں کیا ھوں مالک و مختار ان کا؟
مجھی سے اک ھے کیا اظہار ان کا؟
میں دربانوں کو تو کردوں گا بے ھوش
زبانیں انکی ھو جائیں گی خاموش
یہ کنجی آپ مجھ سے اسکی لے جائیں
اسے زنداں سے باھر آپ لے آئیں
ھے صرف انسان ھی کے بس کا یہ کام
وھی یہ فرض دے سکتا ھے انجام
رھوں گا میں نظر اس پر جمائے
کوئی اس دم وھاں آنے نہ پائے
طلسمی اسپ میں رکھوں گا تیار
کروں گا آپ کو خود ان پہ اسوار

یہ میرا فرض ھے، ذمہ ھے میرا
نہیں ھے دخل اس میں کچھ کسی کا

فاؤسٹ۔

کیا مطلب ان باتوں سے ؟
اچھا اب اٹھ کر چل دے

[رات کا وقت: کھلے میدان کا نظارہ]

(فاؤسٹ اور شیطان دونوں الگ الگ سیاہ گھوڑوں پر سوار جارہے ہیں)

فاؤسٹ۔

اس سنگ خونخوار (۱) کے پاس   کیا کرتے ہیں یہ سب لوگ
تانا   بانا   بنتے   ہیں   جانے کیا یہ لگا ہے روگ

شیطان۔

مجھ کو خود ہی خبر نہیں ہے جناب
ہو رہی ہے کشید کیا یہ شراب؟

فاؤسٹ۔

کبھی ہوا میں منڈلاتے ہیں   نیچے گر کے کبھی آتے ہیں
سر انکے جنبش کھاتے ہیں   اور کبھی پھر جھک جاتے ہیں

شیطان۔

مجھے معلوم کچھ ہوتا ہے ایسا
کہ یہ حلقہ ہے جادوگرنیوں کا

---

(۱) ڈاکٹر عابد حسین نے یہاں لفظ رابس‌اسٹائن (اسم معرفہ) استعمال کیا ہے لیکن لیتھم نے یہاں Roven Stone (اسم نکرہ) بمعنی سنگ‌خونخوار استعمال کیا ہے اور دین نے Gallow's Hill (سولی کی پہاڑی) استعمال کیا ہے۔ میں نے لیتھم کی پیروی کی ہے۔

فاؤسٹ ۔

کچھ یہ بھینٹ چڑھاتی ہیں
ارپن (۱) کرتی جاتی ہیں

شیطان ۔

لاحول اس سب پر پڑھئے
آگے بڑھئے ، آگے بڑھئے

[قید خانہ]

(کنجیوں کا ایک گچھا اور ایک چراغ ہاتھ میں لئے ہوے
فاؤسٹ آہنی دروازے کے پاس کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے)

کیفیت کیا یہ دل میں جاری ہے کپکپاہٹ سی مجھ پہ طاری ہے
نوع انساں کی کلفتیں ساری دل پہ ہیں باعث گراں باری
یہ جو سیلی ہوئی ہیں دیواریں یہ جو بدبو بھری ہیں دیواریں
ان کے اندر قیام ہے اس کا ان میں جینا حرام ہے اس کا
خواب ہی دیکھتی تھی وہ ایسا جس نے اس کو تباہ کر ڈالا
تو قریب اسکے جا نہیں سکتا ؟ آنکھ اس سے ملا نہیں سکتا؟
کیوں جھجکتا ہے، خوف کھاتا ہے؟ دل ترا کیوں یہ کانپ جاتا ہے ؟
جلد چل ، جلد چل خدا کے لئے اب نہ پہلو بدل خدا کے لئے
ہے یہ سب حیص بیص بے معنی کچھ ضرورت نہیں تامل کی

---

(۱) یہاں میں نے یہ مذہبی لفظ استعمال کیا ہے جسکے معنی ہیں سپرد کرنا، حوالے کرنا، بھینٹ چڑھانا۔

چھین کر جان لے نہ جائے موت
آ رہی ہے قدم بڑھائے موت

(فاؤسٹ قفل کھولنے چلتا ہے تو اسکو اندر سے گانے کی آواز آتی ہوئی سنائی دیتی ہے)

واقعی بے حیا مری ماں تھی   دشمن جاں سی دشمن جاں تھی
ظلم سا ظلم مجھ پہ توڑا تھا   اس نے میرا گلا مروڑا تھا
باپ میرا تھا یا کوئی نمرود؟   مجھ کو کچا نگل گیا مردود!
تھی بہن ایک میری ننھی سی   جس نے کیں دفن ھڈیاں میری
ایک ٹھنڈے مقام پر جا کر   بے کس و ناتواں مجھے پا کر
بن گئی پھر میں اک حسین چڑیا   نازنیں ' نازآفریں چڑیا

بھرتی ہوں سیدھیاں ہوا میں اب
اڑتی پھرتی ہوں میں فضا میں اب

فاؤسٹ -

نادان ہے کس قدر یہ معصوم   اس کو یہ بھی نہیں ہے معلوم
عاشق اس کا لگائے ہے کان   صرف اسکی طرف جمائے ہے دھیان
دام نیرنگ میں گرفتار   سنتا ہے وہ بیڑیوں کی جھنکار

وہ ان کی عجیب کھڑکھڑاہٹ
وہ کاہ زمیں (۱) کی سرسراہٹ

مارگیرٹ (بستر میں منھ چھپا کر)

کیا کروں آہ! لوگ آ پہونچے
آ گئی موت سامنے میرے

(۱) مراد ہے پیال سے۔

فاؤسٹ ۔

خاموش! نہ منہ سے کچھ بولو خاموش! نہ لب بالکل کھولو
سامان رہائی لایا ہوں میں تم کو چھڑانے آیا ہوں

(مارگیرٹ دھم سے فاؤسٹ کے قدموں پر گر پڑتی ہے اور کہتی ہے)

صاحب! آپ انسان اگر ہیں دل والے، ہمدرد بشر ہیں
مجھ پر رحم و کرم فرمائیں اس بپتا سے جلد بچائیں

شور و غل سے، واویلا سے
جاگ اٹھیں گے پہرے والے

(بیڑیاں کھولنا چاہتا ہے جس پر مارگیرٹ کہتی ہے)

آپ کیوں آمادہ بیداد ہیں؟
سنگدل سے سنگدل جلاد ہیں!

آپ سا ہوگا نہ کوئی کج شعار
آپ کو کس نے دیا یہ اختیار

آپ میرے پاس چھپ کر آیئے
اور آدھی رات کو لے جایئے

بخشئے' رحم آپ مجھ پر کیجئے
اور تھوڑی دیر جینے دیجئے

صبح تک ممکن نہیں کیا ٹھہرنا؟
آئے جب بانگ جرس بہر دعا

آخر اس عجلت کا ہے کیا مدعا؟
اس میں کوئی دیر ہو جائے گی کیا؟

(پھر اٹھ بیٹھتی ہے اور کہتی ہے)

کوچ اتنی عمر میں کرنا پڑا
نوجوانی میں مجھے مرنا پڑا
میں حسیں تھی، حسن نے بن کر بلا
مجھ کو آخر خاک کر کے رکھ دیا
دوست میرا پاس تھا میرے ضرور
لیکن اب ہے مجھ سے کتنے کوس دور
رہ گئیں سہرے کی لڑیاں ٹوٹ کر
رہ گئیں پھولوں کی نبضیں چھوٹ کر
ایک دن ان کا بکھر جانا وہ، آہ!
وہ ریاض دل کا ہو جانا تباہ
بیڑیوں پر یہ ستم ہے کیوں روا؟
کیا یہ بے دردی سے ان کو کھینچنا؟
رحم میرے حال پر اب کھائیے
التجا منظور یہ فرمائیے
کسقدر ہے ظلم بیجا آپ کا!
دل پسیجے گا نہیں کیا آپ کا؟
آپ کیا ہوں گے نہ مجھ پر مہرباں؟
منتیں ہو جائیں گی کیا رائیگاں؟
کیا ہوا ہے آپکا مجھ سے زیاں؟
زندگی میری ہے اک آزار جاں

آپ سے نسبت کوئی میری نہ تھی
پہلے یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی

فاؤسٹ۔

اف، یہ روحانی اذیت، الاماں!
بے کراں کلفت ہے میری، بیکراں
دکھ یہ اب مجھ سے سہا جاتا نہیں
اب تو قابو میں رہا جاتا نہیں

مارگیرٹ۔

اب تو میں آپ ہی کے بس میں ہوں
گو گرفتار اس قفس میں ہوں
اب تو دم آپ کا بھروں گی میں
جو کہیں گے وہی کروں گی میں
اتنی فرصت تو دیجیے مجھ کو
اتنی مہلت تو دیجیے مجھ کو
دودھ بچے کو تو پلا لوں میں
اپنے آغوش میں کھلا لوں میں

رات بھر اسکو، خوف کے مارے — میں لگائے رہی ہوں چھاتی سے
ظالموں نے مجھے تباہ کیا — میرے ہاتوں سے اسکو چھین لیا
اور تہمت ہے مجھ پہ یہ ناپاک — وہ ہوا ہے مرے سبب سے ہلاک
اب فراغت کہاں نصیب مجھے — اب مسرت کہاں نصیب مجھے
اور دیکھے تو کوئی ظلم کی ریت — مجھ پہ لوگوں نے کچھ بنائے ہیں گیت
اور گاتے ہیں کوبکو ان کو — نشر کرتے ہیں چارسو ان کو
ہائے، کیسا غضب یہ ڈھایا ہے؟ — ہائے، کیسا یہ وقت آیا ہے؟
خواب کی یہ جو اک کہانی تھی — میں نے مانا بڑی پرانی تھی
ہو گیا آج خاتمہ اس کا — اب کہیں بھی نہیں پتہ اس کا

کیوں ہے یہ فکر ان کو دامن گیر
کہ پھر اس خواب کی کریں تعبیر

(فاؤسٹ گر پڑتا ہے اور کہتا ہے)

حال برا ہے درد کے مارے — میں پڑتا ہوں پاوں تمہارے
کاش تمھیں میں پھر سے پا لوں — اس زندان غم سے چھڑا لوں

(مارگیرٹ، فوسٹ کے قریب جا کر زانوں کے بل جھکتی ہے اور کہتی ہے)

اب آئیں، ہم اور آپ دونوں سدھاریں
مدد کے لئے چل کے ان کو پکاریں
جو مشہور ہیں خاص بندے خدا کے
جو دل سے پجاری ہیں صبر و رضا کے

نظر سیڑھیوں کی طرف تو اٹھائیں
ذرا نیچے دھلیز کے پاس جائیں
وھان شعلہ افروز ہے نار دوزخ
قیامت اثر ھیں یہ آثار دوزخ
اسی سمت شیطان چلا آ رھا ہے
ذرا دیکھئے، حال غصے سے کیا ہے!

فاؤسٹ -

جان من، جان من!
گریٹشن، گریٹشن!

مارگیرٹ -

ھوگیا مجھ پہ آئینہ یہ راز یہ تو ہے میرے دوست کی آواز

(یہ کہہ کر مارگیرٹ اچھل پڑتی ہے اور اسکے پاوں کی بیڑیاں
کھل کر گر پڑتی ھیں - پھر وہ کہتی ہے)

وہ مہرباں چلا گیا؟ ارے کہاں چلا گیا؟
جو سن رھی تھی میں صدا پکارنا اسی کا تھا
میں اب نہیں کسی کی صید شکستہ ھو گئی ہے قید
مجھے نجات مل گئی نئی حیات مل گئی
مزاحمت کرے گا کون؟ مخالفت کرے گا کون؟
محال اب ہے ٹوکنا وہ ٹوکنا وہ روکنا
ابھی میں دوڑ جاوں گی اسے گلے لگاوں گی
نہ اور کوئی تھا سخن تھا اسکے لب پہ "گریٹشن"

مجھی کو دی تھی یہ صدا　　اسی کا یہ کلام تھا
تھا دوست ، جان جاں تھا وہ　　فراز آستاں تھا وہ
جو ہنسی جو شور تھا　　غضب کا اس میں زور تھا
جو شیطنت نہاد (۱) تھا　　بنائے صد فساد تھا
تھا طعنہ سنج جب خبیث　　تھا وجہ رنج جب خبیث
میں سن رہی تھی اسکی بات　　بھرا تھا جس میں التفات

مری سمجھ میں آ گیا
اسی نے دی تھی یہ صدا

فاؤسٹ۔

غور سے دیکھو، یہ مدھوشی ہے کیوں؟
دوست کہتی ہو جسے میں ہی تو ہوں!

مارگیرٹ۔

کیا آپ ہیں؟ مجھ کو کیا خبر تھی　　میری کسی اور پر نظر تھی
ہیں آپ ؟ پھر ایک بار کہئے　　کہئے کہئے، خمش نہ رہئے

(یہ کہکر فاؤسٹ سے لپٹ جاتی ہے اور پھر کہتی ہے)

آپ ہیں میں نے جان لیا　　ہاں ، بالکل پہچان لیا
درد و الم اب رخصت ہے　　سارا غم اب رخصت ہے
اب وہ قید و بند کہاں　　وہ صدمہ ، وہ گزند کہاں
اب وہ کہاں کنج زنداں　　اب وہ کہاں زنجیر گراں
ہاں ہاں، آپ ہیں، آپ ہیں، آپ　　خوب ہوا پھر مجھ سے ملاپ
مجھ کو چھڑانے آئے ہیں　　جان بچانے آئے ہیں

(۱) مراد ہے شیطان سے۔

اب جا کر میں شاد ہوئی   شاد ہوئی ، آزاد ہوئی
پیش نظر ہے اب وہ راہ   جس میں ملے تھے ہم ناگاہ
دیکھا ہے جب اے سرکار!   آپ کو میں نے پہلی بار
ہاں وہ جو ایک گلستاں تھا   ہر گل جس کا خنداں تھا

آپ پہ تھی مرتھا کی نگاہ
دیکھ رہی تھی میں بھی راہ

(فاؤسٹ چانے کے لئے آمادہ ہے)

آو پکڑو او میرا ہاتھ   جلد چلو تم میرے ساتھ

مارگیرٹ -

تھوڑی دیر ٹھہل تو لیں   دل ہیں پست ، ٹہل تو لیں
آپ اسوقت مگر ہیں جہاں   کیا جانے ہے سحر وہاں
ایک قدم بھی اب اٹھنا   میرے لئے مشکل ہوگا
(یہ کہہ کر فوسٹ سے محبت کا اظہار کرنے لگتی ہے اور فاؤسٹ کہتا ہے)

جلد چلو ، اے جان وفا!   کام نہیں کچھ رکنے کا
رکنے میں خطرہ ہے بہت   خوف ہے ، اندیشہ ہے بہت

مارگیرٹ -

مجھ سے اب کیا پیار نہیں   اب وہ بوس و کنار نہیں
کیا یہ باتیں بھول گئے   پریم کی گھاتیں بھول گئے
آپ کے پہلو میں آ کر   آپ سے یہ عزت پا کر
دل کیوں آہ دھڑکتا ہے   طاری مجھ پر سکتہ ہے

پہلے آپ کی باتوں میں ان نظروں کی گھاتوں میں
لطف بہت تھا، لذت تھی آپ کی گود اک جنت تھی
بوسے اتنے لیتے تھے پست مجھے کر دیتے تھے
ان بوسوں سے بیش و کم گھٹنے سا لگتا ہے دم
الفت کا اظہار ہو پھر آپ کو مجھ سے پیار ہو پھر

ورنہ میں کرتی ہوں پیار
کچھ تو اترے دل کا بار

(فاؤسٹ سے لپٹ جاتی ہے اور پھر کہتی ہے)

کیسے پڑ گئے ہیں زرد
ہونٹ آپ کے ہیں سرد
کس لئے ہے خامشی؟
کیوں ہے یہ فرامشی؟
رسم و راہ التفات
پریم کی وہ بات بات
اب چلی گئی کہاں؟
اف یہ سرد مہریاں؟

(یہ کہہ کر مارگیرٹ منہ پھیر لیتی ہے اور فاؤسٹ کہتا ہے)

میرے ساتھ چلو، پیاری! میرا سب کچھ تم پر واری
دل پر اپنے قابو پالو اس کو تم مضبوط بنا لو
جوش وحشت سے دیوانہ ہوش و دانش سے بیگانہ
تم کو میں آغوش میں لوں گا بجلی رگ رگ میں بھر دوں گا

میرے گلے لگ جاؤگی تم ہو جاؤگی لذت میں گم
میرے ساتھ تمھیں چلنا ہے گنجائش انکار کی کیا ہے؟
تم پر تو ہر دم مرتا ہوں تم سے عرض جو میں کرتا ہوں

اس کو، میری پیاری! مانو
مجھ کو بس اپنا ہی جانو!

(مارگیرٹ فاؤسٹ کی طرف دیکھ کر)

رسم الفت نباھنے والے آپ ہیں میرے چاھنے والے؟
آپ ہی میرے دل سے عاشق ہیں؟ مجھ سی عذرا کے آپ وامق ہیں؟

آپ کو کیا یقین کامل ہے؟
آب کا دل یہ آپ کا دل ہے؟

فاؤسٹ۔

میں ھی تم پر مرتا ہوں قربان سب کچھ کرتا ہوں
ہاں یہ سودا مجھ کو ہے عشق تمھارا مجھ کو ہے

ھاتھ میں لو یہ ھاتھ، چلو
جلدی میرے ساتھ چلو

مارگیرٹ۔

آپ نے قید سے چھڑا بھی لیا اور مجھ کو گلے لگا بھی لیا
مجھ کو لیکن گلے لگانے سے آپ کو میرے پاس آنے سے
دل میں نفرت ذرا نہیں ہوتی کیوں کراھت ذرا نہیں ہوتی؟
آپ ہیں کسقدر بھلے انسان دل میں آتا نہیں ذرا یہ گماں

قید سے کس کو یہ چھڑایا ہے
آپ کو کس پہ رحم آیا ہے

فاؤسٹ۔

گزری جاتی ہے رات اندھیری سنتی ہی نہیں تم ایک میری
اب جلد چلو، قدم اٹھاؤ دیوانہ مجھے نہ یوں بناؤ

مارگیرٹ۔

جلادوں میں شامل ہوں میں اپنی ماں کی قاتل ہوں میں
بچے کو دریا میں ڈبویا اپنا موتی خود ہی کھویا
آپ کا بچہ کیا وہ نہیں تھا؟ لاڈلا میرا کیا وہ نہیں تھا؟
اس سے تعلق گو تھا میرا ہاں ہاں، لال وہ آپکا ہی تھا
مجھ کو دل سے چاہنے والے کیا سچ مچ ہیں آپ ہی میرے؟
آپ ہیں میرے عاشق مضطر؟ باور آے مجھے یہ کیونکر؟
اپنا ہاتھ ادھر تو لائیں مجھ پہ عنایت یہ فرمائیں
کون برا اس کو کہتا ہے ہاتھ نہایت یہ پیارا ہے
ہے بے حد مرغوب یہ مجھ کو ہے دست محبوب یہ مجھ کو
لیکن ہاتھ یہ تر کیسا ہے؟ کرلیں خشک، بہت بھیگا ہے
آخر آپ یہ کیا کر بیٹھے سرخا سرخ ہے کیوں یہ لہو سے؟
رکھ لیں خنجر میان کے اندر آپ کا حال ہے کتنا ابتر

بھیجتی ہوں لعنت پر لعنت
کرتی ہوں میں سخت ملامت

فاؤسٹ ۔

بیتی باتوں کو بھول جاؤ
اب ان کو زبان پر نہ لاؤ
دل چاک ہے صدمہ الم سے
ہو جاوں گا میں ہلاک غم سے

مارگیرٹ ۔

منھ سے یہ باتیں نہ کہنا چاہئے
آپ کو زندہ ہی رہنا چاہئے
آپ کو واجب نہیں یہ قیل وقال
مجھ سے کچھ سن لیجئے قبروں کا حال
آپ سے کرتی جو ہوں میں ان کا ذکر
ہے مناسب ان کی کل تڑکے سے فکر
بعد مرنے کے بھی ہو بالا نشیں
میری ماں کا مقبرہ ہو بہتریں
پاس انہیں کے دفن ہو بھائی مرا
تھا دل و جاں سے وہ شیدائی مرا
دور ان سے ہٹ کے ہو مدفن مرا
بعد مردن جو بنے مسکن مرا
دائیں جانب دفن ہو ننھا مرا
وہ مرا فرزند ، وہ بیٹا مرا
اور کوئی دفن ہو میرے قریب
دیکھئے کسکو ہو یہ عزت نصیب
کتنی راحت آپ سے پاتی تھی میں
آپ سے جب بھی لپٹ جاتی تھی میں
آپ کو کرتی تھی اتنا پیار میں
بن گئی خود ہی گلے کا ہار میں
یاد ہے وہ آپ کی پہلوتہی
آپ مجھ سے چاہتے تھے مخلصی
آپ ہی عاشق ہیں میرے 'جان من!
آپ پر ہے ختم نیکی کا چلن
اف رے یہ شان صفائی' مرحبا!
اف رے، حسن پارسائی، مرحبا!

آپ کی آنکھوں سے ملتا ہے ثبوت
آپ سا پیدا نہیں کوئی سپوت

فاؤسٹ ۔

اگر احساس ہو تم کو یہ پیاری تمھارا چاھنے والا ھوں میں ھی
چلی آؤ مرے ھمراہ جلدی نہ ھو اس میں توقف اب ذرا بھی

مارگیرٹ ۔

آؤں میں تو کس دنیا میں؟

فاؤسٹ ۔

آزادی کی کھلی ھوا میں

مارگیرٹ ۔

قبر میری ھے وھاں تیار اگر ھے وہ میری زیست کی حد سفر
موت کو مجھ سے اگر ھے واسطہ دیکھتی رھتی ھے میرا راستہ(۱)
میں بھی چلنے کے لئے آمادہ ھوں آپ کے اخلاص کی دلدادہ ھوں
خوابگاہ دائمی میں جاوں گی میں وھاں داد محبت پاوں گی
اسکے آگے اک قدم بڑھنا نہیں اور کوئی بھی سبق پڑھنا نہیں
ھائنرش، اب جارھے ھیں آپ کیا؟ یہ روش معلوم ھوتی ھے بجا

کاش چلتی آپ کے ھمراہ میں
یوں نہ رھتی زار و خستہ، آہ! میں

فاؤسٹ ۔

تم مرے ھمراہ جاسکتی تو ھو مجھ کو یوں اپنا بنا سکتی تو ھو
ھو مگر اس کے لئے راضی کہاں تم کو ھے اسکی تمنا ھی کہاں؟
ھے تامل ھی تمھیں پھر اس میں کیا تم پہ ھے ھر وقت دروازہ کھلا

(۱) واسطہ کا قافیہ راستہ صوتی اعتبار سے اختیار کیا گیا ھے۔

مارگیرٹ ۔

قدم بھی اپنا اٹھاؤں ، مری مجال نہیں
یہاں سے میں کہیں جاؤں ، مری مجال نہیں
کرے گا کیا کوئی ساماں مری رھائی کا؟
نہیں ھے اب کوئی امکاں مری رھائی کا
نہ بھاگنے سے کوئی مدعا بر آئے گا
فرار اور بھی وحشت مری بڑھائے گا
جسے بھی دیکھئے رھتا ھے گھات میں میری
نکالتا ھے بڑے عیب ذات میں میری
رھے گا چور مرے دل میں عمر بھر کے لئے
اگر چہ بھیک بھی مانگوں گزر بسر کے لئے
مصیبت اور کوئی اس سے بڑھہ کے کیا ھوگی؟
کشاکشوں میں مری روح مبتلا ھو گی!
ھے بار فکر مرے سر پہ کسقدر بھاری
ھے نا گزیر کسی دن مری گرفتاری

فاؤسٹ ۔

رھوں گا پھر تمھارے پاس ھی میں
یوں ھی کاٹوں گا باقی زندگی میں

مارگیرٹ ۔

جلد ھی اب یہاں سے جایئے آپ جان معصوم کی بچایئے آپ
عقل میں خام، عمر کا کچا ھے وہ بے چارہ آپ کا بچہ

دیر سے کام لیجئے نہ ذرا اس میں تاخیر کیجئے نہ ذرا
بس کنارے کنارے چشمے کے دور جنگل میں، پل کے رستے سے
بائیں جانب قدم اٹھائیے آپ اک تلیا کی سمت جائیے آپ
اس میں تختہ سا اک جو رکھا ہے جس پہ وہ نامراد لیٹا ہے
دوڑ کر تھام لیجئے اس کو غرق ہونے نہ دیجئے اس کو
دیکھئے، دیکھئے' ابھر آیا اور وہ سطح آب پر آیا
مارتا ہے وہ ہاتھ پاوں ابھی ابھی امید کچھ ہے بچنے کی

اس پہ اب رحم کھائیے فوراً
جا کے اس کو بچائیے فوراً

فاؤسٹ۔

اب تو دل تھام لو خدا کے لئے ہوش سے کام لو خدا کے لئے
اک قدم بھی جہاں اٹھاؤگی دم میں آزاد خود کو پاؤگی

مارگیرٹ۔

فاصلہ یہ جتنا ہے کاش طے وہ کر جاتے
جلد اس پہاڑی کے پاس سے گزر جاتے
اک چٹان کے در پر میری ماں وہ بیٹھی ہے
خستہ دل وہ بیٹھی ہے، خستہ جاں وہ بیٹھی ہے
اور بھی بڑھاپے سے حال ہے بتر اس کا
گو ہے وزن میں بھاری' ہل رہا ہے سر اس کا
برف سی جما دی ہے کس نے میرے سینے میں
سرد فرط دہشت سے' غرق ہوں پسینے میں

اب ملا نہیں سکتی ھمکو یہ کنارے سے
کام لے نہیں سکتی ایک بھی اشارے سے
ہوش آ نہیں سکتا آنکھ کھل نہیں سکتی
اتنی دیر سوئی ہے اب کبھی نہ جاگے گی
اس خیال سے میں نے اسکو تھپتھپایا تھا
کہہ رہی ہوں میں سچ ، یہ سوچ کر بلایا تھا
ہو سکیں گے بے کھٹکے ہم کنار ہم دونوں
ہوں گے وصل باہم سے کامگار ہم دونوں
ہاتھ اپنے آے گی دولت ہم آغوشی
لیں گے خوب جی بھر کے لذت ہم آغوشی
کتنے اچھے دن تھے وہ' ہاے کیا زمانہ تھا
اب سمجھ میں یہ آیا ' خواب تھا' فسانہ تھا

فاؤسٹ (دل میں)

کام چلتا ہے خوشامد سے نہ سمجھانے سے
شمع کسدرجہ الجھتی ہے یہ پروانے سے
(ظاہر میں)

اب تو کچھ بھی ہو' پرستار تمھارا ہوں میں
جبر سے تم کو اٹھاے لئے جاتا ہوں میں!

مارگیرٹ ۔

بس خبردار! نہ ہاتھ آپ لگائیں مجھ کو
دام تزویر میں ہرگز نہ پھنسائیں مجھ کو

اس ستم کی نہیں برداشت ذرا بھی مجھکو
کیجئے آپ نہ مجبور تعدی مجھ کو
آپ جلاد کی مانند گھسیٹیں نہ مجھے
ستم و جور کی زنجیر سے پیٹیں نہ مجھے
کردیا آپ پہ دل اپنا نچھاور میں نے
آپ کے ناز اٹھائے ہیں برابر میں نے

فاؤسٹ۔

دن نمودار ہوا جاتا ہے   صبر اب بار ہوا جاتا ہے
مان لو بات مری، جلد چلو   پاوں اٹھ جائیں ابھی، جلد چلو

مارگیرٹ۔

پو پھٹنے کا اجالا ہے   اب دن ہونے والا ہے
آخری دن بھی آ ھی گیا   دن تھا جو مری شادی کا
ھو نہ کسی کو یہ احساس   آپ گریٹشن کے تھے پاس
اف رے شادی کا وہ سنگار!   ھے ھے پھولوں کا وہ ھار؟
ناچ میں شرکت ٹھیک نہیں   ایسی صحبت ٹھیک نہیں
بھیڑ یہاں کی جاری ہے   خاموشی سی طاری ہے
چوک ھو، خواہ وہ ھوں گلیاں   ان میں سماتی اب ہے کہاں
ان سے گزرنا مشکل ہے   تل بھی دھرنا مشکل ہے
موت کا گھنٹہ بجتا ہے   سب سامان مہیا ہے
ٹوٹ چکا ہے بانس تمام   غائب اب ہے سانس تمام
مجھ پر لوگ برستے ہیں   مشکیں میری کستے ھیں

ہوگا خون یہ جنگل میں لے جائیں گے مقتل میں
جلادوں کی تیغ تیز یہ شمشیر تابش خیز
اوروں پر جو چمکتی تھی ہر گردن پہ لٹکتی تھی
اب مجھ پر ہے اسکا وار اب مجھ پر ہے آتش بار
ساری دنیا کا آغوش
ہے مانند قبر خموش

فاؤسٹ ۔

اے کاش میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
ایسا نہ ہوا ہوتا ، ایسا نہ ہوا ہوتا

شیطان (دروازے کے باہر سے)

اٹھو اٹھو، موت ہے سر پر سوار اب نہیں کوئی کہیں شکل فرار
یہ تکلف، یہ تامل تا کجا ؟ آخر اس تکرار سے حاصل ہی کیا؟

مارگیرٹ ۔

یہ شکل کون عیاں ہے زمیں کے اندر سے؟
یہ کون زہر فشاں ہے زمیں کے اندر سے؟
وہی، وہی ہے ، وہی ہے ، یہ نابکار، وہی!
نکال دے اسے آکر یہاں سے جلد کوئی
مکاں ہے پاک ، کمینوں کا یہ مقام نہیں
خراب روح کا اس میں کوئی بھی کام نہیں
یہ ہے وہی، جو طلبگار میری روح کا ہے
یہ ہے وہی، جو خریدار میری روح کا ہے

فاؤسٹ ۔

زندہ رہو گی ' زندہ رہوگی
جگ جگ تم پایندہ رہوگی

مارگیرٹ ۔

خدا وندا ' مرے رب حقیقی ! تجھے میں سونپتی ہوں روح اپنی

شیطان ۔

آو بس ، چل دو ، نہ کچھ انکار سے آئے گا ہاتھ
کھینچ لے جاوں گا ورنہ میں تمھیں بھی اس کے ساتھ

مارگیرٹ ۔

آسمانی باپ تو میرا ہے، اے رب جلیل !

میں ہوں تیری، تو ہے میری رستگاری کی سبیل

اے فرشتو! ہاں جہان قدس کے اے لشکرو!

گرد میرے جمع ہو کر دم حفاظت کا بھرو

ہائنرش ! اے ہائنرش ! کیا تو نہیں قاتل مرا؟
دیکھ کر تجھ کو ہوا جاتا ہے لرزاں دل مرا

شیطان ۔

شکل کوئی اسکے بچنے کی نہیں اب تو یہ محفوظ رہ سکتی نہیں

(عالم بالا سے آواز آتی ہے)

ہو گیا بچنے کا ساماں، بچ گئی بچ گئی ' ہاں بچ گئی، ہاں بچ گئی

(شیطان) فاؤسٹ سے

کوئی اندیشہ نہ اب فرمایئے
آپ میرے ساتھ چلئے ' آیئے

(شیطان یہ کہہ کر فاؤسٹ کے ساتھ غائب ہو جاتا ہے اور قید خانے کے اندر سے آتی ہوئی یہ آواز مدھم ہوتی جاتی ہے)

ہائنزش' ہائنزش، ہائنزش، ہائنزش!

(ختم شد)